كلام الأولياء الأكابر
على
قول الشيخ عبد القادر
المعروف به
حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ
تالیف
محمد چشتی نظامی زید مجدہ
ناشر
نصیر علامان شمس الفقہا پاکستان بصیر پور اوکاڑا
فون نمبر:- ۴۴۴۹/۷۱۱۰۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بل نقذف بالحق علی الباطل

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول
"قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کا
صحیح مفہوم اکابر و مسلم اولیاء اللہ کے ارشادات کی روشنی میں

کلام الاولیاء الاکابر
علی
قول الشیخ عبدالقادر
المعروف بہ

حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ
(مستیالوی)

تالیف لطیف

پیر طریقت رہبر شریعت شمس الفقہاء علامہ مولانا ابوالحامد محمد احمد چشتی فریدی نظامی شیخ الحدیث والتفسیر
بانی و مہتمم دارالعلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیرپور، اوکاڑا

ناشر: تنظیم غلامان شمس الفقہاء پاکستان بصیرپور

فہرست مضامین

"کلام الاولیاء الاکابر علی قول الشیخ عبد القادر"

مآخذ و مصادر

(۱) قرآن کریم۔

(۲) بہجۃ الاسرار شیخ نور الدین متوفی ۷۱۳ھ

(۳) لطائف اشرفیہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) الجواہر والدرر امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ م ۹۷۳ھ

(۵) اھلاک الوھا بیین اعلیٰ حضرت م ۱۳۴۰ھ

(۶) شرح و قایہ م ۷۴۷ھ عبید اللہ بن مسعود صدر الشریعت۔

(۷) عوارف المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی م ۶۳۲ھ

(۸) فوائد الفواد حسن علی سجزی ملفوظات حضرت محبوب الٰہی م ۷۲۵ھ

(۹) سیر الاولیاء حالات حضرت محبوب الٰہی سید محمد مبارک علوی م ۷۱۱ھ ۱۲۔۱۳۱۱ء

(۱۰) قصیدہ خمریہ معروف بقصیدہ غوثیہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی۔ م ۵۶۱ھ۔

(۱۱) فتوحات مکیہ حضرت محی الدین شیخ اکبر م ۶۳۸ھ

(۱۲) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی م ۱۰۳۴ھ

(۱۳) الکبریت الاحمر امام شعرانی م ۹۷۳ھ

(۱۴) الیواقیت والجواہر امام شعرانی م ۹۷۳ھ

(۱۵) تفسیر روح المعانی سید محمود الوسی م ۱۲۷۰ھ

(۱۶) نبراس شرح شرح العقائد علامہ عبدالعزیز فرہاروی م ۱۲۳۹ھ یا ۱۲۴۱ھ

(۱۷) حاشیہ نبراس علامہ برخوردار۔

(۱۸) رسالہ قشیریہ امام ابوالقاسم القشیری م ۴۶۵ھ

(۱۹) خیر المجالس ملفوظات حضرت خواجہ شاہ نصیرالدین چراغ دہلوی ۷۵۶ھ

(۲۰) الطبقات الکبریٰ امام شعرانی تصنیف ۹۵۲ھ

(۲۱) کشف المحجوب داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ م ۴۶۵ھ تا ۴۶۹ھ

(۲۲) فتوح الغیب حضرۃ شیخ عبدالقادر جیلانی م ۵۶۱ھ

(۲۳) شرح فتوح الغیب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۰۵۲ھ

(۲۴) حاشیہ رسالہ قشیریہ شیخ الاسلام زکریا الانصاری۔

(۲۵) ملفوظات حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۲۶۷ھ

(۲۶) سیف چشتیائی پیر صاحب گولڑوی م ۱۹۳۷ء

(۲۷) التعرف لمذہب اہل التصوف امام ابو بکر الکلا بادی م ۳۸۰ھ

(۲۸) شرح تعرف امام اجل ابو ابراہیم بن اسماعیل المستملی البخاری۔

(۲۹) انتخاب مناقب سلیمانیہ شائع کردہ گولڑہ شریف۔

(۳۰) شرح مواقف۔

(۳۱) تفسیر روح البیان علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۱۳۷ھ

(۳۲) حلیتہ الاولیاء امام ابو نعیم الا صبہانی م ۴۳۰ھ

(۳۳) طبقات الصوفیہ امام زاہد ابو عبدالرحمٰن السلمی م ۴۱۲ھ

(۳۴) تذکرۃ الاولیاء حضرت شیخ عطار م ۶۲۷ھ

(۳۵) بدائع منظوم علی رضا بغدادی م ۱۱۱۳ھ

(۳۶) پند نامہ شیخ عطار م ۶۲۷ھ

(۳۷) قصیدہ شاہ ابو المعالی قادری

(۳۸) تجلی الیقین اعلیٰ حضرت م ۱۳۴۵ھ ۔ ۱۳۹۷

(۳۹) سبع سنابل سید سادات بلگرام میر عبدالواحد بلگرامی ۱۱۱۷ھ

(۴۰) مقابیس المجالس ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن م ۱۹۰۱ء

(۴۱) مشکوۃ شریف علامہ ولی الدین ابو عبداللہ ۷۴۳ھ

(۴۲) اشعۃ اللمعات شیخ عبدالحق محدث دہلوی م ۱۰۵۲ھ

(۴۳) بخاری شریف وغیرہ کتب حدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری م ۲۵۶ھ

(۴۴) ملفوظات اعلیٰ حضرت م ۱۳۴۵ھ

(۴۵) التعریفات سید میر شریف جرجانی م ۸۱۶ھ

(۴۶) سیرت غوث اعظم علامہ محمد داوٗد امرتسری م ۱۳۴۴ھ

(۴۷) مکتوبات معصومیہ خواجہ محمد معصوم نقشبندی تصنیف ۱۰۳۹ھ

(۴۸) فصوص الحکم ابن عربی م ۶۳۸ھ

(۴۹) مثنوی شریف علامہ رومی م ۶۷۲ھ

(۵۰) درر الغواص امام شعرانی۔

(۵۱) افضل الصلوت علامہ نبہانی م ۱۳۵۰ھ۔ ۱۹۳۱ء

(۵۲) مناقب المحبوبین ملفوظات حضرت شاہ سلیمان تونسوی م ۱۲۶۷ھ

(۵۳) ملفوظ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی

(۵۴) ملفوظ حضرت خواجہ سدید الدین تونسوی

(۵۵) ملفوظ خواجہ غلام زکریا تونسوی

(۵۶) ملفوظ حضرت خواجہ خان محمد تونسوی

(۵۷) مرات العاشقین ملفوظات حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی م ۱۸۹۱ء

(۵۸) ملفوظ حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی م ۱۴۰۱ھ

(۵۹) ملفوظ حضرت میاں صاحب بسی شریف۔م ۲۸ جنوری ۱۹۷۵ء ۱۶ محرم ۱۳۹۵ھ

(۶۰) ملفوظ حضرت خواجہ محمد فخرالدین پاکپتنی۔

(۶۱) مجموعۃ الاسرار شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی م ۱۱۶۶ھ

(۶۲) انوار الاقتباس ملفوظ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

(۶۳) شمائم امدادیہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

(۶۴) سکینۃ الاولیاء ملفوظات حضرت میاں میر قادری لاہوری تصنیف ۱۰۵۲ھ

(۶۵) رسالہ رکن دین علامہ رکن دین نقشبندی۔

(۶۶) حسنات العارفین شہزادہ داراشکوہ خلیفہ میاں میرلاھوری۔

(۶۷) عمدۃ التحقیق علامہ ابراھیم مالکی۔

(۶۸) جامع کرامات اولیاء علامہ نبہانی م ۱۳۵۰ھ۔ ۱۹۳۱ء

(۶۹) ملفوظ خواجہ احمد علی سجادہ نشین کوٹ مٹھن شریف۔

(۷۰) شمس المعارف مکاتیب شاہ سلیمان پھلواری۔

(۷۱) مقالات کاظمی سید احمد سعید کاظمی۔

(۷۲) الکوکبۃ الشہابیہ مولانا احمد رضا ۱۳۴۵ھ

(۷۳) شرح عقائد جلالی۔

(۷۴) تفسیر الدرالمنثور امام جلال الدین سیوطی م ۹۱۱ھ

(۷۵) صاوی علی الجلالین۔

(۷۶) تفسیر مظہری۔

(۷۷) تفسیر فتح القدیر محمد بن علی بن محمد الشوکانی م ۱۲۵۰ھ

(۷۸) تفسیر خازن علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراھیم م ۷۲۵ھ

(۷۹) تفسیر کبیر م ۶۰۶ھ امام رازی

(۸۰) تفسیر بیضاوی علامہ ابوالخیر عبداللہ بیضاوی م ۶۴۱ھ یا ۶۸۰)

(۸۱) تفسیر جمل الشیخ سلیمان الجمل ۱۱۹۶ھ

(۸۲) تفسیر مدارک التنزیل۔

(۸۳) تفسیر حسینی۔

(۸۴) طریق النجات۔

(۸۵) ترمذی شریف امام ترمذی م ۲۷۹ھ

(۸۶) فتاویٰ رضویہ اعلیٰ حضرت م ۱۳۴۵ھ

(۸۷) رسول الکلام سید دیدار علی شاہ

(۸۸) ختم اللہ علی قلب الخصم سید محمد حسین شاہ صاحب قادری بناوالے۔

(۸۹) سیرت نظامیہ۔

(۹۰) جوامع القلم حضرت سید گیسو دراز بندہ نواز سید محمد بن یوسف الحسینی م

۸۲۵ھ

(۹۱) راحتہ القلوب۔

(۹۲) شواہد نظامی۔

(۹۳) مطلوب الطالبین۔

(۹۴) سیرت خواجہ معین الدین چشتی م ۶ رجب ۶۲۷ھ بمطابق ۲۱ مئی ۱۲۲۹ء سوموار۔

(۹۵) العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ مفتی اقتدار احمد نعیمی۔

(۹۶) بہار شریعت مولانا امجد علی م ۱۳۶۷ھ

(۹۷) جزاء اللہ لعدوہ مولانا احمد رضا م ۱۳۴۵ھ

(۹۸) ردالرفضہ اعلیٰ حضرت م ۱۳۴۵ھ

(۹۹) شفاء شریف قاضی عیاض م ۵۴۴ھ

(۱۰۰) شرح شفاء ملا علی قاری قدس سرہ م ۱۰۱۴ھ

(۱۰۱) الروض الازھر شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ

(۱۰۲) شرح مقاصد

(۱۰۳) حدیقہ ندیہ۔

(۱۰۴) ارشاد الساری شرح بخاری۔

(۱۰۵) غایتہ التحقیق اعلیٰ حضرت بریلوی م ۱۳۴۵ھ

(۱۰۶) مہر منیر مولوی فیض احمد گولڑوی حالات پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف م ۱۹۳۷ء۔

(۱۰۷) مکاشفات غیبیہ حضرۃ مجدد الف ثانی م ۱۰۳۴ھ

(۱۰۸) سیف العطاء مولانا عطا محمد بندیالوی مدظلہ۔

(۱۰۹) قصیدہ حضرت عبید اللہ افغانی۔

(۱۱۰) الحاوی للفتاویٰ امام سیوطی۔

(۱۱۱) نظامی جنتری خواجہ حسن نظامی۔

(۱۱۲) انوار الفرید حضرۃ خواجہ سید مسلم نظامی۔

(۱۱۳) مسلم شریف۔

(۱۱۴) ابوداؤد۔

(۱۱۵) ابن ماجہ۔

(۱۱۶) نسائی شریف

الاصطلاحات الواردة

الوقت :۔ زمانہ حال میں تیرا حال جس کا نہ ماضی کے ساتھ تعلق ہے نہ مستقبل کے ساتھ۔

الطریق :۔ احکامات مشروعہ جن میں رخصت نہیں۔

المقام :۔ حقوق کا مکمل طور پر استیفاء۔

الحال :۔ ایک ایسا معنی جو قلب پر بغیر تصنع وارد ہو اور پھر زائل ہو جائے۔ بعض نے کہا ہے کہ حال بندہ پر تغیر اوصاف کا نام ہے۔

الشطح :۔ ایسی بات جس میں رائحہ رعونت و دعویٰ ہو۔ بلا امر الٰہی اپنے فضائل و مناقب کا بیان اپنے مقام و مرتبہ کا اظہار۔

الافراد :۔ وہ لوگ جو دائرہ و تصرف قطب سے خارج ہوتے ہیں۔

القطب :۔ اسی کو غوث بھی کہتے ہیں۔ ایک ایسا شخص جو ہر زمانہ میں ہوتا ہے اور سارے عالم میں سے اللہ تعالیٰ کی نظر کا مقام ہوتا ہے۔

الملامتیہ :۔ جو کچھ . کے باطن میں ہوتا ہے اس کا کوئی اثر ان کے ظاہر پر ظہو. پذیر نہیں ہوتا یہ -ماعت اولیاء میں سے سب سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔

الامامان :۔ وہ د. ش جن میں سے ایک غوث کی دائیں جانب او. دوسرا . یں .. ہوتا ہے یمین والے کی نظر ملکوت میں اور یسا. والے کی نظر . میں ہوتی ہے۔ یسا. والا اپنے ساتھی سے اعلیٰ ہ نا ہے او. ی غ کی وفات کے بعد اس کا قائم مقام ہوتا ہے۔

الفرق :۔ عبودیت کا مشاہ. کرنا۔

البقاء :۔ بند. . کا ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور غلبے کو دیکھنا۔

الفناء :۔ اللہ تعالیٰ کے غلبے کی وجہ سے بندے کا اپنے فعل کو نہ دیکھنا۔

الصحو :۔ وارد قوی کے بسبب غیوبت کے بعد احساس کی طرف رجوع کرنا

السکر :۔ وارد قوی کے بسبب اپنے آپ سے غائب ہو جانا۔

الذوق :۔ تجلیات الٰہیہ کے مبادی۔

الشاہد :۔ مشاہدہ کی وجہ سے قلب میں پیدا ہونے والا اثر۔

الہجوم :۔ تصنع کے بغیر قوت وقت کے بسبب جو کچھ قلب پہ وارد ہو۔

التلوین :۔ بندے کے احوال میں تبدیلی و ارتقاء ایک وصف سے دوسرے کی طرف انتقال۔

التمکین :۔ رسوخ و استقرار وصل و اتصال کا حصول۔

المکر :۔ مخالفت کے باوجو نعمتوں کا دینا آیات و کرامات کے بے حد اظہار اور سوء ادب کے باوجود حال کا باقی رکھنا۔

المنخدع :۔ افراد و اصلین سے قطب کے چھپنے کا مقام۔

الحق :۔ اللہ کی جانب سے بندے پر جو کچھ واجب ہو اور جو حق نے اپنے آپ پر واجب کیا ہے۔

العبودت :۔ جو شخص اپنے آپ کو مقام عبودیت میں مشاہدہ کرے۔

التصوف :۔ ظاہری اور باطنی طور پر اداب شریعہ کے ساتھ وقوف۔

الرعونت :۔ طبع انسانی کے ساتھ وقوف۔

العموم :۔ وقوع اشتراک فی الصفات۔

الخصوص :۔ ہر شئی کا علیحدہ علیحدہ ہونا۔ عبد والہ کے مابین امتیاز۔

القطبیۃ الکبری :۔ یہ نبوت محمد ﷺ کا باطن ہے یہ آپ کے ورثہ کو حاصل ہوتا ہے خاتم الولایت اور قطب الاقطاب باطن خاتم النبوت پر ہوتا ہے۔

الالھام :۔ جو کچھ بطریق فیض دل میں ڈالا جائے۔

الامام :۔ جسے دین اور دنیا کی سیادت عامہ حاصل ہو۔

الامر :۔ اپنے سے کم مرتبہ کو افعل کہنا۔

الحد :۔ اپنے اور اپنے مولی کے درمیان امتیاز کرنا۔ مثلاً" عبد ہونا" زمان و مکان میں محصور ہونا۔

الحقیقۃ المحمدیہ۔ ذات مع تعین اول۔

الفخر :۔ اپنے مناقب ذکر کرتے ہوئے دوسرے لوگوں پر اپنی بڑائی کا اظہار کرنا جب کہ یہ بغیر وحی الٰہی کے ہو۔

بحر المعانی میں ہے

اے محبوب قطب عالم سارے زمانے اور جہان میں ایک ہوتا ہے اور دنیا و آخرت یعنی عالم سفلی و علوی کے تمام موجودات قطب عالم کے وجود سے قائم ہوتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ قطب عالم کو فیض براہ راست حق تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے قطب عالم کو قطب کبری قطب ارشاد قطب الاقطاب قطب مدار بھی کہتے ہیں قطب عالم کی عمر دراز ہوتی ہے۔ اے محبوب قطب عالم پیر دستگیر حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی چشتی قدس سرہ مدت اٹھائیس سال تین ماہ اور دو دن قطب مدار رہے (تا) قطب مدار عرش سے لے کر تحت الثری تک متصرف ہوتا ہے اور جب ترقی کر کے مقام فردانیت تک پہنچتا ہے تو تصرفات محو ہو جاتے ہیں کیونکہ فردانیت مقام انبساط (انتہائی مسرت) اور موانست (محبوب کے ساتھ الفت) کا ہوتا ہے پس اس کی مراد ختم ہو جاتی ہے کہ اس کی مراد حق تعالیٰ کی مراد ہوتی ہے آنحضرت ﷺ نبوت سے قبل افراد میں سے تھے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام بھی افراد میں سے ہیں اے محبوب قطب مدار یعنی قطب عالم کا وہ مرتبہ ہے کہ اگر چاہیں تو اقطاب کو مرتبہ قطبیت سے معزول کر سکتے ہیں۔ (تا) قطب الارشاد کا قلب قلب محمد ﷺ پر ہوتا ہے (تا) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قطب الارشاد تھے۔

انتساب

ہر اس آنکھ کی طرف جو حق دیکھنے کی استطاعت رکھتی ہے۔
ہر اس کان کی طرف جو حق سن سکتا ہے۔
ہر اس زبان کی طرف جو بلا خوف لومتہ لائم بیان حق کی قوت و قدرت سے مالا مال ہے۔
ہر اس دل کی طرف جو جویان حق ہے۔
ہر اس راہ رو طریقت کی طرف جو جمیع مراتب و مدارج ولایت کا خواہاں ہے۔
ہر اس عاشق صادق کی طرف جو اسی کے عشق و محبت و ذوق و شوق میں سرگرداں ہے۔

دست از طلب ندارم تاکام من برآید
یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

نذر عقیدت

میں اپنی اس کاوش و سعی کو سیدی و مرشدی شیخ الاولیاء قطب الاصفیاء محبوب سبحان حضرت خواجہ میاں علی محمد خان چشتی نظامی قدس سرہ کی وساطت سے سلسلۂ عالیہ چشتیہ بہشتیہ کے پانچ عظیم ترین مشائخ (جنہیں عرف عام میں پانچ پیر چشتی کہا جاتا ہے) حضرت عطائے رسول اللہ نائب رسول اللہ۔ فی الھند حبیب اللہ السید خواجہ بزرگ اجمیری غریب نواز قدس سرہ

قطب الاقطاب السید حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ

زہد الانبیاء فرد افراد العالم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر چشتی قدس سرہ۔

سلطان الاولیاء والمشائخ حضرت محبوب الٰہی السید نظام الدین اولیاء زری زربخت قدس سرہ۔

مستغرق بحر شہود۔ حضرت سیدنا خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

؎ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

مطلع

مدت مدیدہ سے زیر بحث موضوع پر متشددانہ تقریریں متعصبانہ تحریریں سننے پڑھنے میں آتی رہیں۔ مگر ہمارے مشائخ کا طریق کار ہمیشہ سکوت عفو و درگزر اور مخالفانہ محاذ آرائی سے اجتناب ہی رہا اور ے جواب جاہلاں باشد خاموشی پر مسلسل عمل ہوتا رہا۔ کسی قسم کی جوابی کارروائی نہ ہونے بلکہ مکمل سکوت اور پروقار خاموشی کے باوجود شیطان کی آنت کی طرح یہ سلسلہ اذیت و تفرقہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا گیا۔ دوسرے سلاسل سے وابستہ اپنے ہی سنی بھائیوں کی دل آزاری و دل شکنی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ اس بات کی بھی ذرہ بھر پرواہ نہ کی گئی کہ آپس کا انتشار ہمیں کس نہج پر لے جا رہا ہے اور کہاں پہنچائے گا۔ یہ لوگ وہابیہ کی طرح غوث پاک کے بہانے تمام اولیائے کاملین کی توہین کرتے رہے۔

چشتی مشائخ سے تو انہیں خدا واسطے کا بیر تھا ہی مگر حضرت مجدد الف ثانی بھی انہیں ایک نظر نہیں بھائے اس لئے کہ آپ نے مجدد الف ثانی ہونے کے ناطے حق کی خوب خوب وضاحت فرما دی اور صاف صاف لکھ دیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مریدوں کی ایک جماعت شیخ کے حق میں غلو کرتی اور شیعان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرح محبت میں افراط سے کام لیتی ہے ان کے کلمہ و کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ کو جمیع اولیاء متقدمین و متاخرین سے افضل جانتے ہیں۔ متعصب لوگوں نے یہاں تک تجاوز کیا کہ حضرت شیخ کا کتا اولیاء اور پیروں پر شرف رکھتا ہے۔ جبکہ یہی غالی ٹولہ یہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ سب اولیاء اور مشائخ کو غوث پاک نے ہی ولی اور پیر بنایا ہے۔ تو جب غوث پاک کے بنائے ہوئے ولیوں اور پیروں سے آپ کے کتے افضل و اشرف ہیں تو آپ کو پیر اور ولی بنانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ سلسلہ جہالت و خباثت یہاں پر بھی اختتام پذیر نہ ہوا۔ بلکہ انبیاء و رسل پر بھی طبع آزمائی کی جانے لگی مثلاً" ایک غالی نے یہ لکھا کہ حضور غوث الثقلین کی شان تمام امت محمدیہ میں سب سے بڑی ہے۔ خواہ اولین صحابہ کرام ہوں یا آخرین میں امام مھدی ہوں عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نبی ہیں مگر حضور علیہ السلام کی امت میں ولی کی

حیثیت سے تشریف لائیں گے۔

رسالہ خدام الاولیاء جلد نمبر ۶ شمارہ نمبر ۱ جنوری تا مارچ ۱۹۸۶ء ص ۱۲۔

مولوی ارشد کلاچوی نادری

سیدنا عیسیٰ علیہ و علی نبینا الصلوۃ والسلام کے بارے لکھتا ہے حضور غوث اعظم کا ان پر فوقیت حاصل کرنا ولایت کا نبوت پر غلبہ نہیں بلکہ ولی کو ولی پر فضیلت و درجہ حاصل کرنا ہو گا۔ رسالہ مذکور ص ۱۳ خدام الاولیاء اپریل تا جون ۱۹۸۶ء کے ص ۱۱ پر لکھتا ہے۔ اکثر بزرگان دین و کامل عارفین رضی اللہ عنہم کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کے بعد مقرب ترین اور افضل ترین ہستی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسی رسالہ ص ۲۱ پر لکھتا ہے غوث پاک ان بندگان خدا سے ہیں جن کا مرتبہ عالی سے عالی ہے۔ سوائے حضور ﷺ کے کوئی ہستی مرتبہ میں آپ سے بڑھ کر نہیں۔ مولوی ثناء اللہ قادری اپنے جمع کردہ ملفوظات کے ص ۱۸ پر لکھتا ہے۔

قدم دھریا میں گردن ولیاں عبدالقادر کہیا

باجھ صنعان نہ منکر ہو یا بھانویں ہوگ کو ہما

اوہ قصہ علٰہ ظاہر ہر کوئی جانے شیخ صنعان کی پایا

ولی نبی تے کل فرشتیاں سبھناں سیس جھکایا

سیف الملوک ص ۱۳ و ص ۱۴ پر ہے۔ علٰہ بے اصل ہے۔ مرآت العاشقین

نانک دا دک ولوں اچا سچا حسبوں نسبوں

نبیاں نالوں گھٹ نہ رہیا ہر صفتوں ہر وسبوں

سے برساں دے موئے جوائے سکے نیر وگائے

کھتے روح فرشتے ہتھوں لکھے لیکھ مٹائے

نبوت کے بعد ولایت کے اس مقام اقصیٰ پر فائز ہیں جہاں اور کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوئی مہر منیر ص ۲۸۔

اندکے باتو بگفتم غم دل ترسیدم

کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیاراست

ایسی باتیں نہ صرف یہ کہ زبانی طور پر اپنے خطابات میں جارحانہ متعصبانہ انداز میں بیان کی گئیں بلکہ کتابوں میں بھی مسلسل چھاپی گئیں اور سربازار فروخت کی گئیں۔ ان حقائق کے پیش نظر ایسی تصنیف کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس میں ان لوگوں کی ایسی خرافات کی مفصل و مدلل تردید موجود ہو اندریں حالات بہت سے احباب اصرار فرماتے رہے مگر میں اپنی کم فرصتی اور دینی و تعلیمی مصروفیات کے بسبب اس اہم کام کو مسلسل ٹالتا رہا۔ دوست یہ کہتے رہے کہ یہ لوگ عجز و انکساری۔ فروتنی اور نگوں ساری کو نہیں سمجھتے۔ بلکہ اسے کمزوری پر محمول کرتے ہیں۔ اور اب اس شعر پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

عجز و نیاز سے تو وہ آیا نہ راہ پر
دامن کو اس کے آج حریفانہ کھینچئے

تاآنکہ۔

حضرت مخدوم المشائخ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف نے بھی اس موضوع پر لکھنے کا حکم فرمایا۔ ان کے بعد صاحبزادہ والا جاہ حضرت خواجہ غلام قطب الدین سجادہ نشین آستانہ عالیہ گڑھی اختیار خاں نے بھی اس ضرورت کا احساس دلایا۔ اب میرے لئے گریز کا کوئی چارہ کار نہ تھا قلم اٹھایا تو میرے سامنے تفریح الخاطر ایسے کئی جھوٹ کے پلندے تھے اور یہ منظر بھی میری نظروں کے سامنے تھا کہ اگر کبھی کسی صاحب دل نے یہ کہہ دیا کہ بھائی انبیاء و اولیاء کی توہین نہ کرو تو الٹا اس پر غوث پاک کا گستاخ بے ادب اور منکر ہونے کے فتوے لگا دیئے گئے۔ وہ سارے اولیائے کرام و مشائخ عظام کو کتے سے بھی کم تر قرار دیتے رہیں تو نہ بے ادبی نہ گستاخی۔ وہ سب اولیائے اولین و آخرین پر قدم کی مہر لگاتے رہیں تو نہ ظلم نہ زیادتی۔ مگر ہم فقط اتنا کہہ دیں کہ یہ صرف اس وقت کی بات تھی جس وقت آپ کی زبان سے یہ کلمات سرزد ہوئے تو بے ادبی اور گستاخی۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جناب من سلسلہ عالیہ چشتیہ و سلسلہ عالیہ نقشبندیہ و سہروردیہ کے جملہ وابستگان کا یہی عقیدہ و نظریہ ہے۔ ان سلاسل کریمہ کے ایک ایک شیخ کامل کے دامن سے لاکھوں مسلمان وابستہ ہیں اگر آپ ان سب کو دائرہ سنیت سے خارج کرنا چاہتے ہیں تو کیجئے بسم اللہ مگر یہ بات یاد رکھئے گا کہ پھر مٹھی بھر متشد دین و متعصبین کے علاوہ کچھ نہیں بچے گا۔ اور اب انشاء اللہ غنڈہ گردی اور دھاندلی نہیں چلے گی بے جا جارحانہ انداز کی کھلی چھٹی کسی صورت نہیں دی جائے گی اور نہ ہی جھوٹی کتابوں کے خود ساختہ حوالہ جات کے سہارے اپنے مشائخ کی گستاخی و بے ادبی کرنے دی جائے گی۔

یہ ایمان کا بھی تقاضہ ہے اور محبت مشائخ کرام کا بھی ہاں وہ حضرات جو انصاف پسند معتدل مزاج اور طلب خدا کے لئے اپنے سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ ہمارے دل میں ان کے لئے بے حد احترام و محبت ہے جہاں کہیں بھی زبان قلم سے کوئی تیز لفظ نکلتا محسوس ہوتا ہے ہمارا روئے سخن صرف غالین و متعصبین کی جانب ہے نہ کہ حق پرست حضرات کی طرف۔ اس تحریر میں فقیر نے پوری کوشش کی ہے کہ دلائل کے ساتھ حقیقت حال واضح کی جائے۔ کوئی صاحب میرے بیان کردہ موقف کے کسی حصہ سے دلائل کے تحت اختلاف کرتا ہے تو ان دلائل پر غور و خوض کیا جا سکتا ہے اور یقیناً" کیا بھی جائے گا۔

بالفرض وہ دلائل درست ثابت ہوں تو ہمیں رجوع میں بھی کوئی عار نہیں۔ لیکن دھونس اور دھاندلی سے کام لیا گیا۔ تو یہ چیز ہمیں انشاء اللہ الکریم جادہ استقامت و محبت سے ہٹا نہ سکے گی۔

؎ باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

ہاں یہ بات یاد رہے کہ جس طرح فقیر نے مسئلہ زیر بحث کی ہر بنیادی شق کو اکابر قادری مشائخ کی کتب معتبرہ۔ یا فریق مخالف کی مسلم و معتبر کتب سے پیش کیا ہے اسی طرح جو صاحب تکلیف فرمائیں وہ اکابر چشتی مشائخ کی کتب معتبرہ یا ہماری مسلم و معتبر کتب کے حوالہ جات پیش فرمائیں اس لئے کہ اس موضوع پر قادری حضراۃ کی

لکھی ہوئی کتابیں کذب بیانی اور مبالغہ آرائی سے بھری پڑی ہیں۔ لہٰذا ایسی کتبُ غیر معتبرہ وغیر معتدہ ہیں۔

آخر میں میں ان حضرات کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جن کی معاونت دوران تالیف کتاب ہذا میرے ساتھ شامل رہی۔

خصوصاً" حضرت خواجہ سید مسلم نظامی کہ آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ کے بارے گراں قدر معلومات پر مبنی بعض نادر و نایاب کتب فراہم فرمائیں۔ حضرت صاحبزادہ غلام قطب الدین سجادہ نشین گڑھی اختیار خاں نے پیش لفظ اور جامع منقول و معقول علامہ محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث دارالعلوم سیال شریف نے اپنے گراں قیمت مصروف اوقات سے وقت نکال کر اپنے تاثرات تحریر فرمائے۔ میرے دو لخت جگر مفتی محمد حامد الفریدی۔ علامہ محمد راشد الفریدی تحریری کام میں میرا ہاتھ بٹاتے رہے۔

اور ------ میں اپنے برادر طریقت اور پیکر خلوص و محبت جناب حاجی محمد نواز خان وٹو چشتی نظامی فریدی آف وساویوالہ کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں جنکی اپنے شیخ طریقت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے ساتھ پر خلوص اور والہانہ عقیدت و محبت ہی کی زیر نظر کتاب اشاعت پذیر ہو سکی۔

فجزاھم اللّٰہ خیر الجزاء واللّٰہ الھادی
الی الصراط المستقیم وصلی اللّٰہ علی النبی الکریم
الروف الرحیم وعلی آلہ وصحبہ
الھادین الی الطریق القویم

علاصتہ الکتاب

(۱) آپ تامدت حیات صاحب سکروحال رہے آخری انفاس میں عبدیت کی جانب رجوع ہوا۔

(۲) مشائخ چشت اہل بھشت کامل ترین اصحاب صحو تھے۔

(۳) اصحاب سکر سے اصحاب صحو کا مرتبہ بالا تر ہے۔ (حضرت محبوب الٰھی و دیگر اکابر اولیاء کا فیصلہ)

(۴) آپ کا یہ قول بوجہ سکروحال سرزد ہوا نہ کہ بامرالٰہی (وحی)

(۵) حضرتؐ خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی پر امر و نھی کا نزول نہیں ہو سکتا۔

(۶) اولیاء محققین متقدمین نے اپنی کتب میں کسی کے سر جھکانے کا ذکر نہیں کیا نہ ہی اسے کوئی اہمیت دی کہ زیر تصرف نے تو تسلیم کرنا ہی ہو تا ہے۔ مگر شیخ پر اپنی طرف سے عتاب کا اظہار فرمایا اور ان کی توبہ و استغفار و ندامت سے سر جھکانے کا ذکر کیا۔

(۷) یہاں درحقیقت دو الگ الگ بحثیں ہیں جنہیں آپس میں خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ نمبر۱ بحث افضلیت نمبر۲۔ بحث وضع راس۔ بحث نمبر۱ میں حق یہ ہے کہ ہمعصر اور متقدمین و متاخرین اولیاء میں سے بعض سے آپ افضل تھے اور بعض آپ سے بھی افضل تھے۔ مثلاً" حضرت شیخ ابو السعود حضرت بایزید بسطامی حضرت سلیمان الدنیلی حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس اللہ اسرار ہم یوں ہی بعض حضرات آپ کے مساوی بھی ہو سکتے ہیں۔

نمبر۲۔ میں حقیقت یہ ہے کہ واضعین روس صرف وہ اولیاء کرام تھے۔ جو بوقت صدور قول ہذا بجسد ہم اس دار دنیا میں زندہ موجود تھے نہ متقدمین نہ متاخرین اور نہ ہی مبتدی۔

؎ اک ذرا سی بات تھی جس کو فسانہ کر دیا

حضرت سیدنا شیخ جیلی قدس سرہ کے مشائخ متقدمین میں سے تھے کہ
وہ حضرات قبل از صدور کلام ہذا وفات پا چکے تھے یہی وجہ ہے کہ ان
حضرات میں سے کسی کے سر جھکانے کا کہیں تذکرہ نہیں ہے۔ حضرت خواجہ
بزرگ اجمیری قدس سرہ متاخرین میں سے تھے۔ کہ آپ کی ولادت مبارکہ
بعد از صدور قول ہذا ہوئی۔ حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ بھی واضعین
رؤس میں شامل نہ تھے اس لئے کہ بوقت صدور قول ہذا آپ کی عمر شریف
صرف دو تین سال تھی کہ آپ کی ولادت مبارکہ ۵۲۷ھ میں ہوئی۔

واضعین رؤس کی اکثریت سے تو آپ افضل تھے۔ مگر ان میں سے
بعض حضرات آپ سے بھی افضل تھے۔ اسی طرح بعض مساوی بھی ہو سکتے
ہیں۔ اس لئے کہ انکا وضع راس تو تجلی فرما کے لئے ہی تھا تو یہ وضع
راس مستلزم افضلیت متجلی علیہ نہیں ہے۔ بعض حضرات کا بعد از وضع
راس ترقی کرتے ہوئے آگے نکل جانا بھی ناممکن نہیں۔

(۸) حبیب اللہ سیدنا خواجہ اجمیری قدس سرہ کی پیدائش بعد از صدور قول ہذا
ہوئی لہٰذا آپ سر جھکانے والوں میں شامل نہ تھے۔ اپنے شیخ سے بیعت
کرتے ہی تحت الثریٰ سے عرش علا تک نظر کے سامنے تھا ۲۴ سال کی عمر
میں ۹۱ سال کے شیخ کو فیض دے رہے ہیں آپ آنے والے دور کے غوث
اعظم تھے لہٰذا آپ کی روحانی تربیت براہ راست رسول کریم فرما رہے تھے۔
آپ امت کے چیدہ و چنیدہ ترین افراد میں سے تھے۔ حبیب رحمان سیدنا
خواجہ عثمان ہرونی بھی افراد میں سے تھے اور جماعت افراد میں سے کوئی شخص
قطب وقت سے افضل و اعرف و اعلم باللہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ آپ کے
بارے حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ کی شہادت موجود ہے جو آپ
نے حضرت محبوب سبحانی شیخ جیلی قدس سرہ کے سامنے پیش فرمائی اور
حضرت شیخ جیلی نے سکوت فرما کر اسے تسلیم کیا۔

سیدنا خواجہ عثمان ہارونی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے بعد ۵۲ سال

اور سیدنا خواجہ اجمیری ۹۷ سال اس دار فانی میں تشریف فرما رہے۔ سیدنا شیخ جیلی کے زمانہ میں جن حضرات کا یہ مقام و مرتبہ تھا کہ آپ سے بڑھ کر نہیں تو برابر ضرور تھے ۵۴ اور ۹۷ سال کے بعد ان کی رسائی کہاں تک ہوئی ہوگی اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ
عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز

آنے والا ہے چمن میں اے صبا اک مست ناز
ہر کلی مینا بنے ہر پھول پیمانہ رہے

آپ عالم روحانیت کے جگمگاتے آفتاب چمکتے دھمکتے مہتاب جہان معرفت کے شاہین باکمال تیغ وادلال کے مرد بے مثال میدان سکر وناز کے شہباز عالی پرواز اور مقام حال وفنا کے دریکتا مست رسول ومست خدا صاحب مناقب جلیلہ وکرامات کثیرہ تھے۔

اسم شریف عبد القادر لقب محی الدین مولد جیلان اور مدفن مبارک بغداد ہے آپ حسنی حسینی نجیب الطرفین سید تھے۔ بچپن ہی سے آثار ولایت وتقدس جبین مقدس سے ظاہر وہویدا تھے۔

شاہ حسن کے اک گل رعنا جناب ہیں
حضرت حسین کے درزیبا جناب ہیں

۴۷۱ھ یکم رمضان المبارک کو اس عالم امکان میں تشریف فرما ہوئے مہد میں ہی روزہ دار تھے بچوں کے ساتھ کھیلا نہیں کرتے تھے آپ فرماتے ہیں میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو غیب سے آواز آتی الی یا مبارک چند سوئے دگراں مے روی

اے راحت جان
سوئے من آکہ ترا یار وفادار منم

عمر شریف اٹھارہ سال کو پہنچی تو تحصیل علوم اسلامیہ کے لئے عازم بغداد ہوئے راستہ میں ڈاکو آپ کی ولایت کے انوار وتجلیات سے متاثر ہوکر آپ کے دست حق پرست پر تائب ہوئے دوران تعلیم بے شمار تکالیف نہایت صبر واستقلال سے برداشت کیں بعض اوقات درختوں کے پتے اور خودرو سبزیاں کھاکر گذر بسر کرتے ۹ سال تک حصول تعلیم میں مصروف رہے بعد از فراغت ۲۵ سال تک عراق کے بیابانوں اور ویرانوں میں مجاہدات شاقہ وریاضات کاملہ فرماتے رہے اس دوران حضرت خضر آپ کی

رہنمائی اور تربیت کرتے رہے حضرت شیخ ابو سعید مخزومی آپ کے شیخ طریقت تھے حضرت شیخ حماد اور حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی اور کئی دیگر مشائخ سے بھی فیض وتربیت حاصل کرتے رہے آپ خود فرماتے ہیں لوگ مجھے مجنون بتاتے۔ میں جنگلوں اور بیابانوں میں نکل جاتا برہنہ جسم کانٹوں پر لوٹتا شور وغوغا کرتا تمام بدن سے خون جاری ہوجاتا لوگ مجھے شفاخانے لے جاتے مگر میری حالت اور بھی خراب تر ہوجاتی یہاں تک کہ مجھ میں اور مردہ میں کوئی تمیز نہ رہتی لوگ کفن لے آتے اور غسال کو بلاکر مجھے نہلانے کے لئے تختہ پر رکھ دیتے مگر معاً" میری حالت درست ہوجاتی شیخ ابو القاسم کہتے ہیں میں نے حضرت سے سنا کہ ابتداء سیاحت میں مجھ پر بہت سے احوال طاری ہوتے تھے میں ان میں اپنے وجود سے غائب ہوجاتا۔ اور اکثر اوقات بے ہوشی کے عالم میں دوڑتا تھا جب وہ حالت مجھ سے اٹھ جاتی تو میں اپنے آپ کو دور دراز مقام میں پاتا چنانچہ ایک دفعہ بغداد کے ویرانے میں مجھ پر یہ حالت طاری ہوئی قریبا" ایک گھنٹہ بے ہوشی کے عالم میں پھرتا رہا پھر وہ حالت مجھ سے دور ہوگئی کیا دیکھتا ہوں کہ میں بغداد سے بارہ دن کی مسافت پر بلاد ششتر میں کھڑا ہوں میں اپنی اس حالت پر غور کر رہا تھا کہ ایک عورت نے مجھ سے کہا کہ تم شیخ عبد القادر ہوکر اپنی اس حالت پر تعجب کرتے ہو (بهجة وقلائد) اسی قسم کی حالت جذب ومستی ومحویت واستغراق میں ہی آپ کی زبان گوہر فشاں سے قصیدہ غوثیہ المعروف بقصیدہ خمریہ قصیدہ روحی اور قدمی بذہ الخ۔ وغیرہا کلمات ظہور پذیر ہوئے۔

مگر بعض سرپھروں نے انہیں آپ سے بھی اعلیٰ تر اولیاء کی توہین وتنقیص کا ذریعہ بنالیا جو یقیناً" نہ صرف ان اکابرین پر ظلم وتعدی ہے بلکہ خود سیدنا محبوب سبحانی کے ساتھ بھی سراسر زیادتی ہے اور یقیناً آپ بروز قیامت ایسے لوگوں سے براءت وبیزاری کا اسی طرح اعلان واظہار فرمائیں گے جس طرح سیدنا عیسیٰ روح اللہ کلمۃ اللہ علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام اپنے حق میں غلو کرنے والوں سے تبری بیان فرمائیں گے

تاریخ وصال ۵۶۱ ھ اور عمر شریف ۹۱ سال ہے آپ ۴۰ سال تک وعظ وتلقین کرتے رہے اور گم گشتگان بادیہ ضلالت کو راہ ہدایت پر گامزن فرماتے رہے جس

کی ابتداء ۵۲۱ھ اور انتہاء ۵۶۱ھ ہے تینتیس سال ۵۲۸ھ سے ۵۶۱ھ تک درس و تدریس و افتاء کا کام انجام دیتے رہے رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا

یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

پیش لفظ۔ از حضرت صاحبزادہ علامہ غلام قطب الدین سجادہ نشین۔ حضرت خواجہ محمد یار فریدی قدس سرہ

الٰہی تابود خورشید و ماہی' چراغ چشتیاں را روشنائی

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے کامل رابطے کے لئے انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرمایا تخلیق آدم سے لے کر یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گیا اس کے بعد امت کی تربیت و اصلاح کا فریضہ حضور اکرم ﷺ کے برگزیدہ غلاموں کے سپرد کیا گیا۔ جنہوں نے نہ صرف کمال اتباع زہد و ریاضت اور مجاہدات سے بلکہ فیض نگاہ سے مخلوق خدا کو اپنے اپنے مخصوص طریقوں سے (جو اس عہد اور سرزمیں کے لئے موزوں تھے) اس طرح فیض یاب فرمایا کہ قد علم کل اناس مشربھم لیکن جیسا کہ امام شافعیؒ حضرت امام اعظمؒ کی مزار پر حاضری دیتے ہیں' تو بوقت نماز رفع یدین نہیں کرتے' یہ اولیاء کرام بھی رحماء بینھم کی عملی تصویر تھے جو اپنی متوسلین و معتقدین کو دیگر سلاسل کے اولیا کرام سے نیاز مندی اور عقیدت و محبت کی تلقین فرماتے رہے' چنانچہ یہ سلسہ طویل عرصے تک انہیں خطوط پر چلتا رہا' مگر بد قسمتی سے گذشتہ صدی میں روابط بین السلاسل کا شیرازہ کچھ اس طرح بکھرتا گیا کہ بات تعصب اور ایک دوسرے پر برتری ثابت کرنے تک جا پہنچی' کچھ عناصر نے اپنی اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش میں اتحاد بین السلاسل کے تقدس کا احساس بھی نہیں کیا۔ مشائخ وقت ان عناصر کی' حوصلہ شکنی کرتے تو نوبت اور زور خطابت صرف کیا گیا' جبکہ ہمارے مشائخ نے اس کے برعکس تربیت دی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے غلاموں کو کبھی بھی کسی سلسلہ کے بزرگان کی شان میں خلاف

ادب بات کرنے کی جرات نہیں ہو سکی یہاں اس بات کا درس ملتا ہے (ہک دے سانگے ہک دے کیتے ہردی جتی جوڑتاں توں ہک تھیویں) کاش کہ دیگر سلاسل کے ذمہ دار حضرات بھی اپنے اپنے سلسلے کے ایسے لوگوں کا احتساب کرتے اور انہیں اپنے دائرے میں پابند رکھ کر مشائخ کبار کے مقامات و مراتب تولنے کی کھلی چھوٹ نہ دیتے'

مگر افسوس کہ ایسا نہیں کیا گیا' اس صورتحال نے متذکرہ موضوع پر استدلال کے ساتھ قلم اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ ہر چند کہ یہ بحث مشائخ چشت کے مزاج اور روایت کے خلاف ہے لیکن چونکہ اب پانی سر سے گزر چکا ہے جس کے پیش نظر زیر نظر کتاب وقت کی اہم ضرورت قرار پائے گی۔ فاضل مولف کی یہ کوشش اس لئے بھی لائق صد تحسین ہے کہ انہوں نے اس کے ذریعہ ان لوگوں کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا ہے جس کے ذریعہ مشائخ چشت کو اپنے متعلقہ سلسلہ کے مشائخ سے مقام و مرتبہ میں کم دکھانے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں محبوب سبحانی ہیں تو سلسلہ عالیہ چشتیہ میں محبوب الٰہی ہیں' سبحان صفاتی نام ہے جب کہ الہ ذاتی نام ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے غلاموں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ بلا امتیاز جمیع سلاسل کے بزرگان سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ اور اکثریت خاص طور پر حضور غوث پاک کی گیارھویں شریف بڑے اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں۔ جبکہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے متوسلین سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بزرگان کے عرس اس جذبے سے منانے کی سعادت سے محروم ہیں۔ تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔ ہم ان کی علمی و روحانی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن گذشتہ نصف صدی میں جس شدت پسندی کے ساتھ مذہب کا پرچار کیا گیا ہے۔ اس کے فوائد کے ساتھ ساتھ اس کے نقصان کا اندازہ بھی کیا جانا چاہیے کاش محبت کی زبان استعمال کی جاتی اور اخوت و رواداری کا مظاہرہ کیا جاتا تو عین ممکن تھا کہ ہم اپنی تعداد میں غیر معمولی اضافہ کر لیتے۔ چہ جائے کہ اپنوں کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ زیر نظر کتاب اسی حقیقت کو کما حقہ آشکارا کرتی ہے جس میں مشائخ کی عظمت کو ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ صاحب کتاب نے اس کتاب کو نہ صرف تالیف بلکہ ذاتی تحقیق سے بھی مزین کیا ہے۔

کہ انہوں نے استدلال کو زینہ بنایا ہے۔

مولف کے طرز استدلال میں اگر کسی کو جارحیت محسوس ہو تو اسے پہل قرار نہیں دیا جا سکتا' بلکہ یہ عمل کا رد عمل یا منطقی نتیجہ ہے تاہم لہجہ اگر اور نرم کیا جاتا تو کتاب کے حسن میں اور اضافہ ہو جاتا۔ بہر صورت مولف کتاب حضرت صاحبزادہ محمد احمد صاحب فریدی جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیر پور شریف کی یہ کاوش سلسلہ عالیہ کے لئے بے بہا مفید اور لائق صد ستائش ہے۔

خاک راہ دردمنداں

فقیر غلام قطب الدین جاروب کش

آستانہ عالیہ حضرت خواجہ محمد یار فریدی رحمۃ اللہ علیہ

گڑھی شریف تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان

۲۵ اکتوبر ۱۹۹۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

اشرف العلماء حضرت علامہ محمد اشرف السیالوی
شیخ الحدیث دار العلوم سیال شریف

محقق العصر حضرت علامہ مفتی محمد احمد صاحب مدظلہ العالی کی زیر تالیف کتاب "کلام الاولیاء الاکابر رضی اللّٰہ عنھم علی قول الشیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا اور آپ کے فرمان "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ" کے متعلق سلاسل اربعہ کے مسلمہ اولیاء کرام اور اکابرین ملت کے ارشادات پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی جس کے بعد اس امر کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں کہ جو معنیٰ و مفہوم اس فرمان کا سمجھا جاتا تھا وہ علی الاطلاق درست نہیں تھا اور تحقیق وتدقیق کے خلاف تھا بالخصوص عامیانہ سطح کے واعظین نے اس فرمان کی آڑ میں نا دانستہ طور پر بڑے بڑے اکابر اولیاء اور ائمہ کی شان میں اساء ت کا ارتکاب کیا بلکہ خود غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں اساء ت اور بے ادبی کے مرتکب ہوئے کیونکہ کسی کی شان میں افراط اور غلو اس کے ساتھ سراسر ظلم اور زیادتی ہے جیسے کہ یہود ونصاریٰ کی طرف سے حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بارے میں غلو اور تجاوز کرتے ہوئے ان کے ابن اللہ اور الٰہ ہونے کا ادعا سراسر ظلم ہے۔

اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کو جزائے خیر اور اجر جزیل عطا فرمائے کہ انہوں نے صحیح مفہوم اور حقیقی محمل بیان فرماکر عوام کو غلط فہمی کی دلدل سے نکالا ہے۔ اور خواص کے لئے تحقیق وتدقیق کا عظیم خزانہ بہم پہنچایا ہے اور ہر صاحب منزلت اور مالک مرتبت کے خدا داد مقام ومرتبہ کے اقرار واعتراف کا راستہ ہموار کیا ہے اور اس کی صیانت وحفاظت کا سامان بہم پہنچایا ہے اور کامل اہتمام وانتظام فرمایا ہے اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں کردی ہے کہ مبدء فیاض کی طرف سے ہر ایک کو اس کی استعداد و اہلیت اور مجاہدہ وریاضت کے مطابق وافر مقدار میں فیضان نصیب ہوا ہے اور

بہت سے سعادت مند اور نیک بخت اس مقام پر بلکہ اس سے بھی بلند تر مقام پر فائز ہوئے ہیں اور آئندہ بھی ہوسکتے ہیں جیسے کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث صمدانی رضی اللہ عنہ کو ان کے عظیم مجاہدات وریاضات کی بدولت اور کامل تر استعداد اور اہلیت کے طفیل عظیم ترین مقام پر فائز فرمایا ہے قال اللہ تعالیٰ "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" جو لوگ بھی ہماری خاطر مجاہدہ وریاضت اختیار کریں گے ہم ضرور بالضرور اپنی ذات تک وصول والی راہیں ان پر کھول دیں گے اور انہیں ان پر گامزن کریں گے قال تعالیٰ "لانضیع عمل عامل منکم" ہم تم میں سے کسی صاحب عمل کے عمل کو ضائع اور بے ثمر نہیں ٹھہرائیں گے لہٰذا ولایت کے دروازے بند نہیں اور نہ اس کے مدارج ومراتب کسی خاص خاندان اور فرد کے ساتھ مختص ہیں اگر کوئی دعاوی سے ساکت اور خاموش ہے اور سراپا تواضع اور مجسمہ انکسار بناہوا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے کوئی مرتبہ ومقام ہی عطا نہیں ہوا اور اگر کوئی دوسروں کی تعظیم وتکریم میں سرنیاز جھکا دیتا ہے تو اسے سراسر مفضول سمجھ لینا ارباب تحقیق کا کام نہیں بلکہ بمقتضائے قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم "من تواضع للّٰه رفعه اللّٰه" عین ممکن کہ یہی انداز نیاز اور آئین انقیاد وانکسار موجب رفعت بن جائے جس پر قلم قدرت کے ساتھ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الحق والملتہ والدین رضی اللہ عنہ کی پیشانی مقدسہ پر لکھا جانا حبیب اللّٰه مات فی حب اللّٰه شاہد عدل اور دلیل صدق ہے کیونکہ حبیب اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیازی مرتبہ ہے اور اس کا عالم غیب سے آپ کے لئے عطا کیا جانا مظہریت کاملہ اور فنا فی الرسول اور بقا بالرسول کی واضح دلیل وبرہان ہے علاوہ ازیں حبیب میں حب الٰہی کا دوام واستمرار جس قدر ثابت ہوتا ہے محبوب سبحانی یا محبوب الٰہی کے القابات میں وہ دوام واستمرار ثابت نہیں ہوتا جیسے کہ قواعد عربیت سے واقف لوگوں پر مخفی نہیں نیز اپنے دعوی یا لوگوں کے ادعاء میں اور اللہ کی طرف سے اس اظہار و اعلام اور ادعاء و اعلان میں جو فرق ہے وہ بھی اس حقیقت کا غماز ہے کہ کسر نفسی نے کس بلندی پر فائز کر دیا۔

الغرض حضرت علامہ مدظلہ نے دلائل وافرہ اور براہین متکاثرہ سے فرمان غوثیت کی حقیقت واضح فرمادی ہے جسے نظر انصاف کے ساتھ پڑھنے والا داد تحقیق

دیئے بغیر نہیں رہ سکے گا اور حقیقت واقعیہ کی طرف راہنمائی کی بدولت آپ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھے گا اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے اور ہمیں حق و حقیقت کے اقرار واعتراف اور تسلیم واذعان کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

(نوٹ) بعض جگہ الفاظ میں شدت آگئی ہے اگرچہ جواب آں غزل کے طور پر ہی سہی لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ ان میں خاطر خواہ تبدیلی لاکر نفس مضمون کی تحقیق پر ہی نظر مرکوز رکھی جائی گی اور نرم وگداز لہجہ کے زیور سے مدلل ومبرہن انداز تحریر کے حسن وخوبی میں اضافہ کی سعی مشکور کی جائے گی۔

احقر الانام ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی غفرلہ

ایک اور مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

اس فرمان کو اتنا عام کر دینا کہ تمام اولیاء اولین و آخرین بلکہ صحابہ کرام اور آئمہ اہل بیت کرام علیہم الرضوان بھی اس عموم میں مندرج ہوں اور تطلیت کبریٰ اور غوثیت عظمیٰ کے سایہ میں پناہ لینے والے ہوں اور ان کی رقاب معظمہ عالیہ بھی آپ کے زیر قدم ہوں تو یہ سراسر افراط اور حد سے تجاوز ہے (تا) اگر کوئی اولین و آخرین اولیاء کرام پر حکم کلی کے طور پر افضلیت کا دعویٰ کرے اور اس سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور آئمہ اہل بیت کرام بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مستثنیٰ نہ کرے تو یہ اہل اسلام کے اجماع کا منکر ہے اور بمقتضائے قول باری تعالیٰ "ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولی ونصله جهنم و ساء ت مصیرا" نہ صرف گمراہ بلکہ دوزخ کا ایندھن ہے۔ (تا) نیز جب از روئے اجماع اہل اسلام حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا یہ قول۔ "قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰه" مخصوص ٹھہرا اور اس کا عموم پر رکھنا نہ صرف یہ کہ لازم و ضروری نہ رہا بلکہ جائز ہی نہ رہا تو متقدمین اولیاء کرام اور متاخرین میں سے بعض کے استثناء پر اعتراض و تنقید کی بھی گنجائش نہ رہی کیونکہ کتاب اللہ کا عام مخصوص البعض اگر خبر واحد اور قیاس کے ذریعے مخصوص ہو سکتا ہے۔ تو سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا یہ

قول دوسرے مسلم اولیاء کرام اور ارباب کشف کے اقوال سے کیونکر مخصوص نہیں ٹھہرایا جا سکتا لہٰذا اگر مشائخ کرام میں سے بعض حضرات اس عموم سے باہر مانے جائیں یا حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ سے افضل بھی تسلیم کر لئے جائیں تو اس میں چنداں حرج نہیں اور نہ یہ استثناء مورد طعن و تشنیع ہو سکتا ہے۔ حضرت شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ کے باب نمبر ۳۹۷ جلد ۳ پر تصریح فرمائی ہے کہ اولیاء کرام بدن سے تجرد اور مہاجرت کے بعد مقام ہویت کے مالک بن جاتے ہیں اور ان کا نشان واثر عالم حس میں ظاہر نہیں ہو سکتا۔ وھذا کان مشھد ابی السعود بن شبل ببغداد من اخص اصحاب عبدالقادر الجیلانی اور یہ بلند و بالا مقام شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص ترین تلمیذ اور مصاحب ابوالسعود بن شبل بغدادی کو حاصل تھا کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے تھے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرنے والا مقام ہویت کا مالک نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کو کائنات میں متصرف بادشاہ کی طرح مشاہدہ کرے تو خود بھی اسی کمال کا مظہر بن جاتا ہے اور کائنات میں تاثیر و تصرف اور حکومت و سلطنت اور وسیع و عریض دعاوی اور قوت الٰہیہ کے مظہر کے طور پر ظہور فرما ہوتا ہے۔ جیسے کہ عبدالقادر جیلانیؒ اور ابوالعباس سبتی مراکشی (تا) و اصحاب ھذا المقام علی قسمین منھم من یحفظ علیہ ادب اللسان کابی یزید البسطامی و سلیمان الدبیلی و منھم من تغلب علیہ الشطحات لتحققہ بالحق کعبدالقادر فیظھر العلو علی امثالہ و اشکالہ و علی من ھو اعلی منہ فی مقام و ھذا عندھم فی الطریق سوء الادب بالنسبۃ الی المحفوظ فیہ ص ۴۳۷ ج۔ ۳۔ اور اس مقام کے مالک حضرات دو قسم ہیں۔ ایک قسم ان حضرات کی ہے کہ جن کی زبان پر ادب ملحوظ و محفوظ رہتا ہے؟ جیسے کہ ابو یزید بسطامی اور سلیمان دبیلی اور بعض وہ ہوتے ہیں جن پر شطحات غالب آ جاتی ہیں کیونکہ وہ حق کے ساتھ (صفت ملیک کے مظہر کے طور پر) متحقق ہوتے ہیں جیسے کہ شیخ عبدالقادر الجیلانی پس وہ اپنے ہم مرتبہ اور ہم منصب لوگوں پر برتری اور فضیلت ظاہر کرتے ہیں اور اپنے سے بلند مرتبت حضرات پر بھی اور یہ اہل اللہ کے نزدیک اس طریق میں سوء

ادب ہے بنسبت محفوظ اللسان حضرات کے وکان عبدالقادر الجیلی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ ممن شطح علی الاولیاء والانبیاء بصورۃ حق فی حالہ فکان غیر معصوم اللسان اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ان حضرات میں سے تھے جنہوں نے اولیاء اور انبیاء پر اپنے حال کے مطابق حق کی صورت میں شطح سے کام لیا پس محفوظ اور معصوم زبان والے نہ تھے۔ ص ۳۳۷۔ ج ۳

صاحب فتوحات قادری سلسلہ کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں اور ارباب مکاشفات سے بھی ہیں مگر انہوں نے مقام ہویت والے سب حضرات کو دوسری قسم سے افضل گردانا اور دوسری قسم والوں میں سے محفوظ اللسان حضرات کو افضل قرار دیا اور بطور تمثیل حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مرید اور فیض یافتہ ابوالسعود بن شبل کو اور حضرت بایزید بسطامی کو بھی افضل قرار دے دیا اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانی پر ان کے مرید و تلمیذ کو بھی فضیلت دے ڈالی۔

لہٰذا افضلیت مطلقہ کے دعوے کرنا قطعاً" زیبا نہیں ہے بلکہ بعض حضرات ایک پہلو سے افضل ہیں تو دوسرے حضرات دوسرے پہلو سے کوئی مشاہدہ ذات میں اکمل ترین تجلی سے بہرہ ور ہے اور کوئی افادہ خلق اور تدبیر کائنات پر مامور اور متعدی منفعت کا سرچشمہ کوئی خداداد مرتبہ و مقام کا علانیہ اظہار کرتا ہے اور کوئی تواضع اور عبدیت کا اظہار کرتا ہے۔ کوئی رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد بعدی کا مظہر تو کوئی لا یا رب اجوع یوما" و اشبع یوما کا نمونہ۔ کوئی فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب والشیاطین کل بناء و غواص و آخرین مقرنین فی الاصفاد والی عطا پر نازاں ہونے والے پیغمبر کا نمونہ بن کر سامنے آتا ہے اور کوئی کونین کے مالک ہونے کے باوجود اور ملائکہ کا بھی مخدوم و مولیٰ ہونے کے باوجود صرف ایک جن پر بھی اپنا تصرف ظاہر کرنے کو روانہ رکھنے والے نبی کی شان تواضع اور عبدیت کا مظہراتم بن کر کما قال علیہ السلام "فذکرت دعوۃ اخی سلیمان فترکتہ خاسئا"" او کما قال صرف انبیاء علیہم السلام میں یہ تخالف اطوار و تعدد طرق موجود نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی یہ تفاوت موجود ہے۔ کچھ حالت استغراق میں ہیں کہ کون و مکان سے

منہ موڑے ہوئے ہیں جیسے علیون اور کچھ مختلف ذمہ داریاں سنبھال کر اپنی خداداد قدرت و طاقت کا سکہ جمائے ہوئے ہیں جیسے جبرائیل و عزرائیل لہٰذا اولیاء کرام میں ایسے تفاوت کا اعتراف و اقرار عین صواب ہے۔ اور واقعہ و حقیقت کے عین مطابق اور افضلیت کے دعاوی میں تطبیق کی موزوں ترین صورت کیونکہ قسم اول اور مقام ہویت کے مالک ملائکہ علیون کی طرح مشاہدہ ذات بحت میں مستغرق ضرور ہیں اور اس لحاظ سے ان کے برابر نہیں ہو سکتے لیکن تدبیر کائنات اور نفع خلائق کے لحاظ سے دوسرے قسم میں جو فضیلت موجود ہے وہ پہلے فریق میں نہیں ہے۔

شیعہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں مذکور روایات میں حصر و قصر والا معنی پیدا کر کے گمراہی کا راستہ اپنایا اور دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حق میں گستاخی و بے ادبی پر اتر آئے۔ اگر ہم بھی حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے خداداد فضائل و کمالات میں حصر و قصر کی راہ پر چل نکلیں۔ تو اپنی جانوں پر ظلم کے مرتکب ہوں گے۔ سیدھی سی بات ہے کہ آپ کے لئے محبوبیت۔ قطبیت غوثیت اور تدبیر و تصرف والی شان مسلم ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے حضرات ان مراتب سے محروم ہیں جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ باب مدینة العلم ہیں یحب اللّٰہ و رسوله و یحبه اللّٰہ و رسوله کے مصداق ہیں مگر دوسرے حضرات صحابہ کے بارے میں سمجھنا کہ وہ باب مدینة العلم نہیں یا محب اللّٰہ و محب الرسول نہیں یا محبوب اللّٰہ و الرسول نہیں سراسر غلط ہے اور ان حضرات کے حق میں تقصیر اور کوتاہی ہے۔

نیز جب مسلم اولیاء کرام اس قول میں سے متعدد اقسام اور متعدد حضرات کو مستثنیٰ قرار دے رہے ہیں جیسے کہ حضرت علامہ محمد احمد صاحب نے ناقابل تردید حوالہ جات سے ثابت کیا تو ان اولیاء کرام کو جھٹلانے کا بھی کوئی جواز نہیں بلکہ دیگر اکابر اولیاء کرام سے بھی اس طرح کا جملہ "قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰہ" کا سرزد ہونا منقول ہے اور اس میں تخصیص روا ہے تو آپ سے منقول جملہ میں کیونکر روا نہیں ہوگی۔ بلکہ ضروری ہے کہ اس میں تخصیص کا قول کیا جائے اعلی حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے غایت عقیدت پر فائز ہونے کے باوجود غوثیت کبریٰ کو خلفاء اربعہ رضی

اللہ "عنہم میں بالترتیب ثابت کرنے کے بعد ائمہ اہل بیت (امام حسن 'امام حسین ' امام زین العابدین' امام محمد باقر' امام جعفر صادق' امام موسیٰ کاظم' امام علی رضا' امام محمد تقی' امام علی نقی' امام حسن عسکری) میں اس کو ثابت فرمایا پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو اپنے دور میں اس منصب پر فائز تسلیم کیا اور حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد اس منصب کے ان کی طرف منتقل ہوجانے کا دعویٰ فرمایا (ملفوظات اعلیٰ حضرت) لہٰذا جب آپ جیسے انتہائی عقیدت مند اس عموم واطلاق کے قائل نہیں تو اس پر اصرار کرنا ٹھیک نہیں اور جیسے کہ قبل ازیں عرض کیاجا چکا کہ کتاب اللہ کا قطعی الثبوت عام جب ایک مرتبہ مخصوص ہو جائے تو پھر خبرواحد اور قیاس سے بھی اس کی تخصیص جائز ہے تو اتنے بڑے بڑے اکابر اولیاء کرام جو حضرت شیخ کے اس قول کی تخصیص کے قائل اور معتقد ہیں ان کے اقوال کو نظر انداز کرنے اور نا قابل اعتناء واعتداد ٹھہرانے کی کوئی وجہ نہیں ہے نیز یہ توجیہ بھی ممکن ہے کہ ہرایک صاحب کمال نے اپنے زعم اور اپنے خیال میں اپنے عطا کردہ مرتبہ ومقام کو بے مثال اور منفرد وممتاز سمجھا ہو جیسے آخری شخص جو دوزخ سے چھٹکارا حاصل کرکے جنت میں داخل ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مشرف ہوکر پکار اٹھے گا "ما اعطی احد مثل ما اعطیت " اور ایک روایت کے مطابق دوزخ سے نکلتے ہی پکار اٹھے گا "لقد اعطانی اللّٰہ شیئا ما اعطاہ احدا من الاولین و الاخرین○ " مسلم شریف جلد اول باب الشفاعۃ حالانکہ اس کا مرتبہ فی الواقع سب سے کم ترین ہوگا تو ان حضرات نے اپنے متعلق یا اپنے مشائخ کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ بھی اس کریم کے فضل و کرم پر اپنے زعم اور خیال کے مطابق خوشی ومسرت کا اظہار ہے۔ اور اس میں کمال وارفتگی اور غایت محویت اور حد درجہ کی استغراقی حالت پائی گئی ہے لہٰذا ان کا مقام کل حزب بما لدیھم فرحون○ ہے اور ہمارے لئے انا بکل موقنون کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے اگر سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی اپنے بارے میں "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ" فرماتے ہیں تو شیخ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی اپنے شیخ طریقت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ے پیر ماپیر است مولانا فرید مثل او در خلق مولیٰ نافرید

اگر ہمارے لئے محبوب سبحانی کے فرمان پر ایمان لانا ضروری ہے تو محبوب الٰہی کے فرمان کو جھٹلانا بھی نا ممکن ہے اور اس میں صرف اولیاء کی بات نہیں کی گئی۔ بلکہ پوری مخلوق سے ان کو بے مثل قرار دیا گیا ہے۔ تو کیا اس مصرعہ کو عموم پر رکھا جا سکتا ہے ؟ کیا ظاہری معنی مراد لینا ممکن ہے ؟ اور اگر اس میں سے انبیاء کرام علیہم السلام صحابہ کرام آئمہ اہل بیت اور بعض دیگر متقدمین اولیاء کرام اور بعض متاخرین اولیاء ومشائخ کو مخصوص کر لیں تو پھر اس قدر مخصوص عام کو آپ کی مدح میں ذکر کرنا درست ہوگا یا نہیں؟ دوسری صورت لغو اور باطل ورنہ محبوب الٰہی ﷺ کی ذات مورد طعن و تشنیع بن جائے گی اور پہلی صورت یقیناً" درست ہے۔ تو قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰه بھی ایسی تخصیصات کے باوجود مقام مدح میں ذکر کرنا یقیناً" درست ہوگا لہٰذا حد ادب میں رہنا لازم ہے اور مناسب تاویل وتوجیہ اور موزوں ترین تخصیص وتقييد ضروری ہے جس طرح صحابہ کرام کے بارے میں اہل السنت کا موقف ہے "نكف عن ذكر الصحابة الا بخير" یہاں بھی ذکر بالخیر میں عافیت ہے اور تنقید واعتراض اور ردو انکار میں سراسر خسران ہے اور بالخصوص ایسا انداز جو کہ توہین وتحقیر پر مشتمل ہو وہ باری تعالیٰ کے ساتھ مبارزت کے مترادف ہے کما فی الحدیث القدسی "من عاد لی ولیا فقد آذنته بالحرب"

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الان حصحص الحق

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول

"قدمی ھذہ علٰی رقبۃ کل ولی للّٰہ"

کا صحیح مفہوم اکابر و مسلم اولیاء اللہ کے ارشادات کی روشنی میں

کلام الاولیاء الاکابر
علٰی
قول الشیخ عبدالقادر
المعروف بہ
حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ

تالیف لطیف:۔ پیر طریقت رہبر شریعت شمس الفقہاء علامہ ابوالحامد والمحامد مولانا محمد احمد چشتی فریدی نظامی شیخ الحدیث والتفسیر بانی و مہتمم۔

دارالعلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیر پور۔

ناشر:۔ تنظیم غلامان شمس الفقہاء پاکستان بصیر پور ضلع اوکاڑہ فون نمبر ۱۱۰۹ کوڈ نمبر ۰۴۴۴۹۔

نام کتاب :۔ "کلام الاولیاء الاکابر علی قول الشیخ عبدالقادر" المعروف بہ حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ۔

تالیف :۔ شمس الفقہاء علامہ ابوالحامد محمد احمد فریدی مد ظلہ العالی۔

تاریخ اشاعت :۔ ۱۲ جمادی الاخری ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۵ کتوبر ۱۹۹۷ء

ضخامت :۔ ۳۲۰ صفحات

تعداد اشاعت :۔ ۱۰۰۰

ہدیہ :۔ ۱۰۰

ناشر:۔ تنظیم غلاماں شمس الفقہاء پاکستان بصیرپور۔ اوکاڑہ

ملنے کا پتہ :۔

(۱) مرکزی دفتر تنظیم شمس الفقہاء پاکستان بصیرپور دارالعلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیرپور۔

(۲) مکتبہ چشتیہ نزد دار العلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیرپور۔

(۳) کرم پبلی کیشنز سرور مارکیٹ سرکلر روڈ چوک اردو بازار' لاہور۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم

ان اللّٰہ اوحی الی ان تواضعوا حتٰی لا یبغی احد علی احد و لا یفخر احد علی احد (ابوداود شریف ج۔۲ ص ۳۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی یہ کہ تواضع کرو حتی کہ کوئی کسی پر سرکشی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

نمبر ا:۔ از مخدوم المشائخ حضرت میاں جمیل احمد صاحب زیب سجادہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے قول " قدمی ہذہ علیٰ رقبۃ کل ولی للہ" کے مفہوم میں بعض لوگ غلو سے کام لیے ہوئے جمیع اولیاء متقدمین ومتاخرین مراد لیتے ہیں آپ مضبوط دلائل کی روشنی میں اس قول کا صحیح مفہوم بیان کریں نیز مشائخ کرام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے علاوہ دیگر سلاسل کے اولیاء کرام کے ارشادات بھی جمع فرما دیں تاکہ تمام اکابر اولیاء کرام کا متفقہ موقف سامنے آجائے

نمبر ۲:۔ بعض قادری حضرات شیخ کے اس قول کیوجہ سے اسقدر تجاوز کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں کہ اولین و آخرین میں سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں۔ نہ صحابہ کرام نہ آئمہ عظام نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بلکہ بعض اسقدر غلو کرتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی گردن پر بھی قدم کے قائل ہیں۔ العیاذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

از مولانا غلام مرتضیٰ فریدی
مولانا منور حسین چشتی

نوٹ :۔ مولانا غلام مرتضیٰ اور مولانا منور حسین نے غالی لوگوں کے کچھ رسائل اور مسودات بھی پیش کیئے ہیں۔

نمبر ۳۔ حضرت شیخ کے اس قول کی بناء پر بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ شیخ کا قدم تمام اولیاء اولین و آخرین پر ہے لہٰذا شیخ سب سے افضل ہیں اور شیخ کے افضل ہونے کیوجہ سے آپ کا سلسلہ تمام سلاسل سے افضل ہے لہٰذا کسی دوسرے سلسلے کا مرید قادری سلسلے میں بیعت ہو جائے تو اس کے لئے تجدید ہے۔ اور اگر کوئی قادری سلسلے کا مرید کسی اور سلسلے میں بیعت کرلے تو یہ نعوذ باللہ من ذلک۔

از حضرت مولانا غلام محمد صاحب فریدی آستانہ عالیہ محمودیہ چشتیہ نزد بصیر پور

الحمد للّٰہ الذی من علینا بحبیبہ محمد المصطفٰے خاتم الانبیاء و زین امتہ الی یوم القیامۃ بالقطبیۃ الکبری و الغوثیۃ العظمی و العبودیۃ الکملی و فتح علینا ابواب الولایۃ کلھا و ما اغلقھاولا حجرھا منذ فتحھا و الصلوۃ و السلام علٰی من قال لہ ربہ و للاخرۃ خیر لک من الاولی صاحب الشفاعۃ الکبریٰ و الدرجات العلی و آلہ المجتبٰی البررۃ التقی والنقی و صحبہ اولی الصدق و الصفاء والوفا والرضا و اولیاء امتہ الا تقیاء الاخفیاء الا برباء الفتیان الطرفاء امابعد

فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب اللھم الھمنی الحکمۃ والصواب

مسئلہ زیر بحث میں تین گروہ ہیں۔

نمبر۱:۔ حق پرست۔ اعتدال پسند

نمبر۲:۔ متعصب جو فقط صحابہ و آئمہ کرام کو مستثنٰی مانتے ہیں۔

نمبر۳:۔ شدید متعصب غالی کہ جن کا غلو حد کفر تک پہنچتا ہے۔

حق پرست اور معتدل حضرات اسی بات کے قائل ہیں کہ آپ کا قدم اس وقت کے اولیائے کرام پر تھا لاغیر اور آپ کا زمانہ قطبیت اس منصب پر فائز ہونے سے لیکر تا انتہائے مدت عمر ہے فتوحات مکیہ ج۴ ص ۲۸۹ میں ہے لکن الموت عزل الوالی متعصب لوگ صحابہ و آئمہ کو تو مستثنٰی مانتے ہیں مگر دیگر کسی شخصیت کو مستثنٰی ماننے کیلئے تیار نہیں۔ اور اس قول سے جمیع اولیائے ہر عصر مراد لیتے ہیں

شدید غالی انبیائے کرام کو بھی مستثنٰی نہیں مانتے اور اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہے۔

ہمارا موقف

آپ سے یہ قول غلبہ سلطان حال و فناء تام کی ابتداء میں بوجہ سکرد مستی سرزد ہوا جیسے سیدنا بایزید بسطامی کا قول " سبحانی ما اعظم شانی "اور " لوائی ارفع من لواء محمد صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم"

ایسے اقوال از قبیل متشابہات ہوتے ہیں جنہیں شطحیات اولیاء کہا جاتا ہے اولیاء کاملین جب مقام فناء سے آگے گزر جاتے ہیں تو ایسے اقوال سے توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ نیز ان کا ظاھری معنی نہ مقصود ہوتا ہے نہ مراد البتہ ایسے اقوال کا کوئی نہ کوئی درست و صحیح محمل ضرور ہوتا ہے اسلئے کہ اولیاء کاملین صادق ہوتے ہیں کاذب نہیں ہوتے ایسے اقوال سے قائل کا اپنے زمانہ میں تفرد معلوم ہوتا ہے یعنی وہ اس دور کا قطب ہے اور ھر عصر کا قطب اپنے ہمعصر اولیاء میں تا وقت وفات افضل ہوتا ہے۔ البتہ جماعت افراداس حکم سے مستثنٰی ہے کہ ان میں سے کوئی شخص قطب وقت سے بھی افضل و اعلم باللہ ہو سکتا ہے۔ اور بوجہ وفات جب اسکا دور قطبیت اختتام پذیر ہو جاتا ہے تو اسکے ہم زمانہ اولیاء میں سے کوئی شخص اس سے بھی اعلی و افضل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس قول کا بھی صحیح مفہوم یہ ہے کہ آپ اپنے وقت کے متفرد و قطب تھے اور اپنے زمانہ قطبیت میں موجود اولیاء کرام سے تا وقت وفات افضل تھے نہ کہ جمیع متقدمین و متاخرین سے یہی وجہ ہے کہ بوقت صدور کلام ہذا جو اولیاء کرام زندہ موجود تھے انہوں نے احتراما سر جھکا دیا قول ہذا کے ظاھری معنی کے اعتبار سے تو انبیاء و رسل بھی اسمیں آتے ہیں اسلئے کہ ھر نبی اور رسول ولی بھی ہوتا ہے اور ولی کی تعریف ان پر صادق آتی ہے ملاحظہ فرمایئے درس نظامی کی معروف و متداول کتاب شرح عقائد نسفی۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہاں ولی کا عرفی معنی مراد ہے تو بھی لفظ ولی کے عرفا اطلاق میں صحابہ کرام آئمہ عظام حضرت اویس قرنی امام مہدی اور بعد از نزول سیدنا عیسی علیہ السلام کے صحبت یافتہ لوگ آتے ہیں حالانکہ یہ حضرات یقیناً سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔لہٰذا اس قول سے مراد صرف آپ کے ہم زمانہ اولیاء ہونگے لاغیر یہی موقف تمام اکابر اولیاء کرام کا ہے اسپر قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی، شاذلی، سب

سلاسل کے مسلم اولیاء کاملین یک زبان اور متفق ہیں۔ واللّٰہ یقول الحق وھو یھدی السبیل واللّٰہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

حاشیہ :۔

۱۔ وھی طائفۃ خارجۃ عن حکم القطب و حد ھالیس للقطب فیھم تصرف فتوحات مکیہ ص ۱۹۹ ج اوالا فراد من البشر الذین لا یدخلون تحت دائرۃ القطب فتوحات ص ۱۳۷ ج ۳ وفی الافرد من یکون اکبر منہ فی العلم باللّٰہ فتوحات۔

(ص ۱۳۷ ج ۳)

بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ہو زاہق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشادات اولیاء عظام کا خلاصہ

سب سے پہلے ہم آئندہ صفحات میں مندرجہ ارشادات اولیائے عظام کا خلاصہ نمبروار ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ اجمال کے بعد تفصیل سے مسئلہ زیر بحث خوب واضح ہو سکے

نمبر ۱ :- ہر دور میں امت محمدیہ کے اولیائے کرام کی قدسی جماعت میں سے ایک شخص مقام قطبیت عظمی و غوثیت کبری پر فائز ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان والا شان مثل امتی کمثل الغیث لا یدری اولہ خیر ام آخرہ خیر۔ "میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے نہیں جانا جا سکتا کہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر" اس بات کیطرف اشارہ کرتا ہے۔

نمبر ۲ :- سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ کا قول " قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ" بھی مشعر بمقام غوثیت عظمی و قطبیت کبری ہے۔

نمبر ۳ :- جو شخص اپنے وقت کا غوث اعظم یا قطب اعظم قطب الاقطاب یا فرد ہوتا ہے وہ مقام ادلال میں قیام کے باعث ایسے کلمات جو اسکے مقام کی خبر دیتے ہوں کہہ دیتا ہے۔

نمبر ۴ :- بعض حضرات ایسے کلمات کا اظہار فرما دیتے ہیں اور بعض خاموش رہتے ہیں خاموش رہنے والے اظہار فرمانے والوں سے افضل ہوتے ہیں کہ وہ اولی پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور اولیائے کرام کے اصل حال کے قریب تر ہوتے ہیں کہ اظہار مقام انبیاء ہے۔

نمبر ۵ :- مقام ادلال والے حضرات جب اپنے اس مقام سے آگے گزر کر مقام عبودیت محضہ پر پہنچتے ہیں تو ایسے کلمات سے رجوع کرتے ہوئے عجز و انکسار و تواضع کا اظہار کرتے ہیں۔

نمبر ٦ :۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا بھی صحیح مفہوم یہ ہے کہ آپ اپنے عصر کے غوث اعظم اور قطب اعظم تھے لہٰذا جس وقت آپ اس مقام پر فائز ہوئے اس وقت سے لیکر تاوقت وفات اپنے زمانہ کے اولیاء سے افضل تھے نہ کہ سب متقدمین و متاخرین سے بلکہ آپ کے ہم عصر اولیاء سے بھی بعض حضرات آپ سے بھی افضل مقام اوراعلی مرتبہ پر فائز ہوئے۔

نمبر ٧ :۔ صحابہ کرام اور آئمہ عظام بھی دائرہ ولایت میں داخل ہیں۔ بعض حضرات کا یہ دعوی کہ " صحابہ کرام و آئمہ عظام پر عرفا لفظ ولی کا اطلاق نہیں ہوتا" درست نہیں ہے۔

نمبر ٨:۔ بعض غالی قادری شیعان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت شیخ کے حق میں انتہائی غلو سے کام لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام اور آئمہ عظام اور نعوذ باللہ من ذالک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گردن پر بھی قدم کے قائل ہیں ایسے لوگ بے دین اور زندیق ہیں۔

نمبر ٩ :۔ اولیاء اللہ پر فنا سکر اور صحو کی حالتیں طاری ہوتی ہیں۔ ھر ولی اللہ حالت سکر وفنا سے گزر کر ھی حالت صحو میں پہنچتا ہے اور صحو میں بھی آمیزش سکر باقی ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا شقیں اکابر اولیاء کرام کے ارشادات کا خلاصہ ہیں جو ہم آئندہ صفحات کے اندر ناظرین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

نمبر ١٠ :۔ بعض اعتراضات اور انکے جوابات تلک عشرۃ کاملۃ آئندہ صفحات میں ہم مندرجہ بالا ہر شق کو مدلل طور پر بیان کر رہے ہیں ھذا مضمون کی ابتداء

قادری حضرات کی معتبرو مستند ترین کتاب بھجۃالاسرار اسکی روایات

سے کی جارہی ہے جو اس روایت زیر بحث کا اصل ماخذ ہے۔

مصنف بہجۃ الاسرار شیخ نورالدین علیہ الرحمۃ کی وہ روایات جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قول کا تعلق صرف اسوقت کے اولیاء سے ہے۔

نمبر ۱:۔ شیخ ابوبکر سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ عنقریب عراق میں ایک آدمی ظاہر ہو گا جس کا نام عبدالقادر ہو گا جو قدمی ہذہ الخ کہے گا وتدین لہ الاولیاء فی عصرہ ذلک الفرد فی وقتہ اور اس کیلئے اس کے زمانے کے اولیاء کرام جھک جائیں گے یہ اپنے وقت کا فرد ہے۔

نمبر ۲:۔ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں تندرج الاولیاء فی وقتہ تحت قدمہ ذلک الذی یشرف بہ اھل زمانہ وینتفع بہ من راہ۔ اس کے وقت میں اولیائے کرام اس کے قدم کے تحت ہونگے اور اس کے زمانے والے اس کے ساتھ شرف پائیں گے اور جو آپکو دیکھے گا آپ سے نفع پائے گا۔

نمبر ۳:۔ روایت نمبر ۳ میں ہے کہ شیخ ابوالوفاء نے فرمایا " لھذا الشاب وقت اذا جاء افتقر الیہ فیہ الخاص والعام" آگے فرماتے ہیں فتواضع لہ رقاب الاولیاء فی عصرہ اذھوقطبھم فی وقتہ فمن ادرک منکم ذلک الوقت فلیلزم خدمتہ" کہ اس جوان کا ایک وقت ہے جب یہ وقت آئے گا تو اسوقت میں خاص و عام اسکے محتاج ہونگے اور اس کے لئے اس کے زمانے کے اولیاء کی گردنیں جھک جائیں گی۔ اس لئے کہ وہ اپنے وقت میں انکا قطب ہے۔ تم میں سے جو بھی اسوقت کو پائے تو اسکی خدمت کو لازم پکڑے۔ اس روایت سے شمس و امس کیطرح واضح ہے جس وقت شیخ ابوالوفاء یہ بیان کر رہے تھے وہ آپکا وقت نہیں تھا آپ کا وقت قطبیت آنے والا تھا اور آپکے زمانے کے اولیاء آپ کے لئے اسلئے جھکے کہ آپ اپنے وقت کے قطب تھے لہٰذا ان لوگوں کا دعوی باطل ہو گیا جو یہ کہتے ہیں کہ آپکے زمانہ قطبیت سے پہلے

بھی حضور ﷺ تک آپ کا ہی وقت تھا۔ اور بعد میں بھی قیامت تک آپکا ہی وقت ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہو گیا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول مقام قطبیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور شیخ ابوالوفاء کے کلام کے وقت کوئی اور شخص قطب تھا۔

نمبر ۴ :۔ روایت نمبر ۴ میں ہے کہ شیخ عقیل سے ایک دن اسوقت کے قطب کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہمارے اسوقت میں وہ مکہ میں مخفی ہے۔ اسے صرف اولیاء ھی پہچانتے ہیں عنقریب عراق میں ایک عجمی جوان ظاہر ہو گا وھو قطب وقته وہ اپنے وقت کا قطب ہے۔ وہ کہے گا قدمی ھذہ الخ لوکنت فی زمانه لوضعت له راسی۔ اگر میں اسکے زمانے میں ہوتا تو اس کیلیے اپنا سر جھکا دیتا۔ واضح ہوا کہ متقدمین اس قول کے تحت نہیں آتے ورنہ آپ کیوں فرماتے لوکنت فی زمانه

نمبر ۵ :۔ روایت نمبر ۵ میں ہے کہ شیخ حماد بن مسلم الدباس کی خدمت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آئے آپ کے سامنے ادب سے بیٹھ گئے کچھ دیر بعد چلے گئے تو شیخ حماد نے فرمایا لھذا العجمی قدم تعلو فی وقتھا علی رقاب الاولیاء فی ذالک الوقت کہ اس عجمی کا قدم اپنے وقت میں اس وقت کے اولیاء کی رقاب پر ہو گا۔ فی ذالک الوقت کی قید نے مسئلہ بالکل ہی واضح کر دیا ہے اس طرح اس روایت میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔ لتوضعن له رقاب الاولیاء فی زمانه

نمبر ۶ :۔ روایت نمبر ۶ میں شیخ کے طالب علمی کے ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ جس وقت آپ مدرسہ نظامیہ بغداد میں تعلیم حاصل کر رہے تھے تو بغداد میں ایک آدمی تھا جسے غوث ۲۔ کہا جاتا تھا اور اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ جب چاہتا ہے ظاہر ہو جاتا ہے اور جب چاہتا ہے چھپ جاتا

ہے۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور ابن سقاء اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جو کہ اسوقت جوان تھے اس غوث کی زیارت کا قصد کیا راستہ میں ابن سقا نے کہا کہ میں ایسا سوال کرونگا جس کا وہ جواب نہ دے سکے گا۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں گا وہ کیا کہتا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے کہا اس سے اللہ کی پناہ کہ میں اس سے کوئی شیئی پوچھوں۔ میں اسکے سامنے بیٹھ کر اسکی زیارت کی برکات کاانتظار کرونگا جب ہم داخل ہوئے تو اسے اپنی جگہ پر نہ دیکھا (الی ان قال) پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کیطرف نظر کی اور اسے اپنے قریب کرتے ہوئے کہا یا عبدالقادر لقد ارضیت اللّٰہ و رسولہ بادبک اے عبدالقادر تو نے اپنے ادب کے باعث اللہ اور اسکے رسول کو راضی کر لیا میں تجھے دیکھ رہا ہوں تو بغداد میں کرسی پر بیٹھ کر قدمی ھذہ الخ کہہ رہا ہے وکانی اری الاولیاء فی وقتک قد حنوار قابھم اجلالالک اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے وقت کے اولیاء نے تیری تعظیم کیلئے اپنی گردنیں جھکا دیں ہیں۔

روایت بالا سے یہ امور عیاں ہیں نمبرا حضرت شیخ اپنے وقت کے قطب تھے۔

نمبر ۲ :۔ ہر دور میں ایک قطب یا غوث ہوتا ہے حضرت شیخ سے پہلے اور بعد دوسرے حضرات اس منصب پر فائز ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔

نمبر ۳ :۔ حضرت غوث پاک اپنے وقت سے پہلے دوسرے بزرگوں سے برکات حاصل کرنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور انکا ادب کرتے رہے۔

نمبر ۴ :۔ آپ کے وقت سے مراد آپکا زمانہ قطبیت ہے۔ جو کہ اسوقت شروع ہوا جس وقت آپ نے کرسی پر بیٹھ کر یہ کلام فرمائی اور تاوقت وفات جاری رہا۔

نمبر ۵ :۔ اگر آپ کا قدم اولیائے ہر عصر پر ہوتا۔ تو پھر ان حضرات کی خدمت میں حصول فیض و برکت کیلئے ھرگز نہ جاتے اور یہ حضرات یہ نہ فرماتے کہ اسکا قدم اپنے وقت کے اولیاء کی گردن پر ہو گا بلکہ یہ فرماتے کہ اسکا قدم ہماریگردن پر بھی ہے اور فیض دینے کی بجائے فیض لیتے حضرت شیخ عدی بن مسافر نے اس قول کا معنی بیانکرتے ہوئے کہا ھی مفصحة عن مقام الفردیة فی وقته یہ اپنے وقت میں مقام فردیت کو بیانکرتا ہے۔ شیخ ابوالمخافر نے کہا فلکل وقت فرد کہ ہر وقت کا ایک فرد ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ افراد متقدمین میں سے کسی اور کو یہ بات کہنے کا امر نہیں دیا گیا (یہ امر آئندہ اوراق میں حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی و دیگر اولیائے کرام کے ارشادات سے عیاں ہو رہا ہے کہ اولیاء کی قدسی جماعت میں صاحب سکوت صاحب کلام سے افضل ہوتا ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں) شیخ ابی سعید قیلوی سے اس قول کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ھی لسان القطبیة و من الاقطاب فی کل زمان من یؤمر بالسکوت فلایسعه الاالسکوت و منهم من یؤمر بالقول فلا یسعه الاالقول کہ یہ لسان قطبیت ہے اور ہر زمانہ کے اقطاب میں سے کسی کو امر سکوت دیا جاتا ہے تو اس کے لئے سکوت کے سوا گنجائش نہیں اور کسی کو بولنے کا امر دیا جاتا ہے اس کیلئے بولے بغیر چارہ نہیں۔ ان ھر دو روایتوں سے روز روشن کیطرح مبین ہوا کہ یہ قول مقام فردیت اور قطبیت کو بیانکرتاہے۔ اور ھر زمانہ میں ایک قطب ہوتا ہے کسی کو سکوت کا امر ہوتا ہے تو وہ چپ رہتا ہے اور بعض حضرات کو قول کا امر ہوتا ہے تو وہ کلام فرماتے ہیں۔ شیخ خلیفہ نے کہا لا غروان قالها الفرد فی وقته۔ اگر اپنے وقت کے فرد نے یہ کہا ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ شیخ ابوماجد کردی نے فرمایا لم یبق ولی للّٰه فی الارض فی ذلک الوقت الا حنا عنقه اس وقت میں زمین

پر موجود کوئی ولی اللہ باقی نہ رہا مگر اس نے اپنی گردن جھکا دی (اولیاء کا سر جھکانا صرف اس وقت پایا گیا جب آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات سرزد ہوئے اور بعد میں آپکی زبان مبارک سے نہ تو یہ کلمات سرزد ہوئے اور نہ ہی سر جھکانا پایا گیا۔) ایک روایت میں ہے ووضع ثلث مائة وثلثة عشر ولیا للّٰہ عزوجل روسھم فی جمیع آفاق الارض فی ذالک الوقت کہ تمام روئے زمین کے اس وقت کے تین سو تیرہ اولیائے کرام نے اپنے سر جھکا لئے۔ حرمین شریف میں سترہ عراق میں ساٹھ عجم میں چالیس شام میں تیس مصر میں بیس مغرب میں ستائیں یمن میں تئیس حبشہ میں گیارہ سدیا جوج ماجوج میں سات وادی سراندیپ میں سات کوہ قاف میں سنتالیس جزائر بحر محیط میں چوبیس اس روایت میں تو سر جھکا نے والے تمام اولیائے کرام کی تعداد بھی بیان کر دی گئی۔ اور اس روایت میں بھی فی ذلک الوقت کی قید ہے اس روایت کو بیانکرنے والے بھی اپنے وقت کے قطب شیخ لو لو الارمنی ہیں۔ (بہجہ ص ۱۰) ص ۱۶۴ میں ہے۔ ریحانۃ اسرار الاولیاء فی ھذالزمان واقرب اھل الارض الی اللّٰہ واحبھم الیہ فی ھذا العصر ص ۱۶۵ میں ہے لا یوھب ولی فی ھذا الوقت حالا ولا مقاما الا علی یدیہ ص ۱۵۶ میں ہے ھو خلیفۃ الاولیاء و المشائخ فی ھذا الوقت و سلطان الوجود فی ھذا العصر ص ۱۴۸ میں ہے شیخ عقیل نے فرمایا سینفرد فی وقتہ و سیرد الیہ الامر وہ اپنے وقت کا فرد ہوگا اور کام اس کیطرف لوٹا دیا جائیگا۔ ص ۱۰۴ میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے لکھتے ہیں یقول غیر مرۃ عثر اخی حسین الحلاج

فلم یکن فی زمانہ من یا خذیدہ ولو کنت فی زمانہ لا خذت بیدہ کہ آپ بارہا کہاکرتے تھے کہ میرے بھائی حسین حلاج

لغزش کھا گئے تو ان کے زمانہ میں ایسا کوئی نہیں تھا جو ان کا ہاتھ پکڑتا اگر میں اسکے زمانے میں ہوتا تو ضرور اسکا ہاتھ پکڑتا روایات مذکورہ اور انکے علاوہ بے شمار روایات میں فی زمانہ فی وقتہ فی عصرہ فی اوانہ ۳۔ کی قیود اس چیز کو اظہر من الشمس کر رہی ہیں۔ کہ آپ اپنے وقت کے قطب غوث اور فرد تھے اور آپ کا قدم صرف اپنے ہمعصر اولیاء کی رقاب پر تھا نہ کہ جمیع متقدمین و متاخرین پر۔ اور ہر زمانے کے لئے الگ الگ اقطاب اغواث اور افراد ہیں۔ جیسا کہ پچھلی روایات کے علاوہ ص ۱۷۳ کی روایت خضر میں بھی ہے۔فھل لھولاء الاحباب رجل فرد فی کل وقت یرجعون الی امرہ قال نعم فقلت و من ھو فی وقتنا ھذا قال ھو الشیخ عبدالقادر ۔

حاشیہ:۔

۱۔ بہت سے لوگوں نے اس کی حکایات اور سندوں پر طعن کیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری الدرر الکامنہ ص ۱۴۲۔ میں فرماتے ہیں جمع مناقب الشیخ عبدالقادر و سمی الکتاب بھجة قال جمال جعفر و ذکر فیھا غرائب و عجائب و طعن الناس فی کثیر من حکایاتہ ومن اسانیدہ فیھا۔ حقیقت یہ ہے کہ بڑے بڑے متقی اور پرہیزگار بننے والے قادری حضرات بھی اس موضوع پر رطب یابس سے گریز نہیں کرتے۔

۲۔ لطائف اشرفی میں ہے حضرت خواجہ اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی بانی سلسلہ اشرفیہ نے فرمایا کہ ایک غوث کی دعا سے دوسرے شخص کو منصب غوثی مل سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کو اس غوث کی دعا سے یہ نعمت ملی جس کی زیارت کے لئے عبداللہ ابن سقا اور آپ گئے تھے۔

ملاحظہ فرمایئے لطائف اشرفی کی عبارت۔

حضرۃ قدوۃ الکبریٰ مے فرمودند غوث در نظر مردم گاہ پنہاں مے گرد دو گاہ ظاہر و رواست کہ بدعاء غوث دیگر را نصیب ایں منصب مے شود چنانکہ غوث الثقلین حضرۃ

شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی از دعاء غوث بشرف ایں منصب مشرف شد لطائف اشرفی ص ۱۰۱۔

۳۔ یاد رہے کہ باتفاق علماء روایات میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت اہلاک الوہابیین ص ۱۵ میں لکھتے ہیں فان المفهوم المخالف معتبر فی الروایات وکلام العلماء بالاتفاق شرح الوقایه ص ۴۳ ج ۲ میں ہے لا خلاف فی ان التخصیص بالذکر فی الروایات یدل علی نفی الحکم عما عداہ۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ روایات میں تخصیص کے ساتھ ذکر کرنا ماعدا سے نفی حکم پر دلالت کرتا ہے۔

اکابر اولیائے کرام کے ارشادات

امام عبدالوہاب الشعرانی کی روایت اور حضرت علی الخواص و حضرت شیخ اکبر قدست اسرارھم کے فرمانات

اس قول کے بارے میں اکابر اولیاء کرام کیا فرماتے ہیں وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت قطب ربانی سیدی امام عبدالوہاب الشعرانی اپنے شیخ قطب وقت علی الخواص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا " کان الشیخ محی الدین رضی اللّٰہ عنه یقول الشیخ ابوالسعود عندی اکمل من الشیخ عبدالقادر و قد اطلعت الی مقامات کثیر من الرجال فما عرفت لهذا الرجل قرارا فقلت لشیخنا انی رایت فی بهجة الشیخ عبدالقادر انه لم یقل قدمی هذه علی رقبة کل ولی للّٰہ تعالٰی الا باذن فقال رضی اللہ عنہ لو کان ذلک بامر من اللّٰہ ماوقع منه ندم حین و فاته فقد بلغنا انه وضع خده علی الارض و قال هذا هوالحق الذی کنا عنه فی غفلة وندم و استغفر و معلوم ان الندم لایکون عقب امتثال الاوامر الالهیة انمایکون عقب ارتکاب اهویة النفوس فتامل ذلک الجواهر والدرر علی الابریز ص ۱۴۲

۵۸۴۹

ترجمہ :۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ ابوالسعود میرے نزدیک شیخ عبدالقادر سے اکمل ہیں میں نے کثیر اولیاء کے مقامات پر اطلاع پائی تو اس آدمی کیلئے (کہیں) قرار نہ پایا تو میں نے اپنے شیخ کو کہا کہ میں نے بہجہ شیخ عبدالقادر میں دیکھا ہے کہ آپ نے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للّٰہ باذن اللّٰہ کہا ہے تو شیخ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ قول بامرالٰہی ہوتا تو آپ سے وقت وفات میں ندامت واقع نہ ہوتی۔ ہمیں یہ امر بتحقیق پہنچا کہ بلا شبہ آپ نے اپنا رخسارہ زمین پر رکھ دیا اور کہا کہ یہ ہی حق ہے جس سے ہم غفلت میں تھے اور ندامت کا اظہار کیا اور استغفار کیا اور یہ بات بلا شبہ معلوم ہے کہ ندامت اوامر الٰھیہ کے امتثال کے بعد نہیں ہوتی بلکہ صرف اھویہ نفوس کے ارتکاب کے بعد ہوتی ہے۔ اس عبارت سے مندرجہ ذیل نتائج واضح ہیں۔

نمبر ۱ :۔ سیدالکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے نزدیک شیخ ابوالسعود شیخ عبدالقادر سے اکمل و افضل ہیں۔

نمبر۲ :۔ حضرت علی الخواص اور حضرت امام شعرانی بھی اسی کے قائل ہیں۔

نمبر ۳ :۔ آپکے ہم زمانہ و ہمعصر حضرات آپ سے بھی بلند مرتبہ ومقام پر فائز ہو سکتے ہیں۔

نمبر۴ :۔ آپکے زمانہ سے مراد صرف ظاھر حیات ہے۔

نمبر۵ :۔ آپ نے قدمی ھذہ الخ امر سے نہیں فرمایا۔

نمبر۶ :۔ بہجۃ الاسرار کا اس بیان میں کوئی اعتبار نہیں۔

نمبر ۷ :۔ آپ نے وقت وفات میں اس قول سے استغفار کی اور ندامت کا اظہار کیا اور آپکو حال ادلال و سکر سے بالکل آخر وقت میں رجوع حاصل ہوا۔

نمبر ۸ :۔ جو کام امر سے کیاجائے اس پر ندامت نہیں ہوتی بلکہ اھو یہ

نفوس کے ارتکاب پر ہوتی ہے۔ نیز یاد رہے فتوحات میں حضرت ابن عربی کا بیان اور الدرر والجواھر میں حضرت علی الخواص کا بیانکہ بتحقیق یہ بات ثابت ہوئی کہ اپنے اس قول سے رجوع کیا حقائق واقعیہ و ظاھر یہ ہیں کشوفات ظنیہ نہیں ہیں۔ کسی کشف کا ان کے مقابل لانا بے جا ہے شیخ ابوالسعود کا اکمل ہونا حضرت ابن عربی اور حضرت علی الخواص کے کشف سے ثابت ہے تو سید المکاشفین سے زیادہ کس کا بیان و کشف معتبر ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں حضرات بہت قریب زمانہ کے ہیں۔ اور اصحاب اسرار میں سے ہیں اور ان کے ساتھ امام شعرانی کی تصدیق و تسلیم بھی شامل ہے۔

حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

جو کہ خود بنفس نفیس اس مجلس میں حاضر تھے اور یہ خود اور ان کے شیخ اور عم حضرت شیخ ابوالنجیب سہروردی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ کے مصاحبان خاص و محرمان راز میں سے تھے کا اس بارے میں ارشاد اور رائے ملاحظہ فرمایئے۔ عوارف المعارف شریف ص ۱۱ میں ہے فقل ان ینفک مرید فی مبادی ظھور سلطان الحال من العجب حتی لقد نقل عن جمع من الکبار کلمات مؤذنة بالا عجاب وکل مانقل من ذلک القبیل من المشائخ لبقایا السکر عندھم و انحصار ھم فی مضیق سکر الحال و عدم الخروج الی فضاء الصحوفی ابتداء امر ھم و ذلک اذاحقق صاحب البصیرة نظرہ یعلم انه من استراق النفس السمع عند نزول الوار دعلی القلب و النفس اذا استرقت السمع عند ظھور الوار د علی القلب ظھرت بصفتھا علی وجه لا یجفو علی الوقت و صلافة الحال فیکون من ذلک کلمات مؤذنة بالعجب کقول بعضھم "من تحت خضراء السماء مثلی وقول بعضھم" قدمی

على رقبة جميع الاولياء و كقول بعضهم اسرجت والجمت وطفت فى اقطار الارض وقلت هل من مبارز فلم يخرج الى احد اشارة منه فى ذلك الى تفرده فى وقته و من اشكل عليه ذلك ولم يعلم انه من استراق النفس السمع فليزن ذلك بميزان اصحاب رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه و آله وسلم و تواضعهم و اجتنابهم امثال هذه الكلمات و استبعادهم ان يجوز للعبد التظاهر بشيئى من ذالك ولكن يجعل لكلام الصادقين وجه فى الصحة و يقال ان ذلك طفح عليهم فى سكر الحال وكلام السكارى يحمل

ترجمہ :- کیونکہ روحانی حالت کے غلبہ کے ظہور کے ابتدائی دور میں شاذ و نادر ہی کوئی مرید عجب خود پسندی سے خالی ہوتا ہے۔ یہانتک کہ اکابر صوفیہ سے خود پسندی کے بہت سے اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ اور جتنے کلمات بھی مشائخ سے اس قبیل کے منقول ہوئے ہیں وہ بدیں وجہ ظہور پذیر ہوئے کہ ان مشائخ میں سکرو مستی کے باقیماندہ اثرات موجود تھے۔ اور وہ حالت سکر و مستی کے تنگ دائرے میں بند تھے اور اپنے امر کی ابتداء میں ہوش و صحو کی وسیع فضا میں نہیں نکلے تھے۔

اگر کوئی صاحب بصیرت دقیق نظر سے دیکھے تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ یہ روحانی واردات کے قلب پر نزول کے وقت نفس کی چوری سے سنی ہوئی باتیں ہیں۔ کیونکہ جب نفس واردات قلب کے ظہور کے وقت چوری سے کچھ سنتا ہے تو وہ اپنی صفت کے مطابق ایسے طریقہ سے ظہور کرتا ہے۔ کہ وقت اور حال کی صفائی پر گراں نہیں گزرتا ہے تو اسوقت اس سے ایسے کلمات صادر ہوتے ہیں جو خود پسندی کا اظہار کرتے ہیں جیسا کہ ایک بزرگ نے کہا کہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے میرے برابر کون ہے اور دوسرے بزرگ نے کہا میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ ایک اور بزرگ کا قول ہے میں

نے زین کسی اور لگام کھینچی اور روئے زمین کے چاروں طرف پھرا اور چیلنج دیا کہ ہے کوئی جو مقابلہ کے لئے آئے مگر میرے مقابلہ میں کوئی نہیں آیا ان اقوال میں قائل کا اس طرف اشارہ ہے کہ وہ اپنے زمانے میں یکتا ہے۔ اگر کسی کو اشکال پیش آئے اور نہ جانے کہ یہ نفس کی چوری سے سنی ہوئی باتیں ہیں تو وہ اس قسم کے اقوال کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے ترازو میں تولے اور ان کی تواضع کو خیال کرے کہ وہ اس قسم کے الفاظ سے پرہیز کرتے تھے اور کسی بندہ حق کیلئے وہ یہ مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ وہ ایسے کلمات نکالے تاہم ایسے مخلص حضرات کے کلام کو قابل عذر سمجھنے کی ایک وجہ نکالی جائے گی اور یوں کہا جائے گا کہ ان کا یہ جوش کلام مستی کے حالت میں ہے اور متوالوں کا کلام برداشت کرلیا جاتا ہے۔ نتائج عبارت مندرجہ بالا یہ ہیں۔

نمبر ۱:۔ کبار اولیاء کی ایک جماعت سے کلمات عجب نقل ہوئے ہیں۔

نمبر ۲:۔ جو کچھ بھی مشائخ سے اس قبیل سے نقل کیا گیا ہے بسبب سکر صادر ہوا ہے ہاں خیال رہے یہاں بھی لفظ کل ہے۔

نمبر ۳:۔ غور پر صاحب بصیرت کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس قسم کی باتوں سے نفس استراق سمع کرتا ہے۔

نمبر ۴:۔ قول حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی کلمات عجب میں شامل ہے جیسے کہ دوسروں کے اقوال من تحت خضراء السماء الخ اور اور اسرجت والجمت الخ

نمبر ۵:۔ ایسے کلمات قائل کے فرد وقت ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور عجب میں شامل ہونے کے باوجود صدق من حیث الفردیة الوقتیہ ہوتا ہے اسلئے کہ کاذب تو ولی ھی نہیں ہو سکتا۔

نمبر ۶:۔ ھر فرد وقت کلمات شطحیہ دالہ بر علو کہہ سکتا ہے چنانچہ بھجۃ الاسرار میں ہے لا غرو ان قالھا الفرد فی وقتہ اور بہت حضرات نے کہے بھی ہیں۔ مگر تمام ازمنہ میں ایسے کلمات کے قائل کی افضلیت کلام کے مطلق ہونے کی حیثیت سے ثابت نہیں ہو سکتی صرف زمانہ قطبیت میں ہی

افضلیت و فردیت ثابت ہوتی ہے ورنہ تعارض بین کلام المشائخ لازم آئے گا اس سے بہجہ کی یہ بات باطل ہوگئی کہ کسی اور نے ایسے کلمات نہیں کہے۔ تو اسے ان کے علم پر حمل کیا جائے گا۔

نمبر ۷ :۔ جسے یہ کلمات سمجھ نہ آئیں کہ یہ دالہ بر عجب ہیں وہ ایسے کلمات کا میزان صحابہ رضی اللہ عنہم سے وزن کرلے اور تواضع صحابہ اور ایسے کلمات سے ان کے اجتناب پر نظر کرے۔

نمبر ۸ :۔ نیز اس سے ثابت ہوا کہ ایسے کلمات کے قائل حضرات سے اجتناب کرنیوالے حضرات افضل و اکمل ہیں چنانچہ صحابہ کرام نے ایسا کلام نہیں فرمایا۔ اسی طرح دوسرے حضرات سے بھی ایسے ہیں جو کلمات عجب سے دور رہے۔ اور عبودیت محضہ اور عجز و تواضع پر قائم رہے۔ جو کہ اولیائے کرام کے مناسب حال اور ان کا اصل مقام ہے۔

نمبر ۹ :۔ نیز ایسے کلمات عجب اس وقت کے اعتبار سے صدق پر مبنی ہوتے ہیں مگر عبودیت مکلفہ شرعیہ کے پیش نظر دار دنیا میں ان کا اظہار صحیح نہیں۔ یہ بہت بڑا اعتراض ہے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عذر پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ان نیک لوگوں کی بات سکر حال پر حمل کرلی جائے اور مستون کا کلام برداشت کرلیا جاتا ہے۔ نیز صاحب بہجہ کی اس روایت کی تحقیق بھی واضح ہوگئی کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول امر سے کہا ہے۔ صاحب بہجہ پر

تعجب شیخ خود اپنی کتاب میں اسے عجب و سکر قرار دے رہے ہیں۔ یاد رہے کہ عوارف المعارف شریف عام مسلمانوں کے لیے عموما اور چشتی حضرات کے لئے خصوصا نہایت ہی اہم ہے۔ اس کہ عوارف المعارف وہ کتاب ہے جو بانی سلسلہ سہروردیہ حضرت شیخ شہاب الدینؒ کی تصنیف ہے اور حضرت مصنف نے خود حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کو دی اور پھر حضور بابا صاحب سے حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہی

نے پڑھی اور تاحال مشائخ کرام سلسلہ عالیہ چشتیہ میں تعلیم و تعلم جاری ہے تو واضح ہوا کہ یہ بیان حضرت بابا صاحب حضرت سیدنا محبوب الٰہی و غیرھما مشائخ کا مصدقہ ہے کہ بلا تردید سلسلہ تعلیم و تدریس جاری ہے حضرت محبوب الٰہی کے ارشادات ہمارے موقف کے مؤید ہیں۔

حاشیہ :۔ ؎ فرمایا حضرت قطب المشائخ خواجہ گنج شکر قدس سرہ کافی مدت تک حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی صحبت میں رہے آپ نے ان کی کتاب "عوارف المعارف" کا سبق بھی مریدین کو دیا اسی وجہ سے عوارف المعارف کا درس ہمارے مشائخ کے لئے بطور سند ؎ آیا ہے اور ہر شیخ نے اپنے شیخ سے اس کتاب کا درس لیا ہے۔

مقابیس المجالس ص ۹۸۱ ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ ظاہر ہے کہ جن حضرات کی سند مصنف علیہ الرحمہ کے ساتھ متصل ہے انہیں مشائخ کا بیان کر دہ مفہوم ہی معتبر قرار دیا جائے گا۔ اور متصل سند چشتی حضرات کی ہے۔

حضرت سیدنا محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء ارشاد فرماتے ہیں

آنچہ اولیاء بیروں مید ہند از مستی ایشاں است کہ ایشاں اصحاب سکر اند بر خلاف انبیاء کہ اصحاب صحو اند فوائد الفواد شریف ص ۵۴ وہ جو اولیاء ظاہر کر دیتے ہیں ان کی مستی کیوجہ سے ہے اسلئے کہ یہ اصحاب سکر ہیں بر خلاف انبیاء کے اسلئے کہ وہ اصحاب صحو ہیں۔ پھر فرمایا مرد را کشف و کرامت حجاب راہ است کار استقامت محبت دارد والحمد للّٰہ علی ذلک مرد کے لئے کشف و کرامت حجاب راہ ہے اصل مقصود استقامت محبت ہے والحمدللّٰہ علی ذلک

فوائد الفواد شریف ص ۱۹ میں ہے کہ آپ نے فرمایا آں زماں کہ اولیاء در غلبات شوق میباشند از سر سکر چیزے میگویند اما آنکہ کامل است ہیچ نوع از اسرار بیروں ندہد بعد ازاں دو بار ایں یک مصرعہ بر لفظ مبارک راند۔

مرداں هزار دریا خوردند و تشنه رفتند

بعد ازاں فرمود حوصلہ وسیع میباید کہ اسرار راشاید و اہل ایں معنی بتمامی اصحاب صحواند بندہ پرسید کہ مرتبہ اصحاب سکر بالا تریا مرتبہ اصحاب صحو فرمود کہ مرتبہ اصحاب صحو واللہ اعلم۔

جب اولیاء غلبہ شوق میں ہوتے ہیں تو بوجہ سکر کچھ کہہ دیتے ہیں بہرحال وہ جو کامل ہے انواع اسرار میں سے کچھ بھی ظاہر نہیں کرتا۔ پھر دو بار یہ مصرعہ زبان مبارک پر جاری فرمایا مرد ہزار دریا نوش کر جاتے ہیں اور تشنہ رہتے ہیں۔

(حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ لکھتے ہیں۔

توڑے جو دریا نوش ہن
پر جوش تھیں خاموش ہن)

اسکے بعد فرمایا کہ حوصلہ وسیع چاہئے جو اسرار کے لائق ہو۔ اور ایسے لوگ اصحاب صحو ہوتے ہیں۔ بندہ نے عرض کی کہ اصحاب سکر کا مرتبہ بلند ہوتا ہے یا اصحاب صحو کا؟ فرمایا اصحاب صحو کا مرتبہ بلند ہے۔ فوائد الفواد شریفہ کے ص ۲۰۲ میں ہے سخن در طائفہ افتاد کہ دعویٰ کرامت کنند و خودرا بکشف معروف گردانند فرمود کہ ایں معنی چیزے نیست بعدازاں بر لفظ مبارک راند کہ فرض اللّٰہ تعالٰی علی اولیائہ کتمان الکرامت کما فرض علی انبیائہ اظہار المعجزۃ۔پس اگر کسے کرامت خود پیدا کند ترک فرضے کردہ باشد چہ کار کردہ باشد۔ بعد ازاں فرمود کہ سلوک راصد مرتبہ نہادہ اند ھفدہم مرتبہ کشف و کرامت است اگر سالک ہم دریں مرتبہ بماند عشاد و سہ دیگر کے رسد؟

اس جماعت کی بات چلی جو کرامت کا دعوی کرتے اور خود کو کشف کے ساتھ معروف بناتے ہیں۔ فرمایا یہ بات کچھ بھی نہیں۔ اس کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء پر کرامت کا چھپانا اسی طرح فرض کیا ہے جیسے اپنے انبیاء پر معجزہ کا اظہار فرض کیا ہے۔ پس اگر کوئی شخص اپنی کرامت ظاہر کرتا ہے تو اس نے ایک فرض ترک کیا تو کون سا کام کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ سلوک کے سو مرتبے مقرر فرمائے ہیں سترہواں

مرتبہ کشف و کرامت ہے اگر سالک اس منزل میں رہ جائے تو باقی ۸۳ تک کیسے پہنچ پائے گا۔

حضرت بایزید بسطامی کے بارے فرمایا او وقتے گفتہ بود سبحانی ما اعظم شانی بعد ازاں در آخر عمر مستغفرشد و گفت من ایں سخن نیکو نگفتم من جھودے بودم ایں ساعت زنار میگسلم از سر مسلمان میشوم ومی گویم۔

اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ فوائد الفواد ص ۳۲۸ آپ نے کسی وقت سبحانی مااعظم شانی کہا تھا اس کے بعد آخر عمر میں اس سے استغفار کی اور کہا میں نے یہ بات اچھی نہیں کہی میں یہودی تھا اب زنار توڑتا ہوں اور از سر نو مسلمان ہوتا ہوں اور پڑھتا ہوں اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ نیز فرماتے ہیں کشف بر سرا و کفش ۔ کشف کے سر پر جوتا۔

حضرت خواجہ سید محمد مبارک علوی کرمانی المعروف امیر خورد خلیفہ و خادم خاص حضرت سلطان الاولیاء و المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء پر کرامت کا چھپانا اسی طرح فرض کیا ہے جسطرح انبیاء پر معجزہ کا ظاہر کرنا فرض کیا ہے۔ پس اگر کوئی ولی کرامت کا اظہار کرتا ہے تو وہ ترک فرض کرتا ہے اور کتنا برا کرتا ہے۔ سلوک میں کشف و کرامت کا درجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں آپ نے فرمایا سلوک کے سو مرتبے ہیں ان میں سے سترھواں مرتبہ کشف و کرامات کا ہے اگر سالک اسی کشف و کرامات کے چکر میں رہے تو ۸۳ درجے کب طے کرے گا بعد ازاں سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جو کچھ اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتا ہے اور لوگوں کے سامنے آتا ہے وہ ان کی مستی ہے بر خلاف انبیاء کے وہ اہل صحو (اہل ہوش) ہیں (تا) خواجہ ثنائی اولیاء کی اس کیفیت کو مستی سے تعبیر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب تو نے اسرار کو ظاہر کر دیا تو تجھے دنیا میں زیادہ دیر نہیں رہنا چاہئے اور اسے اس شعر میں ظاہر کیا ہے۔

ہیچ منمائے روئے شہر افروز۔ چوں نمودی بروسپند بسوز

آں جمالے تو چیست ہستی تو۔ وآں سپند تو چیست مستی تو

پھر سلطان المشائخ نے فرمایا جو ولی کامل ہوتا ہے وہ کسی منزل میں بھی اسرار ظاہر نہیں کرتا۔ فرمایا کہ اسرار کے ضبط کرنے کیلئے بھی بڑے عزم و حوصلے کی ضرورت ہے اس کام کے اہل اہل صحو ہیں۔ نیز سلطان المشائخ نے فرمایا کہ انسان کی راہ میں کشف و کرامت حجاب راہ ہیں اصل کام تو استقامت ہے۔ کرامت کا ظاہر کرنا بڑی بات نہیں یہ تو گداؤں کا کام ہے۔ بعد ازاں سلطان المشائخ نے فرمایا خواجہ ابولحسن دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے ایک مچھیرے کے ہاتھ میں جال دیکھ کر فرمایا جالکو پانی میں ڈالو اور مچھلیاں پکڑو اگر میں صاحب ولایت ہوں گا تو تمہارے جال میں ایسی مچھلی آئے گی جواڑ ھائی سیر کی ہو گی۔ مچھیرے نے جال پانی میں ڈالا جو مچھلی اسکے جال میں آئی تو وزن کرنے کے بعد اسکا وزن معلوم ہوا کہ پورا اڑھائی سیر ہے یہ خبر شیخ جنید کو پہنچائی گئی۔ حضرت جنید نے اس خبرکو سن کر فرمایا کاش کہ اس کے جال میں سیاہ سانپ آتا تاکہ وہ ابوالحسن کو ڈس لیتااور وہ ھلاک ہوجاتا لوگوں نے کہا کہ آپ کیوں ایسا فرماتے ہیں فرمایا اسلئے کہ اگر سانپ اسکو کاٹ لیتا اور وہ ھلاک ہو جاتا تو وہ شہید ہوتا لیکن اب میں نہیں جانتا کہ کرامت کے اس غرور کیوجہ سے اس کا کیا انجام ہو گا۔

حضرت خواجہ سید محمد مبارک فرماتے ہیں کاتب الحروف عرض پرداز ہے کہ ہمارے تمام مشائخ قدس اللہ اسرارھم کا طریقہ اپنی کرامت و بزرگی کوچھپانا تھا جیسا کہ ان بزرگوں کے تذکرے کے ضمن میں موقع و محل سے اپنی اپنی جگہ لکھا جا چکا ہے۔ خواجہ حکیم ثنائی نے کیا اچھا کہا ہے۔ بیت

من غلام گزیدہ مردانم   باد دائم فدائے شاں جانم

قدرشاں پیش امر پالیدہ   کشف رازیر کفش مالیدہ

بحث سکر

یہاں خصوصی طور پر قابل غور اور اہم نکتہ یہ ہے کہ قطب ربانی حضرت امام شعرانی ان کے شیخ حضرت علی الخواص اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قادری کے علاوہ حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے محرم راز و مصاحب خاص شیخ الاسلام و المسلمین سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کلام کو سکر حال پر

محمول کرتے ہیں۔ بعض حضرات حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر ورود سکر کا انکار کرتے ہیں جبکہ اکابر مشائخ و اولیاء عظام اس کو ثابت فرمارہے ہیں۔ خود حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات بھی اسکی تائید کرتے ہیں۔ قصیدہ خمریہ [1] معروف بقصیدہ غوثیہ میں ہے۔ سعت و مشت لنحوی فی کؤس فهمت

بسکرتی بین الموالی شربتم فضلتی من بعد سکری

وہ شراب پیالوں میں بھری ہوئی میری طرف دوڑتی ہوئی آئی پس میں دوستوں کے درمیان نشہ سے مست ہو گیا تم نے میرے سکر کے بعد میری بچی ہوئی شراب کو پیا۔

نیز حضرت شیخ ہی کے دیگر قصائد مطبوعہ بر حاشیہ بهجة الاسرار میں ہے۔

فاسکرنی حقا فهمت بسکرتی فکان من الساقی خماری وسکرتی

شطحت بها شرقا وغربا و قبلة سقانی حبیبی من شراب ذوی المجدی

فاسکرنی حقا فغبت علی وجدی

تو اس شراب نے مجھے سکر والا کر دیا پس میں اپنے سکر میں مست ہو گیا میرا سکر اور خمار ساقی کیطرف سے تھا۔ میں نے اس شراب محبت کیوجہ سے شرق و غرب و قبلہ میں شطح کا اظہار کیا میرے حبیب نے مجھے عزت والی شراب پلائی تو اس نے مجھے حقیقتاً نشہ والا کردیا تو میں اپنے وجد پر غائب ہو گیا۔

اب یا تو آپ حال سکر میں اقرار سکر فرما رہے ہیں یا حال صحو میں دونوں صورتوں میں سکر ثابت ہے نیز کیا حضرت کے سکر کا منکر حضرت شیخ کا مکذب نہ ہو گا۔

حاشیہ:۔

[1] حاشیہ بهجة الاسرار ص ۲۲۹ میں ہے مشہور اسمها عندالعوام بالقصیدة الغوثیة وعند الخواص بالخمریه انشدها حضرت الشیخ فی حالت الجذبة والاستغراق قصیدہ غوثیہ مطبوعہ مطبع عزیزی کی ابتداء میں قصیدہ کے فوائد درج ہیں لکھتے ہیں قصیدہ متبرکہ حضرت غوث الثقلین شاہ عبدالقادر

جیلانی قدس سرہ کا جو آپ نے حالت جذبات میں زبان گوہر فشاں سے فرمایا۔

نمبر ۲:۔

آپ نے فرمایا۔

انا القرآن والسبع المثانی　　انا کنت فی العلیا بنور محمدی

وفی قاب قوسین اجتماع الاحبۃ　　واعلم علم اللّٰہ احصی حروفہ

انا کنت مع نوح باعلی سفینۃ　　بحارا و طوفانا علی کف قدرتی

و کنت و ابراھیم ملقی بنارہ　　و ما بردالنیران الا بدعوتی

وکنت مع اسماعیل فی الذبح شاھدا　　ولیس نزول الکبش الا بفتیتی

و کنت مع یعقوب فی غشوعینہ　　و ما برائت عیناہ الا بتفلتی

و کنت و موسی فی مناجات ربہ　　و موسی عصاہ من عصای استمدت

وکنت مع عیسی فی المھدناطقا　　و اعطیت داؤد حلاوۃ نغمتی

انا کنت مع ایوب فی زمن البلا　　و مابرئت بلواہ الا بدعوتی

انا العاشق المعشوق فی کل مضمر　　انا السامع المسموع فی کل نغمۃ

انا الواحد الفرد الکبیر بذاتہ　　انا الواصف الموصوف،

علم الطریقۃ ترجمہ:۔ میں ہی قرآن اور سبع مثانی ہوں میں بلند مقام میں حضرت محمد ﷺ کے نور کیساتھ تھا اور مقام قاب قوسین میں بھی اجتماع احبہ میں اور میں اللہ کا علم جانتا ہوں اور اس کے حروف کا احصاء کرنے والا ہوں میں نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی پر تھا دریا اور طوفان میری کف قدرت پر ہیں میں اسوقت بھی موجود تھا جب ابراھیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے۔ اور آتش ابراہیمی میری ہی دعا سے ٹھنڈی ہوئی میں اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ ذبح میں حاضر تھا مینڈھے کا نزول نہ ہوا مگر میری ہی جوانمردی سے میں یعقوب علیہ السلام کے ساتھ تھا آپکی آنکھ کی خرابی میں۔ آپ کی آنکھیں ٹھیک نہ ہوئیں مگر میری تھوک سے میں اسوقت بھی تھا جب موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کی مناجات میں تھے۔ موسی علیہ السلام کے عصا نے میرے عصا سے مدد حاصل کی میں عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ مہد میں بولنے والا تھا اور داؤد علیہ السلام کو میں نے اپنے نغمہ کی حلاوت عطا کی میں زمانہ بلا میں ایوب علیہ السلام کیساتھ تھا اسکی مصیبت میری دعا سے ہی دور ہوئی میں ہی عاشق معشوق ہوں ہر مضمر میں ہر نغمہ میں سامع اور مسموع میں ہی ہوں میں ہی واحد فرد کبیر بالذات ہوں میں ہی علم طریقت کا واصف و موصوف ہوں۔

نیز فرماتے ہیں یا معشر الانبیاء اوتیتم اللقب و اوتینا مالم تؤتوه

اے انبیاء کی جماعت تمہیں لقب دیا گیا اور ھم وہ کچھ دیئے گئے جو تمہیں نہ دیا گیا۔ مذکورہ بالا کلمات از قبیل شطح و سکر ہی قرار دیئے جا سکتے ہیں مثلا مقام قاب قوسین میں حضور علیہ السلام کے ساتھ ہونے کا دعوی۔ نیز اللہ کے تمام علم کا احصاء کرنے کا دعوی حالانکہ اللہ جل مجدہ کا علم غیر متنا ہی ہے جسکا احاطہ سید عالم علیہ السلام کیلئے بھی ثابت کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز آپ دعوی فرماتے ہیں کہ داوود علیہ السلام کو میٹھی آواز میں نے دی عیسٰی علیہ

السلام کے ساتھ میں بول رہا تھا۔ یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں میری تھوک سے ٹھیک ہوئیں وغیرھا من الدعاوی اس سے بڑھ کر یہ کہ بالذات و احد فرد کبیر ہونے کا دعوی۔ صحو پر مبنی ہونے کی صورت میں شرعی لحاظ سے یہ دعاوی کیسے درست ہو سکتے ہیں۔

نمبر ۳:۔ نیز آپ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے صحو۔ اسے ثابت کرتے ہیں اب سنئے صحو حالت سکر کے کسی حد تک زوال کا نام ہے۔ عوارف المعارف شریف میں ہے۔ السکر استیلاء سلطان الحال و الصحو العود الی ترتیب الافعال و تہذیب الاقوال۔ سکر سلطان حال کے غلبہ کا نام ہے اور صحو ترتیب افعال و تہذیب اقوال کیطرف عود کرنا ہے۔ فتوحات مکیہ شریفہ میں ہے۔ لا یکون صحو فی ھذا الطریق الا بعد سکر۔ اس طریق تصوف میں صحو حاصل نہیں مگر سکر کے بعد نیز فتوحات میں ہے الصحو رجوع الی الاحساس صحو رجوع الی الاحساس کا نام ہے۔ تو صحو سے پہلے سکر کا تسلیم کرنا لازم ہو گا۔ بغیر جذب و سکر و کیف و مستی و محویت و فنا و غلبہ عشق و محبت الٰہی مقام ولایت کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔ نیز وہ صحو جو سکر سے افضل ہے وہ وہی ہے جس میں سکر مندرج ہوتا ہے اور جو متضمن سکر ہے۔ دیکھئے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی دفتر اول حصہ دوم ص ۱۳۳ نیز دفتر سوم حصہ دوم ص ۱۴۵ مکتوب نمبر ۱۲۱ میں ہے۔

غایت ما فی الباب در سکر مراتب کثیرہ است ہرچند سکر بیشتر شطح غالب تر بسطامی باید کہ بے تحاشی قول لوائی ارفع من لواء محمد ازاں بوجود آید پس ہر کہ صحو دارد گمان نکنید کہ سکر ہمراہ او نیست کہ آن عین قصور است صحو خالص نصیب عام است ہر کہ صحو را ترجیح دادہ است مرادش غلبہ صحو است نہ صحو صرف وہم چنین ہر کہ سکر را ترجیح میدہد مرادش غلبہ سکر است نہ سکر خالص کہ آں آفت است جنید قدس سرہ کہ رئیس اصحاب

صحواست و صحورا بر سکر ترجیح میدہد چنداں عبارت سکر آمیزدارد کہ چہ تعداد آں نماید (تا) واز سکراست کہ مباھات وافتخار کردہ میشودواز سکراست کہ مزیت خود بردیگرے اظہار کردہ مے آید اگر صحو خالص باشد افشاے اسرار آنجا کفربود و خود را ازدیگرے بہتر دانستن شرک باشد بقیہ سکر در صحو در رنگ نمک کہ مصلح طعام است اگر نمک نباشد طعام معطل و بیکار بودے۔

گر عشق نہ بودے و غم عشق نہ بودے
چندیں سخن نغز کہ گفتے و شنودے

صاحب عوارف قدس سرہ کہ قول قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ را کہ ازحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ صادر شدہ است بر ھنیات سکر محمول داشتہ است مرادش قصور ایں قول نیست کما تو ہم کہ اوعین محمدہ اوست بلکہ بیان واقع نمودہ است یعنی صدورایں قسم سخن کہ مبنی از مباہات و افتخار است بے بقیہ سکر کائن نیست کہ در صحو خالص بہ امثال ایں سخناں تکلم نمودن دشوار است مکتوب نمبر ۱۲۱ ج ۳ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ

ترجمہ :۔ غایت ما فی الباب یہ کہ سکر میں مراتب کثیرہ ہیں ہر چند سکر بیشتر ہو گا شطح غالب تر ہو گاکوئی بسطامی ہی چاہئے کہ اس سے بے تحاشا قول لوائی ارفع من لواء محمد صادر ہو پس جو بھی صحو رکھتا ہے اس کے متعلق یہ خیال نہ کریں کہ اسکے ساتھ سکرنہیں ہے کہ وہ عین قصور ہے۔ صحو خالص عوام کا حصہ ہے۔ جس نے صحو کو ترجیح دی ہے۔ اس کی مراد غلبہ صحو ہے نہ کہ صحو خالص۔ اور اسی طرح جس نے سکر کو ترجیح دی ہے اس کی مراد غلبہ سکر ہے نہ کہ سکر خالص کہ وہ آفت ہے۔ جنید جوارباب صحو کے رئیس ہیں اور صحو کو سکر پر ترجیح دیتے ہیں۔ انکی اتنی سکر آمیز عبارتیں ہیں کہ شمار سے باھر ہیں۔ اسی مقام میں تھوڑا سا آگے چل کر حضرت مجدد لکھتے ہیں جس نے بھی اس قسم کی باتیں لکھی ہیں انکا منشا سکر ہے۔ خالص صحو میں اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر جاننا شرک ہوتا ہے۔

صاحب عوارف نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول قدمی هذه الخ بقیہ سکر ہی پر محمول کیا ہے۔ تو ان کی مراد اس قول کا قصور نہیں جیسا کہ وھم ہوتا ہے بلکہ بیان واقع کیا ہے یعنی اس قسم کی باتوں کا صدور جو کہ مباھات و افتخار کی خبر دیتی ہیں بغیر بقیہ سکر کے ثابت نہیں کہ صحو خالص میں ایسی باتیں کہنا مشکل ہے۔ اس بحث سے روز روشن کیطرح ثابت ہو گیا کہ جسے بھی ولی تسلیم کیا جائے اس کیلئے سکر کا ثبوت؟ ماننا لازمی ہو گا۔ کیونکہ یہی ذریعہ قرب ہے۔ اور اس کے بعد صحو میسر ہوتا ہے اور وہ بھی متضمن سکر تا کہ جذب وسلوک دونوں جمع ہو جائیں یہ ہے سالک مجذوب یا مجذوب سالک نتیجہ واضح ہے حضرت غوث پاک یقیناً ولی ہیں۔ تو انکے لئے بھی سکر و جذب یقینی طور پر ماننا پڑے گا۔

حاشیہ:۔

اے متعصب قادری حضرت کے لئے سکر کے انکاری اور صحو کے مثبت ہیں حالانکہ نہیں جانتے کہ حالت سکر میں قائل معذور ہوتا ہے مگر حالت صحو میں ایسی باتوں کے صدور پر کوئی عذر بھی باقی نہیں رہتا فتوحات میں ہے لا سیما ان ظهرت منه فی حال صحو ص ۲۳۳ ج ۲

سیدنا عبدالقادر پر شطحات وادلال کا غلبہ تھا

امام المکاشفین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ فتوحات مکیہ شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں ص ۵۶۰ ج ۳

الباب السابع والتسعین وثلاث مائۃ

فانه تعالٰی ما یتجلی له الا فی صورة محمدیة فتراه فی رؤیت محمدیه وهی اکمل رؤیت یری فیها الحق وبها فیرفعه بها منزلا لا یناله الا المحمدیون وهو منزل

الهويت فلا يزال في الغيب مشهده فلا يرى له اثر في الحس وهذا كان مشهد ابى السعود بن شبل ببغداد من اخص اصحاب عبد القادر الجيلي فاذا كان صاحب هذا الشهود غير صاحب هويت بل يشهده في الملكوت مليكا (الى ان قال) فيظهر بالاسم الظاهر (الى ان قال) واصحاب هذا المقام (اى غير صاحب الهويت) على قسمين منهم من يحفظ عليه ادب اللسان كا بى يزيد البسطامي وسليمان الدنيلي

بلاشبہ حق تعالیٰ اس کے لئے صرف صورت محمدیہ میں ہی تجلی فرماتا ہے تو وہ اسے رویت محمدیہ سے دیکھتا ہے اور یہی اکمل رؤیت ہے جس میں اور جس کے ساتھ حق کو دیکھا جا سکتا ہے۔ تو اسے اس رویت کے بسبب ایسی بلند منزل پر لے جاتا ہے جسے صرف محمدی اولیاء ہی پا سکتے ہیں اور اس منزل کا نام منزل ہویت ہے۔ تو اس کا مشہد ہمیشہ عالم غیب میں ہو تا ہے۔ اور حس میں اس کا کوئی اثر نہیں دیکھا جا تا اور یہی ابو السعود بن شبل بغدادی کا مشہد تھا جو کہ عبد القادر جیلی کے خاص اصحاب سے تھے۔ تو جب اس مشہد کا حامل صاحب ہویت نہ ہو بلکہ اپنے آپ کو ملکوت میں ملیک (بادشاہ) مشاہدہ کرے (تا) تو وہ اسم ظاہر کے ساتھ ظہور کرتا ہے۔ (تا) اور اس مقام کے اصحاب (غیر صاحب ہویت) دو قسم پر ہیں انمیں سے بعض ایسے ہیں کہ جن پر ادب لسان کی حفاظت کی جاتی ہے۔ جیسے بایزید البسطامی اور سلیمان الدنیلی

ومنهم من تغلب عليه الشطحات لتحققه بالحق كعبد القادر فيظهر العلو على امثاله واشكاله وعلى من هو اعلى منه في مقامه وهذا عندهم سوء ادب بالنظر الى المحفوظ فيه (اى صاحب الهوية ومنهم الشيخ ابو

السعود كما قدم المصنف ذکره والقسم الاول من ہذین القسمین) وان الذی یشطح باللّٰہ علی اللّٰہ فذلک اکثر ادب مع اللّٰہ من الذی یشطح علی امثالہ (الی ان قال) وکان عبد القادر الجیلی رحمہ اللّٰہ ممن یشطح علی الاولیاء والانبیاء بصورۃ حق فی حالہ فکان غیر معصوم اللسان

اولیاء میں سے وہ ہیں جن پر شطحیات کا غلبہ ہوا اس کے تحقق بالحق ہونے کی بنا پر جیسے عبدالقادر تو وہ اپنے امثال واشکال پر اور جو ان سے اعلی مقام پر ہوتا ہے اس پر بھی برتری کا اظہار کرتے ہیں۔ اور یہ محفوظ کی طرف نظر کے اعتبار سے سوء ادب ہے (یعنی صاحب ہویۃ اور انہیں میں سے شیخ ابو السعود ہیں جیسے کہ مصنف نے ان کا پہلے ذکر کیا ہے اور ان دو قسموں میں سے قسم اول) اور بلاشبہ جو شخص اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر شطح کا اظہار کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا زیادہ ادب کرنے والا ہے بنسبت اس شخص کے جو اپنے امثال پر شطح کا اظہار کرتا ہے اور عبد القادر جیلی رحمہ اللہ ان میں سے تھے جو اپنے حال میں بصورت حق اولیاء وانبیاء پر شطح کا اظہار کرتے تھے تو آپ غیر معصوم اللسان تھے حضرت شیخ اکبر کی عبارت مندرجہ بالا سے مندرجہ ذیل نتائج ثابت ہوتے ہیں

(۱) حضرت شیخ عبدالقادر پر شطحیات سکر کا بہت غلبہ تھا۔ کیونکہ آپ متحقق بالحق یعنی مقام وحدت وفناء میں تھے۔ (۲) آپ نے نہ صرف اپنے امثال واشکال برابر ومساوی پر ہی علو اور بڑائی کا اظہار کیا ہے۔ بلکہ جو اپنے مقام میں شیخ سے اعلی تھا اس پر بھی بلندی کا اظہار کیا ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ شیخ اکبر علیہ الرحمہ کے نزدیک بعض حضرات آپ سے بلند مقام پر فائز ہیں مگر شیخ جیلانی علیہ الرحمہ نے ان پر بھی تفوق کا اظہار کیا ہے (۳) یہ اظہار علو سوء ادب ہے بہ نسبت اس کے جو اس سے محفوظ ہے۔ جو اس

قسم کی شطحیات سے محفوظ ہیں انہیں حضرت شیخ اکبر نے صاحب الھویت کا نام دیا ہے۔

ان میں حضرت شیخ اکبر نے شیخ ابو السعود علیہ الرحمہ کا ذکر فرمایا ہے۔ نیز ان دو اقسام میں سے قسم اول کے اولیاء بھی محفوظ فی الشطح ہیں

(۴) جو مقام وحدت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ پر شطح کا اظہار کرتا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ادب مع اللہ رکھتا ہے جو امثال پر شطح کا اظہار کرتا ہے۔

(۵) حضرت شیخ جیلانی اولیاء کے علاوہ انبیاء پر بھی اظہار شطح کرتے رہے ہیں۔

(۶) آپ کی زبان شطحیات و سکریات سے معصوم نہیں تھی۔

(الی ان قال

وبالجملة فان الادلال على الله لا يصح من المقر بين من اہل الله جملة واحدة"ومن ادعى التقريب مع الادلال فلا علم له بمقام التقريب ولا بالاہلية الصحيحة والله يقول الحق وهو يهدى السبيل

(ت) اور حاصل کلام یہ کہ اہل اللہ مقربین کی جانب سے ادلال علی اللہ کسی طور درست اور صحیح کام نہیں اور جس نے باوجود ادلال کے دعوی تقریب کیا تو اسے نہ مقام تقریب کا کوئی علم ہے اور نہ ہی اہلیت صحیحہ کا۔

اولیاء پر ستر کرامات واجب جیسے کہ انبیاء پر اظہار معجزات واجب

نیز فتوحات میں ہے ص ۳۶ ج ۳ ولهذارات الطائفة ان خرق العوائد۔ واجب ستر ها علی الاولیاء کما ان اظهار ها واجب علی الانبیاء لکونهم مشرعین لهم التحکم فی النفوس والاموال والاهل فلا بد من دلیل یدل علی ان التحکم فی ذلک لرب المال و النفس والاهل فان الرسول من الجنس فلا یسلم له دعواه مالیس له باصل الا بدلیل قاطع و برهان والذی لیس له التشریع ولا التحکم فی العالم بوضع الاحکام فلای شیئی یظهر خرق العوائد حین مکنه اللّٰه من ذلک لیجعلها دلالة له علی قربه عنده لا لتعرف الناس ذلک منه فمتی اظهر ها فی العموم فلرعونة قامت به غلبت علیه نفسه فیها فهی الی السکر والا ستدراج اقرب منها الی الکرامة فالملا میة اصحاب الـ الصحیح فی ذلک فهم الطبقة العلیاء و سادات الطریقه المثلی و المکانة الزلفی فی العدوة الدنیا والعدوة القصوی ولهم الیدالبیضاء فی علم المواطن واهلها وما تستحق ان تعامل به ولهم علم الموازین و اداء الحقوق

یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ کے نزدیک اولیاء پر خرق عوائد (کرامات) کا ستر واجب ہے جیسے کہ انبیاء پر خرق عوائد (معجزات) کا اظہار واجب ہے اسلئے کہ وہ شریعت جاری فرمانے والے ہیں۔ انہیں نفوس و اموال و اہل میں تحکم حاصل ہے لہٰذا ایسی دلیل ضروری ہے جو دلالت کرے کہ یہ تحکم مال نفس اور اہل کے رب، کا ہے۔ پس بے شک رسول اسی جنس سے ہے پس اسکا دعوی تسلیم نہیں کیا جائے گا جو کہ اسکا اصل کام نہیں۔ مگر دلیل قاطع اور برہان سے اور وہ شخص جسکا کام وضع احکام کے ساتھ

تشریع و تحکم نہیں کس وجہ سے خرق عوائد کا اظہار کرے گا جب اللہ تعالیٰ نے اسے یہ قوت اس لئے عطا فرمائی کہ اسے اپنے عنداللہ قرب پر دلالۃ بنائے نہ اس لئے کہ لوگوں پر اس چیز کا اظہار کرے پس جب حالت عموم میں کرامت کا اظہار کرے تو یہ اس رعونت کیوجہ سے ہے جو اس کے ساتھ قائم ہے اسکا نفس اس پر غالب ہے تو یہ خوارق بنسبت کرامت کے مکر و استدراج کے اقرب ہیں تو ملامیہ اس معاملہ میں اصحاب علم صحیح ہیں پس وہی بلند مرتبہ کے لوگ ہیں اور بہترین طریقہ اور مقام قرب کے سادات ہیں دنیا و آخرت میں اور مقامات اور اہل مقامات اورانکے استحقاق کے علم میں انہیں کے پاس ید بیضاء ہے اور تمام موازین اور اداء حقوق کا علم بھی انہیں کے پاس ہے۔۱۲

البتہ حضرت شیخ اس مقام اعلی کیطرف بوقت وفات منتقل ہوئے جیسا کہ حضرت ابن عربی نے بارہا صراحتا فرمایا ہے

نیز فرمایا ہے۔

فان الوارث یجب علیه ستر الحال الظاهر

فان اظهاره موقوف علی الامر الالهی الواجب

بلا شبہ وارث پر ستر حال ظاہر واجب ہے پس بے شک اس کا اظہار امر الٰہی وجوبی پر موقوف ہے۔ فتوحات مکیہ ص ۴۵۸ ج ۳

ہر مدل بقدر ادلال خود معرفتہ باللہ میں ناقص ہوتا ہے

نیز فتوحات مکیہ شریفہ ص ۲۳۳ ج ۱ میں ہے۔

فاعلم انه حکی عن بعضهم انه قال اقعد علی البساط یرید بساط العبادة وایاک والا نبساط ای التزم ماتعطیه حقیقة العبودیة من حیث انها مکلفة بامور حدها له سیدها فانه لو لا تلک الامور لا قتضی مقامها الا دلال و الفخر والزهو من اجل مقام من هو عبدله (الی ان قال) فما قبض العبید من الادلال و ان یکونوا فی الدنیا مثل مالهم فی الاخرة الا التکلیف فهم فی شغل باو امر

سیدھم الی ان یفرغوا منھا فاذالم یبق لھم شغل قاموافی مقام الا دلال الذی تقتضیہ العبودیۃ و ذلک لا یکون الا فی الدار الاخرۃ فان التکلیف لھم مع الانفاس فی الدار الدنیا فکل صاحب ادلال فی ھذہ فقد نقص من المعرفۃ باللّٰہ علی قدر ادلالہ ولا یبلغ درجۃ غیرہ ممن لیس لہ ادلال ابدا فانہ فاتتہ انفاس کثیرۃ فی حال الذی یناقض الاشتغال بہ الادلال فلیست الدنیا بدار ادلال الاتری عبدالقادر الجیلی مع ادلالہ لما حضرتہ الوفاۃ و بقی علیہ من انفاسہ فی ھذہ الدار ذلک القدر الزمانی وضع خدہ فی الارض و اعترف بان الذی ھو فیہ الان ھو الحق الذی ینبغی ان یکون العبد علیہ فی ھذہ الدار و سبب ذلک انہ کان فی اوقات صاحب ادلال لما کان الحق یعرفہ بہ من الحوادث الاکوان عصم اللّٰہ اباالسعود تلمیذہ من ذلک الادلال فلازم العبودیۃ المکلفۃ مع اہ الانفاس الی حین موتہ فما حکی انہ تغیر علیہ الحال عند موتہ کما تغیر علی شیخہ عبدالقادر

جان لو بعض اولیائے کرام سے حکایت کی گئی ہے انہوں نے کہا اپنی بساط پر بیٹھے یعنی بساط عبادت پر اور انبساط سے پرہیز کرو یعنی جو کچھ حقیقت عبودیت دیتی ہے اس حیثیت سے کہ وہ کچھ امور کی مکلفہ ہے جن کی حد انکے سید نے مقرر کر دی ہے کا التزام کرو اگر یہ امور مکلفہ نہ ہوتے تو مقام عبدیت جس کا وہ عبد ہے اس کے مقام کیوجہ سے ادلال و فخر و زھو کا تقاضا کرتا ہے۔ بندوں کو ادلال اور اس چیز سے کہ دینا میں آخرت کے مثل ہوں کوئی چیز نہیں روکتی مگر تکلیف۔ پس وہ اپنے سید کے احکامات کی ادائیگی میں مشغول ہیں۔ یہاں تک کہ ان سے فارغ ہوں جب ان کیلئے مشغولی باقی نہ رہی تو مقام ادلال میں قائم ہونگے۔ جسکا عبودیت تقاضا کرتی ہے۔ اور یہ دار آخرت میں ہی ہو گا۔اسلئے کہ دار دنیا میں جب تک سانس ہے تکلیف موجود ہے تو اس دار دنیا کا ہر صاحب ادلال بقدر اپنے ادلال کے معرفت باللہ میں ناقص ہے اور

صاحب ادلال اس شخص کے درجے کو نہ پہنچے گا جس کے لئے کبھی ادلال نہ ہوا اسلئے کہ صاحب ادلال کے حال ادلال میں بہت سے سانس ضائع ہو گئے وہ اس چیز سے غائب رہا جو اس پر دار دنیا میں واجب تھی یعنی تکلیف جس میں مشغولی ادلال کے مناقض و منافی ہے۔ کیا تو عبدالقادر جیلانی کو نہیں دیکھتا اپنے ادلال کے باوجود جب وقت وفات ہوا اور آپ کے انفاس میں سے معمولی وقترہ گیا تو آپ نے اپنا رخسارہ زمین پر رکھا اور اقرار کیا کہ یہ حال جس میں اب ہوں یہی حق ہے جس پر دار دنیا میں بندے کا ہونا لائق ہے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ آپ اپنے وقت میں صاحب ادلال تھے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حوادث اکوان کا علم دے دیتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپکے تلمیذ ابوالسعود کو اس ادلال سے محفوظ رکھا آپ نے تمام زندگی وقت وفات تک عبودیت مکلفہ کو لازم پکڑے رکھا تو آپ کے بارے میں یہ حکایت نہیں کی گئی کہ بوقت وفات آپ کا حال بھی متغیر ہوا ہو جیسا کہ آپ کے شیخ عبدالقادر جیلانی کا حال متغیر ہوا۔

حضرت شیخ اکبر کے اس کلام سے حسب ذیل نتائج عیاں ہیں۔

نمبر ۱:۔ بساط عبودیۃ پر ٹھہرنا ضروری ہے۔ یعنی حقیقت عبودیت (بندگی) اس حیثیت سے کہ انسان کو دنیا میں اسکا مکلف بنایا گیا اور اس تکلیف عبودیت میں سید و مالک نے اس کیلئے کچھ امور کی حد مقرر فرمادی ہے پر قیام لازمی ہے۔

نمبر ۲:۔ اگر عبودیۃ مکلفہ بامور نہ ہوتی تو یہ عبودیت ادلال زھو و فخر کا تقاضا کرتی ہے اس حیثیت سے کہ یہ ایک بہت بڑے سید کی عبودیت ہے۔

نمبر ۳:۔ مکلف ہونا فخر وادلال و شطح کا مانع ہے کیونکہ مکلف اوامر سید میں مشغول ہوتا ہے۔

نمبر ۴:۔ جب عبد اس شغل تکلیف سے فارغ ہو گا تو مقام ادلال میں قائم ہو گا مگر یہ دار آخرت میں ہی ہو سکے گا کیونکہ تکلیف مع الانفاس قائم ہے۔

نمبر ۵:۔ جو بھی دنیا میں صاحب ادلال ہوا ہے وہ بقدر ادلال معرفۃ باللہ میں

ناقص رہا۔

نمبر ۶ :۔ صاحب ادلال اس کے مرتبہ کو نہیں پا سکتا جو صاحب ادلال نہیں ہے۔

نمبر ۷ :۔ صاحب ادلال کے بہت سے سانس ضائع ہو گئے کیونکہ ادلال تکلیف کے منافی ہے۔

نمبر۸ :۔ دنیا دار ادلال نہیں اور شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ادلال تھے۔

نمبر ۹ :۔ وفات کے قریب حضرت شیخ نے اپنا رخسارہ زمین پر رکھ دیا اور اعتراف کیا کہ یہ حال جس میں میں اب ہوں یہی حق ہے اور دنیا میں بندہ کیلئے اسی پر قائم رہنا لائق ہے۔

نمبر ۱۰ :۔ وہ صاحب ادلال تھے چونکہ اللہ تعالیٰ انہیں حوادث اکون جنوا دیتا تھا یعنی وہ انکا اظہار فرما دیتے تھے۔

نمبر ۱۱ :۔ حضرت شیخ کے تلمیذ شیخ ابوالسعود کو اللہ نے محفوظ فرمایا انہوں نے عبودیت مکلفہ مع الانفاس کو موت تلک لازم پکڑے رکھا۔

نمبر ۱۲ :۔ بوقت وفات حضرت شیخ جیلانی کا حال متغیر ہو گیا مگر شیخ ابوالسعود کے حال میں کوئی تغیر نہ ہوا۔

نمبر ۱۳ :۔ حضرت شیخ کے ہمعصر حضرات میں سے بھی بعض حضرات آپ کے زمانہ کے بعد یا آپ کے زمانہ میں ہی آپ سے بلند مقام پر فائز ہوئے مثلاً شیخ ابوالسعود اور آپکے زمانہ سے مراد قطبیت پر فائز ہونے سے وفات تک کا زمانہ ہے۔ یاد رہے کہ حضور ﷺ کے کلام مبارک انا سید ولد آدم و لافخر وغیرہ سے جواب نہیں دیا جاسکتا اس لئے کہ انبیاء پر غیر انبیاء کا قیاس نہیں کیا جا سکتا قائلین افضلیت شیخ تو کہتے ہیں کہ حضرت غوث پر کسی کا قیاس نہیں کیا جا سکتا تو حضور آقائے نامدار سرکار مدینہ ﷺ پر کسی دوسرے کا قیاس کیسے کیا جا سکتا ہے۔ نیز انبیاء علیہم السلام بذریعہ وحی معصوم ہیں بخلاف اولیاء کے کہ انہیں ایسا قطعی ذریعہ میسر نہیں۔ نیز

انبیاء کو حکم اظہار ہے کہ ان کا کام تشریع ہے۔ بخلاف اولیاء کے کہ انہیں ستر کا حکم ہے۔ اور انکی تبلیغ بحکایت ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فتوحات و دیگر کتب تصوف کسی قدر تفصیل آگے بھی مذکور ہوگی حضرت ابن عربی لکھتے ہیں۔

اوجب اللّٰہ علی الرسل اظہار ھا لکونھم مامورین بالدعاء الی اللّٰہ ابتداء والولی لیس کذالک لانہ یدعو الی اللّٰہ بحکایۃ دعوۃ الرسول ولسانہ لا بلسان یحدثہ کما یحدث لرسول آخر والذی اسئل اللّٰہ تعالٰی ان یرزقنا اعلی مقام عندہ یکون لا علی ولی فان باب الرسالۃ و النبوۃ مغلق فتوحات ص ۵۳۱ ج ۲

فتوحات کیہ ص ۸۰ ج ۲ میں ہے فان الرجال فی ذلک کا نوا تحت قھر عبدالقادر فیما یحکی لنا من احوالہ و احوالھم فکان یقول ھذا عن نفسہ فیسلم لہ حالہ فان شاھدہ یشھدلہ بصدق دعواہ فانہ کان صاحب حال مؤثرۃ ربانیۃ مدۃ حیاتہ لم یکن صاحب مقام و ما انتقل الی حال ابی السعود و ان کان تلمیذہ الا عند موتہ وھی الحال الکبری وکانت ھذہ الحال مستصبحۃ لابی السعود طول حیاتہ فکان عبدامحضالم یشب عبودیتہ ربوبیۃ فاعلم ذلک

بلا شبہ اسوقت مردان حق قہر عبدالقادر کے تحت تھے جیسا کہ ہمیں آپکے اور مردوں کے احوال بتائے گئے ہیں تو آپ ایسی بات اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے مگر آپ کا حال سلامت رہتا بلا شبہ آپ کا شاھد آپکے صدق دعوی کی شہادت دیتا ہے بلا شبہ آپ اپنی مدت حیات تک صاحب حال موثر ربانی تھے صاحب مقام نہ تھے اور ابو السعود کے حال کی جانب منتقل نہ ہوئے اگرچہ وہ آپکے تلمیذ تھے مگر بوقت موت حالانکہ یہی (ابو السعود کا حال) حال کبریٰ ہے۔ اور ابو السعود کا ساری زندگی یہی حال تھا۔ (ابو السعود) عبد

محض تھے۔ آپ کی عبودیت میں ربوبیت کی آمیزش نہ تھی اس بات کو جان لو۔

نیز ص ۱۳۱ ج ۲ میں ہے۔ فان قلت ما المکر قلنا ارداف النعم مع المخالفت وقدر ایناه فی اشخاص و ابقاء الحال مع سوء الادب و هو الغالب علی اهل العراق و مانجی منه فی علمنا الا ابوالسعود بن شبل سید وقته

اگر تو کہے کہ مکر کیا ہے تو ہم کہیں گے مخالفت کے باوجود نعمتوں کا عطا فرمانا۔ ہم نے یہ سوء ادب سے باوجود ابقاء حال کئی اشخاص میں دیکھا اور اہل عراق پر یہی غالب ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس (مکر) سے کوئی بھی نجات نہ پاسکا سوا ابوالسعود بن شبل کے جو اپنے وقت کے سید تھے ص ۲۳۲ ج ۲ پر لکھتے ہیں۔ فان الشطح نقص بالانسان لانه یلحق نفسه فیه بالرتبة الالهیة و یخرج عن حقیقته فیلحقه الشطح بالجهل باللّٰه و بنفسه وقد وقع من الاکابر ولا اسمیهم لانه صفة نقص و اما رعاع الناس فلا کلام لنا معهم فانهم رعاع بالنظر الی هؤلاء السادة واذا وقع مثل هذا من السادة فعلیهم یقع العتب منا وقد یشطح ایضا الادنی علی الاعلی کمثل الشطحات علی مراتب الانبیاء وهی اعظم عند اللّٰه فی المواخذة من شطحهم علی اللّٰه فان مرتبة الا له تکذبهم بالحال و عند السامع و اما شطحهم علی الانبیاء فموضع شبهة یمکن ان تقبل الصحة فی نفس الا مر فیغتر بها السامع الحسن الظن به الذی لا معرفة عنده بمراتب اصناف الخلق عند اللّٰه فیغار اللّٰه لذلک حیث هو حق للغیر و ما یؤثر من الضلالة فی الناس فیواخذ صاحب الشطحت بهاولا سیما ان ظهرت منه فی حال صحو وکذالک من الشطحات المنقولة عن السادة رؤیة فضلیة جنسهم من البشر علی الملئکة جهلا منهم و هم مسؤلون مواخذون بذالک عند اللّٰه والعالم باللّٰه

المكمل هو الذی یحمی نفسه ان یجعل اللّٰه علیه حجة بوجه من الوجوه و من اراد ان یسلم من ذلک فلیقف عندالا مر و النھی و الیرتقب الموت و یلزم الصمت الا عن ذکر اللّٰه من القرآن خاصة فمن فعل ذلک فلم یدع للخیر مطلبا ولا من الشر مھر با وقد استبراء لنفسه واعطی کل ذی حق حقه کما اعطی اللّٰه کل شئی خلقه و ھذا ھو العاقل مقصود الحق من العالم و ما فوق ھذه المرتبة مرتبة لمخلوق اصلا ھذا قد مشی من الفتوة طرف صالح فی حکمھا فی الجناب الا لھی۔

بلا شبہ شطح انسان میں نقص ہے اس لئے کہ وہ شخص اپنے آپ کو رتبۂ الاھیہ کے ساتھ لاحق کر دیتا ہے اور اپنی اصلیت و حقیقت سے نکل جاتا ہے۔ تو شطح اسے جھل باللہ و بنفسہ تک پہنچا دیتا ہے۔ اور بتحقیق یہ چیز اکابر سے وقوع پذیر ہوئی مگر میں ان کا نام نہیں لیتا اسلئے کہ یہ صفت نقص ہے۔ بہر حال عام اولیاء ہمارا ان سے کوئی کلام نہیں کہ وہ ان سادات کی نسبت سے عوام ہیں۔ اور جب ایسا کلام سادات سے واقع ہو جائے تو ہماری طرف سے ان پر عتاب واقع ہوتا ہے۔ اور کبھی ادنی اعلی پر اظہار شطح کرتا ہے۔ جیسے کہ مراتب انبیاء پر شطحات اور یہ عنداللہ مواخذہ میں اعظم ہے۔ بنسبت اللہ کی ذات پر شطح کے۔ اسلئے کہ مرتبۂ الٰہ حال کے ساتھ اور سامع کے نزدیک ایسے لوگوں کی تکذیب کرتا ہے۔ بہرحال انبیاء پر شطح موضع شبہ ہے نفس الامر میں قبول صحت کا امکان ہے۔ تو حسن ظن رکھنے والا سامع جسے عنداللہ اصناف خلق کے مراتب کا علم نہیں دھوکا کھا جائے گا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ غیرت فرماتا ہے کہ یہ حق غیر ہے۔ اور لوگوں کی گمراھی میں موثر ہے۔ تو اس صاحب شطح پر مواخذہ فرماتا ہے خصوصا اگر شطحات کا صدور و ظہور صحو میں ہوا ہو یوں ہی سادات سے منقولہ شطحات میں سے ہے اپنی انسانی جنس کو جہالت کے ساتھ ملائکہ سے افضل جاننا حالانکہ وہ لوگ بایں سبب عنداللہ مسئول و ماخوذ ہونگے اور عارف کامل وہ ہے جو اپنے آپ کو اس چیز سے بچاتا ہے۔ کہ کسی وجہ سے بھی اسپر اللہ کی حجت قائم ہو تو جو شخص اس

سے سلامت رہنے کا ارادہ رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اللہ کے امر و نہی پر وقوف اور موت کا انتظار کرے اور سکوت لازم پکڑے ماسواء اللہ کے ذکر کے جو خاص طور پر قرآن پاک سے ہو تو جس نے یہ کر لیا اس نے طلب خیر اور شر سے بھاگنے کا کوئی مقام نہ چھوڑا اور اپنے آپ کو بچا لیا اور ہر حق والے کو اسکا حق دیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ہر شیئ کو اسکی تخلیق دی اور یہی وہ عاقل ہے جو اس عالم سے مقصود حق تعالیٰ ہے۔ اور اس مرتبہ سے اوپر مخلوق کیلئے کوئی مرتبہ نہیں۔ یہ شخص جناب الٰہی میں حکم کے اعتبار سے فتوۃ وجواں مردی کی صالح جانب پر چلا ۱۲

مگر بالآخر جلد ثالث میں آپ نے صراحتاً نام ذکر کر ہی دیا جسکا حوالہ سابقا ہو چکا ہے۔

حاشیہ :۔

۱۔ فاین الراحة فی دارا لتکلیف (الی) فاذافرغت من امر انت فیه فانصب فی امر تاتیک فی کل نفس فاین الفراغ (فتوحات ص ۴۳۱، ج ۴)

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین

مردان خدا کی چار اقسام

رجال ظاہر رجال باطن رجال حد رجال مطلع

رجال ظاہر سے افضل رجال باطن' رجال باطن سے افضل رجال حد

رجال حد سے افضل رجال مطلع ہیں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رجال ظاہر سے ہیں۔

فتوحات مکیہ ص ۱۸۷ ج ۱ میں ہے۔ ثم اعلم ان رجال اللّٰہ علی اربع مراتب رجالٌ لھم الظاھر و رجال لھم الباطن و رجال لھم الحدو رجال لھم المطلع فان اللّٰہ سبحانہ لما اغلق دون الخلق باب النبوۃ والرسالۃ ابقی لھم الفھم عن اللّٰہ فیما یوحی بہ علی نبیہ ﷺ فی کتابہ العزیز وکان علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول ان الوحی قد انقطع بعد رسول اللّٰہ ﷺ وما بقی بایدینا الا ان یرزق اللّٰہ عبدا فھما فی ھذا القرآن (الی) فرجال الظاھر لھم التصرف فی عالم الملک و الشھادۃ (الی) وھو المقام الذی ترکہ الشیخ العاقل ابوالسعود بن شبل البغدادی ادبا مع اللّٰہ (الی ان قال) نحن ترکنا الحق یتصرف لنا وھوقولہ تعالٰی فاتخذہ وکیلا فامتثل امر اللّٰہ (الی) واما رجال الباطن فھم الذین لھم التصرف فی عالم الغیب والملکوت(الی)واما رجال الحدفھم الذین لھم التصرف فی عالم الارواح الناریۃ عالم البرزخ والجبروت (الی) واما رجال المطلع فھم الذین لھم التصرف فی الاسماء الالھیۃ فیستنزلون بھا منھا ماشاء اللّٰہ وھذا لیس لغیرھم ویستنزلون بھا کل ماھو تحت تصریف الرجال الثلاثۃ رجال الحد والباطن والظاھر وھم اعظم الرجال

وهم الملامية هنافى قوتهم و ما يظهر عليهم من ذلک شيئى منهم ابوالسعود وغيره فهم والعامة فى ظهور العجز و ظاهر العوائد سواء وكان لابى السعود فى هولاء الرجال تميز بل كان اكبرهم(الى) وكان يقول ما هوا لا الصلوة الخمس وانتظار الموت و تحت هذاالكلام علم كبير و كان يقول الرجال مع اللّٰه تعالٰى كساعى الطير فم مشغول وقدم تسعى و هذا اكبر حالات الرجال مع اللّٰه اذالكبير من الرجال من يعامل كل موطن بما يستحقه و موطن هذه الدنيا لايمكن ان يعامله المحقق الا بما ذكره هذا الشيخ فاذاظهر فى هذه الدار من رجل خلاف هذه المعاملة علم ان ثم نفسا ولا بد الا ان يكون مامورا بما ظهر منه وهم الرسل والانبياء عليهم السلام و قديكون بعض الورثة لهم امر فى وقت بذالک و هو مكر خفى فانه انفصال عن مقام العبودية التى خلق الانسان لها۔

پھر جان لے بلا شبہ رجال اللہ چار مراتب پر ہیں۔ کچھ ایسے رجال ہیں جنکے لئے ظاہر بعض کیلیے باطن بعض کیلیے حد اور بعض کیلئے مطلع ہے۔ بلا شبہ جب اللہ سبحانہ نے باب نبوت و رسالت بند کر دیا تو ان کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کردہ وحی کا فہم عن اللہ باقی رکھا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے تھے بلا شبہ سلسلہ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد منقطع ہو گیا اور ہمارے پاس باقی نہیں رہا مگر یہ کہ اللہ تعالٰی کسی بندے کو فہم قرآن عطا فرمائے۔ (تا) تو رجال ظاہر کیلیے عالم ملک و شھادت میں تصرف ہے (تا) اور یہی وہ مقام ہے جسے شیخ عاقل ابوالسعود بن شبل البغدادی نے ادب الٰہی کے باعث ترک کر دیا (تا) فرمایا ہم نے یہ بات حق تعالٰی پر چھوڑ دی ہے کہ وہ ہمارے لئے تصرف فرمائے اور یہ قول خداوندی ہے اسے اپنا وکیل بنا لے آپ نے امر الٰہی کا امتثال کیا۔ (تا) بہر حال رجال باطن وہ لوگ ہیں جن کے لئے عالم غیب ملکوت میں تصرف ہے۔ (تا) اور رجال حد وہ لوگ

ہیں جنکو عالم ارواح ناریہ عالم برزخ و جبروت میں تصرف حاصل ہے (تا) اور رجال مطلع وہ ہیں جنہیں اسماء الہیہ میں تصرف حاصل ہے۔ تو ان میں سے جس قدر اللہ چاہتا ہے یہ لوگ نازل کر لیتے ہیں اور یہ چیز انکے غیر کیلئے نہیں اور رجال ثلاثہ حد و باطن وظاھر کی تصریف میں جو کچھ ہوتا ہے اسے بھی یہ لوگ نازل کر لیتے ہیں یہ رجال اللہ میں سب سے اعظم و افضل ہیں اور یہ لوگ ملامیہ ہیں یہ چیزیں انکی قوت میں ہیں لیکن ان پر اس میں سے کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی ان میں سے ابوالسعود وغیرہ ہیں تو وہ ... عام لوگ ظہور عجز اور ظاھر عوائد میں برابر ہیں اور ابوالسعود کو ان رجال میں ایک تمیز خاص حاصل تھا بلکہ آپ ان میں سے اکبر تھے۔ (تا) اور آپ فرمایا کرتے تھے صرف پانچ نمازیں ہیں اور انتظار موت اس کلام کے تحت بہت بڑا علم ہے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ بندہ اللہ کی بارگاہ میں سعی کرنے والے پرندے کی مانند ہے منہ مشغول اور قدم دوڑتے ہوئے اور یہ اللہ تعالٰی کے ساتھ مردوں کے حالات میں سے اکبر حال ہے۔ اسلئے کہ مردان خدا میں سے بڑا اور اعلی وہ ہے جو ھر مقام اور موطن میں وہ معاملہ کرے جس کا وہ مقام مستحق ہے۔ اور اس موطن دنیا میں محقق کے لئے کوئی اور معاملہ ممکن نہیں مگر وھی جو اس شیخ نے ذکر کیا۔ تو جب اس دار دنیا میں کسی شخص سے اسکے خلاف ظاھر ہو تو معلوم ہو گیا کہ یہاں نفسانیت کا دخل ہے۔ اور یہ بات ضروری ہے مگر یہ کہ وہ مامور ہو اور وہ صرف رسل و انبیاء ہی ہیں کبھی بعض ورثہ کو اسکا امر ہوتا ہے لیکن یہ مکر خفی ہے اسلئے کہ یہ اس مقام عبودیت سے انفصال ہے جس کیلئے انسان پیدا کیا گیا۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ رجال ظاھر کیلئے تصرف ثابت ہوتا ہے مگر شیخ اکمل ابوالسعود نے اللہ کے ساتھ ادب کیلئے ترک کر دیا کیونکہ یہی افضل ہے نیز اس درجہ سے اوپر اولیاء اللہ کے لئے تین درجات اور ہیں یعنی رجال باطن وحد و مطلع ان درجات پر فائز حضرات رجال ظاھر سے نہایت ہی ارفع و اعلی مقامات پر فائز ہیں۔

الکبریت الاحمر ص ۸۳ میں حضرت امام شعرانی شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں۔

وقال فی الباب السابع والتسعین وثلثمائة انما ظهر الشيخ عبد

القادر الجيلی بالتصریف فی الوجود والتاثیر والدعوی العریضة لان مشهده من الحق تعالٰی کان حضرة الاسم الظاهر فاعطاه مقام الصولة والهمة والشطح واظهار العلو علی امثاله واشکاله بل علی من هو اعلٰی منه فی مقامه قال وهٰذا المقام وان کان رفیعا فثم ما هو ارفع منه وهو مقام الادب و اظهار الذل والمسکنة قال ومن شطح علی اللّٰه اکثر ادب ممن شطح علی عباد اللّٰه لان اللّٰه تعالٰی یقبل الشطح لوسعه بخلاف المخلوق لضیقه الیواقیت والجواهر ص ۱۰۴ تصنیف حضرت امام شعرانی میں ہے فان قلت فهل القتل بالهمة والولایة والعزل الذی یقع من بعض الاولیاء کمال فیهم ام نقص فالجواب هو نقص بالنسبة لما فوقه من المقامات واعطی الشیخ ابو السعود ابن الشبل مقام التصریف فی الوجود فترکه وقال نحن قوم ترکنا الحق تعالٰی یتصرف لنا فکان اکمل من الشیخ عبدالقادر الکیلانی مع انه تلمیذه هکذا ذکر الشیخ فی الباب الثانی والتسعین ومائة من الفتوحات

کہ آپ نے باب ۳۹۷ میں فرمایا کہ شیخ عبدالقادر الجیلانی تصریف و تاثیر فی الوجود اور دعوائے عریضہ کے ساتھ ظاہر ہوئے اس لئے کہ آپ کا مشہد حق تعالیٰ سے حضرۃ اسم ظاہر تھا تو اس نے آپ کو صولت وہمت شطح اور اپنے امثال واشکال بلکہ اس پر بھی اظہار علو دیا جو اپنے مقام میں آپ سے اعلیٰ تھا۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں یہ مقام اگرچہ رفیع ہے مگر یہاں اس سے بھی ارفع مقام ہے اور وہ مقام ادب واظہار ذل ومسکنت ہے اور جس نے احکام الٰہی پر شطح کا اظہار کیا اس کی نسبت زیادہ ادب والا ہے جس نے اللہ کے بندوں پر شطح کا اظہار کیا۔ اس لئے کہ اللہ اپنے وسع کے باعث شطح قبول کر لیتا ہے بخلاف مخلوق کے اس لئے کہ مخلوق کے ہاں تنگی ہے اگر تو کہے کہ کیا ہمت اور ولایت کے ساتھ قتل کر دینا یا معزول کر دینا جو کہ بعض اولیاء سے واقع ہوتا ہے کمال

ہے یا نقص تو جواب یہ ہے کہ مافوق مقامات کے اعتبار سے یہ نقص ہے شیخ ابوالسعود بن شبل کو مقام تصریف فی الوجود عطا فرمایا گیا تو آپ نے اسے ترک کر دیا اور فرمایا کہ ہم وہ قوم ہیں کہ ہم نے حق تعالیٰ پر چھوڑ دیا ہے کہ ہمارے لئے تصرف فرمائے۔ لہٰذا آپ شیخ عبدالقادر جیلانی سے باوجود آپ کے تلمیذ ہونے کے افضل تھے۔

تمام مقامات سے اعلیٰ مقام عبودیتہ محضہ ہے

صاحب روح المعانی ص ۵۵ ج ۶ پر
الحافظون لحدود اللّٰہ کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

ہم القائمون فی مقام العبودیۃ بعد کشف صفات الربوبیۃ لھم فلا یتجاوزون ذالک وان حصل لھم ما حصل فھم فی مقام التمکین والصحو لایقولون ما یقولہ سکارٰی المحبۃ ولا یھیمون فی اودیۃ الشطحات (الی) فان الوقوف عند القدر من شان الکاملین ومن ھنا قیل لاتوثر ھمۃ العارف بعد کمال عرفانہ ای اذا تیقن وقوع کل شیئی بقدرہ تعالٰی الموافق للحکمۃ البالغۃ وان ماشاء اللّٰہ کان وما لم یشاء لم یکن ولم یتھم اللّٰہ فی شیئی من الفعل والترک سکن تحت کھف الا قدار وسلم لمدعی الارادۃ وانصت لمنادی الحکمۃ وترک مرادہ لمراد الحبیب بل لا یرید الا ما یریدہ وھو الذی یقتضیہ مقام العبودیۃ المحضۃ الذی ھو اعلی المقامات ودون ذالک مقام الا دلال ولقد کان حضرۃ مولانا القطب الربانی الشیخ عبدالقادر الکیلانی قدس سرہ فی ھذا المقام ولہ کلمات تشعر بذالک لکن لم یتوقف قدس سرہ حتی انتقل منہ الی مقام العبودیۃ المحضۃ کما نقل مولانا عبدالوھاب الشعرانی فی الدرر والیواقیت وقد ذکران ھذا المقام کان لتلمیذہ حضرت مولانا ابوالسعود الشبلی قدس سرہ صاحب روح المعانی ص ۵۶ ج ۱۷ پر تحت قولہ تعالٰی بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون رقم طراز ہیں اشارۃ ان الکامل لا یختار شیئا" شانہ التفویض والجریان تحت مجار الاقدار مع طیب النفس ومن ھنا قیل ان القطب الربانی الشیخ عبدالقادر الکیلانی قدس

سرہ وغمرنا برہ لم یتوقف حتی ترقی عن مقام الادلال الی التفویض المحض وقد نص علی ذالک الشیخ عبدالوھاب الشعرانی فی کتابہ الجواھر والیواقیت

وہ وہ ہیں جو کشف صفات ربوبیت کے بعد مقام عبودیت میں قائم ہیں تو اس سے تجاوز نہیں کرتے خواہ انہیں حاصل ہے جو بھی حاصل ہے۔ تو وہ مقام تمکین وصحو میں ہیں جو کچھ سکاری محبت کہہ جاتے ہیں یہ لوگ نہیں کہتے۔ اور نہ ہی او دیہ شطحات میں بھٹکتے ہیں۔ (تا) پس بلاشبہ وقوف عندالقدر کاملین کی شان ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ کمال عرفان کے بعد عارف کی ہمت موثر نہیں ہوتی۔ یعنی جب اسے کامل یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ ہر شئی کا وقوع تقدیر الٰہی سے ہے۔ جو کہ حکمت کاملہ کے موافق ہے اور یہ کہ جو اللہ نے چاہا ہوا اور کسی شئی کے فعل وترک میں اللہ تعالیٰ پر اتہام نہیں لگاتا کمف اقدار میں سکون پذیر ہو جاتا ہے اور مدعی ارادہ کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔ اور منادی حکمت کے لئے خاموش ہو جاتا ہے۔ اور اپنی مراد حبیب کی مراد کے لئے ترک کر دیتا ہے۔ بلکہ کسی شئی کا ارادہ ہی نہیں کرتا مگر اس چیز کا جس کا محبوب ارادہ فرمائے۔ اور یہی (تواضع وعجز ونیاز) وہ ہے جس کا مقام عبودیتہ محضہ تقاضا کرتا ہے جو کہ تمام مقامات سے اعلیٰ مقام ہے اس سے نیچے مقام ادلال ہے اور حضرت مولانا قطب ربانی شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہ اس مقام میں تھے اور آپ کے کچھ ایسے کلمات ہیں جو اس کی خبر دیتے ہیں لیکن آپ یہاں متوقف نہ رہے بلکہ یہاں سے مقام عبودیتہ محضہ کی طرف منتقل ہو گئے جیسا کہ مولانا عبدالوھاب الشعرانی نے الدرر والیواقیت میں نقل فرمایا ہے اور آپ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ مقام (عبودیتہ محضہ) آپ کے تلمیذ مولانا ابوالسعود الشبلی قدس سرہ کا تھا آیہ کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کامل کسی کام میں اپنا اختیار استعمال نہیں کرتا بلکہ اس کی شان یہ ہے بطیب خاطر جمیع معاملات اللہ جل شانہ کے سپرد کر دینا اور تقادیر الاہیہ کے تحت چلنا اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ قطب ربانی الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ٹھہرے نہ رہے حتی کہ مقام ادلال سے ترقی کر کے تفویض محض تک پہنچے اس پر شیخ

عبدالوہاب شعرانی نے اپنی کتاب الجواہر والیواقیت میں نص کی ہے۔ ۱۲ لیکن یہ انتقال بوقت انتقال ہوا جب کہ شیخ ابو السعود دیگر کاملین تا مدت حیات اسی اعلی مقام عبودیت محضہ میں رہے وقد نص علی ذالک الشیخ ابن العربی والامام الشعرانی وغیرھما علیھم الرحمۃ والرضوان

اب شطح کی وضاحت ملاحظہ فرمایئے تاکہ بحث پوری طرح واضح ہو جائے

فتوحات مکیہ ص ۳۸۷ ج ۲ میں ہے

ان الشطح کلمة دعوی بحق تفصح عن مرتبته التی اعطاہ اللّٰہ من المکانة عندہ افصح بھا عن غیر امر الٰھی لکن علی طریق الفخر بالراء فاذا امر بھا فانه یفصح بھا تعریفا" عن امر الٰہی لا یقصد بذالک الفخر قال علیه السلام انا سید ولد آدم ولا فخر یقول ما قصدت الا فتخار علیکم بھذا التعریف انبائتکم به لمصالح لکم فی ذالک ولتعرفوا منة اللّٰہ علیکم برتبة نبیکم عند اللّٰہ والشطح زلة المحققین اذالم یومر به فیقولھا کما قالھا علیه السلام ولھذا بین فقال ولا فخر فانی اعلم انی عبداللّٰہ کما انتم عبیداللّٰہ والعبد لا یفتخر علی العبد اذا کان السید واحدا" وکذا نطق عیسٰی علیه السلام فبدا بالعبودیة وھو بمنزلةقوله علیه السلام ولافخر (الی ان قال) فھذہ کلھا لو لم تکن عن امر الٰہی لکانت من قائلھا شطحات فانھا کلمات تدل علی الرتبة عند اللّٰہ علی طریق الفخر بذالک علی الامثال والاشکال وحاشا اھل اللّٰہ ان یتمیز واعن الامثال او یفتخر و او لھذا کان الشطح رعونة نفس فانه لا یصدر من محقق اصلا فان المحقق ماله مشھود سوی ربه وعلی ربه مایفتخر وما یدعی

بل هو ملازم عبودیته مهیا لما یرد علیه من اوامره فیسارع الیها وینظر جمیع من فی الکون بهذه المثابة فاذا شطح فقد انحجب عما خلق له وجهل نفسه وربه ولو انفعل عنه جمیع ما یدعیه من القوة فیحیی ویمیت ویولی ویعزل وماهو عنداللّٰه بمکان بل حکمه فی ذالک حکم الدواء المسهل او القابض یفعل بخاصیة الحال لا بالمکانة عنداللّٰه کما یفعل الساحر بخاصیة الصنعة فی عیون الظاهرین فیخطف ابصار هم عن رویة الحق فی ما اتوابه فکل من شطح فعن غفلة شطح وما راینا ولا سمعنا عن ولی ظهر منه شطح لرعونة نفس وهو ولی عند اللّٰه الا ولا بد ان یفتقر ویذل و یعود علی اصله و یزول عنه ذلک الزهو الذی کان یصول به فذلک لسان حال الشطح هذا اذا کان بحق هو مذموم فکیف لو صدر من کاذب فان قیل فکیف صورة الکاذب فی الشطح مع وجود الفعل و الاثر منه قلنا نعم ماسالت عنه اما صورة الکاذب فی ذلک فان اهل اللّٰه و ذالک المسمی شطحا عندهم حیث لم یقترن به امر الٰهی امر به کما تحقق ذلک عن الانبیاء علیهم السلام فمن الناس من یکون عالما بخواص الاسماء فیظهر بها الا ثار العجیبة والانفعالات الصحیحة ولا یقول ان ذالک عن اسماء عنده و انما یظهر ذلک عند الحاضرین انه من قوة الحال والمکانة عند اللّٰه والولایة الصادقة وهوکاذب فی هذا کله و هذالا یسمی شطحا ولا صاحبه شاطحا بل هو کذب محض ممقوت فالشطح کلمات صادقة صادرة من رعونة نفس علیها بقیة طبع تشهد لصاحبها ببعده من اللّٰه فی تلک الحال و هذالقدر کاف فی معرفة حال الشطح

؎ شطح ایسا حق دعوی ہے جس سے بغیر امر الٰہی کے اپنے اس مرتبہ

ومقام کو بطور فخر بیان کرے جو اسے اللہ تعالٰی نے عطا فرمایا ہے۔ جب اسے امر دیا جائے تو وہ بامر خداوندی اپنی تعریف کرتا ہے اور اس سے فخر کا قصد نہیں کرتا۔ سرکار دوعالم علیہ السلام نے فرمایا انا سید ولد آدم ولافخر۔ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور فخر نہیں۔ آپ فرما رہے ہیں میں نے تم پر فخر کا قصد نہیں کیا لیکن میں نے تمہاری مصالح کے لئے تمہیں خبر دی ہے تاکہ تم اپنے نبی کے عند اللہ رتبہ سے اپنے آپ پر اللہ تعالٰی کا احسان پہچان لو اور شطح محققین کی زلتہ ہے جب امر نہ دیا گیا ہو تو ایسی بات کہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے وضاحت فرمادی ولا فخر فخر نہیں اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں جیسے تم اللہ کے بندے ہو اور عبد عبد پر فخر نہیں کرتا جب کہ سید ایک ہو اور ایسے ہی عیسٰی علیہ السلام نے نطق فرمایا تو ابتداء عبودیتہ کے اظہار سے کی اور وہ بمرتبہ حضور کے قول ولافخر کے ہے (الی ان قال) تو یہ سب اگر امرالٰہی سے نہ ہوتے تو یہ قائل کی شطحات ہوتے۔ کہ وہ ایسے کلمات ہیں جو عنداللہ رتبہ پر دلالت کرتے ہیں امثال واشکال پر فخر کے طریق سے اور اہل اللہ اس بات سے بہت دور ہیں کہ امثال سے متمیز ہوں یا فخر کریں یہی وجہ ہے کہ شطح رعونت نفس ہے تو وہ کسی محقق سے صادر نہیں ہوتا کہ محقق کا مشہود ماسوی اپنے رب کے کچھ نہیں ہوتا اور اپنے رب پر نہ فخر کر سکتا ہے اور نہ دعوی بلکہ وہ اس کی عبودیت کو لازم پکڑنے والا اور اپنے آپ پر وارد ہونے والے اوامر ربانی کے لئے تیاری کرنے والا ہوتا ہے تو وہ ان کی ادائیگی میں مسارعت اختیار کرتا ہے اور تمام کائنات کو اسی مقام میں دیکھتا ہے تو جب شطح کیا تو اس سے حجاب میں ہوگیا جس کے لئے پیدا کیا گیا۔ اور نہ اپنے آپ کو پہچانا اور نہ ہی اپنے رب کو خواہ وہ جس قوت کا مدعی ہے اس کے تمام تر اثرات کا اس سے ظہور ہو وہ زندہ کر دے یا مار دے یا والی بنائے یا معزول کرے تو اس کے باوجود وہ عند اللہ کسی مقام پر نہیں ہے بلکہ اسکا حکم دوائے مسہل یا قابض کا ہے وہ خاصیت حال سے کرتا ہے نہ عند اللہ مرتبے سے جیسے کہ ساحر خاصیت صفت سے ظاہر بین نظروں میں کرتا ہے تو ان کی آنکھیں حق کے دیکھنے سے بند کرلیتا ہے تو جس نے بھی شطح کا اظہار کیا غفلت سے کیا

اور ہم نے کوئی ولی دیکھا نہ سنا کہ اس سے رعونت نفس سے شطح کا ظہور ہوا ہو حالانکہ وہ شخص عنداللہ ولی ہو تو وہ لازمی طور پر افتقار و ذلت پیش کرے گا اوراپنے اصل کیطرف عود کریگا اور اس سے یہ فخر و زہو زائل ہو جائے گا جس کیوجہ سے وہ حملہ آور ہوتا ہے تو یہ لسان حال شطح ہے جبکہ حق ہو تو مذموم ہے تو پھر کیسے ہو گا اگر کاذب سے صادر ہو اگر کہا جائے باوجود فعل و اثر کے کاذب فی الشطح کی صورت کیا ہے ہم کہیں گے جو تو نے سوال کیا ہے بہت اچھا ہےکاذب فی الشطح کی صورت یہ ہے کہ اہل اللہ سے اگر کوئی شخص بغیر امر الٰہی کے اسطرح کی کسی چیز کا اظہار کرتا ہے جیسے امور کا تحقق انبیاء علیہم السلام سے ہوتا ہے تو یہ شطح ہے اور بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو خواص اسماء کے عالم ہوتے ہیں تو ان اسماء سے آثار عجیبہ اور انفعالات صحیحہ کا اظہار کرتے ہیں اور یہ نہیں کہتے یہ اسماء کی تاثیر ہے تو حاضرین کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوت حال اور عنداللہ مرتبہ اور ولایت صادقہ کیوجہ سے ہے حالانکہ وہ اس سب میں کاذب ہوتا ہے تو اسکا نام شطح اور اسکے صاحب کا نام شاطح نہیں بلکہ یہ کذب محض ہے جس پر ناراضگی ہے تو شطح کلمات صادقہ ہیں جو رعونت نفس سے صادر ہوئے بقیہ طبع کیوجہ سے یہ اپنے صاحب کو اس حال کیوجہ سے اللہ سے دور کرتے ہیں یہ مقدار حال شطح کی معرفت کیلئے کافی ہے۔

تحکم

اب مزید وضاحت کیلئے تحکم جو کہ شطح کی ہی ایک قسم ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

فتوحات مکیہ شریفہ ص ۵۲۰ ج ۲ میں ہے۔

عين التحكم عند القوم التصرف لاظهار الخصوصية بلسان الانبساط فى الدعاء هذا ضرب من الشطح وقريب منه لما يتوهم من دخول النفس فيه الا ان يكون عن امر الهى فلا مواخذة على صاحبه فيه (الى ان قال)فاذا كان عن امر الهى بتعريف فالانسان فيه عبد ممتثل امر سيده بطريق الوجوب (

الی ان قال)

فعین التحکم مخصوص بالرسل فی اظہار المعجزات والتحدی بھا عن الامر الالھی فانھم مرسلون بالدلالات علی انھم رسل اللّٰہ فھم مخبرون بالحال انھم المصطفون الاخیار لا بالقصد ثم قد یقع منھم بعد ثبوت الرسالۃ قول خارج عن مقتضی الدلالت ولایکون منھم الاعن امر الھی یوذن ذلک القول بمر تبۃ القائل عنداللّٰہ مثل قولہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم انا سید الناس یوم القیٰمۃ فلما کان فی قوۃ ھذہ اللفظ اظہار الخصوصیۃ عنداللّٰہ ومن ھو مشغول باللّٰہ ماعندہ فراغ لمثل ھذا و من شغل اھل اللّٰہ باللّٰہ امتثال امر اللّٰہ فاخبر علیہ السلام حین عم فقال ولا فخر ای ماقصدت الفخر ای ھکذا امرت ان اعرفکم فان العارف کیف یفتخر و المعرفۃ تمنعہ و مشاھدۃ الحق تشغلہ ولا یظھر مثل ھذا ممن لیس بما مور بہ الا عن رعونۃ نفس اوفناء لغلبۃ حال یستغفر اللّٰہ من ذلک اذا فارقہ ذالک الحال الذی افناہ (الی ان قال)و منھم من یبلغ فی التحکیم ان یقسم علی اللّٰہ فی امر فیبراء الحق قسمہ ومع ھذا یستغفر اللّٰہ ولو لا ان فیہ رائحۃ ما استغفر والحکایات فی التحکیم عن الصالحین کثیرۃ لا سیما مایحکی عن عبدالقادر الجیلی رحمۃ اللہ علیہ۔

اولیائے کرام کے نزدیک عین التحکم اظہار خصوصیت کیلئے بلسان انبساط فی الدعاتصرف کا نام ہے یہ شطح کی ہی ایک قسم ہے اور اسکے قریب ہے کہ اس میں بھی نفس کا دخل ہو سکتا ہے۔ مگر یہ کہ امر الٰہی سے ہو تو اس کے صاحب پر کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔ (الی ان قال) جب امر الٰہی تعریف کے بارے میں ہو تو انسان اس میں اپنے سید کے وجوبی امر کا امتثال کرنے والا عبد ہو گا۔ (الی ان قال)

پس عین تحکم رسل کرام کے ساتھ مخصوص ہے بامرالٰہی اظہار معجزات میں اور تحدی میں کہ وہ ایسے معجزات کے ساتھ بھیجے گئے ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو وہ حال کے ساتھ خبر دینے والے ہیں کہ وہ چنیدہ پسندیدہ ہیں نہ کہ قصد سے پھر ثبوت رسالت کے بعد کبھی ان سے دلالت مذکورہ کے مقتضی سے خارج قول بھی وقوع پذیر ہو جاتا ہے لیکن رسل عظام سے ایسا بغیر امرالٰہی کے نہیں ہوتا یہ قول عنداللہ قائل کے مرتبہ کی خبر دیتا ہے۔ جیسے حضور علیہ السلام کا ارشاد انا سید الناس یوم القیامۃ پس جبکہ ان الفاظ سے عنداللہ اظہار خصوصیت ہوتا تھا اور جو اللہ کی ذات کے ساتھ مشغول ہو اس کے پاس ایسی باتوں کیلئے فراغت نہیں ہوتی اور اہل اللہ کا اللہ کی ذات کے ساتھ شغل اسکے امر کا امتثال ہے تو حضور علیہ السلام نے اپنی خصوصیت کی خبر دینے کے بعد ولا فخر فرمایا۔ یعنی میں نے فخر کا قصد نہیں کیا یعنی مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں جتلاوں اسلئے کہ عارف کیسے فخر کر سکتا ہے کہ معرفت اسکو منع کرتی اور مشاہدہ حق اسے مشغول رکھتا ہے۔ اور ایسی بات غیر مامور لوگوں سے ظہور پذیر نہیں ہوتی مگر رعونت نفس یا فنا .غلبۂ حال سے تو جب اس سے یہ حال جس نے اسے مقام فنا میں پہنچا دیا ہے جدا ہوتا ہے تو وہ ایسی بات سے اللہ کی ذات سے مغفرت طلب کرتا ہے۔ اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو مقام تحکیم میں یہاں تک پہنچ جاتے ہیں کہ اللہ کی ذات پر قسم اٹھا دے تو اللہ اس کی قسم پوری کر دیتا ہے اور اس کے باوجود وہ اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے اگر اسمیں رائحہ نفس نہ ہوتی تو وہ استغفار نہ کرتا اور تحکیم میں صالحین سے بہت سی حکایات ہیں خاص طور پر عبدالقادر الجیلی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

بحث مکر

اولیاء پر ستر واجب ہے جیسے کہ انبیاء پر اظہار واجب ہے

تاویل سے زیادہ ضرر رساں کوئی چیز نہیں۔

تکمیل بحث کیلئے حضرت ابن عربی کی مکر اللہ پر تحریر بھی پیش خدمت ہے ص

۵۳۰ تا ۵۳۱ ج ۲۔

واما مکر اللّٰہ بالخاصۃ فھو مستور فی ابقاء الحال علیہ مع
سوء الادب الواقع منہ و ھوالتلذذ بالحال و الوقوف معہ وما
یورثہ من الادلال فیمن قام بہ و الھجوم علی اللّٰہ و عدم طلب
الانتقال منہ وما قال اللّٰہ لنبیہ و قل رب زدنی علما وما اسمعنا
ذلک الا تنبیھا لنقول ذالک ونطلب من اللّٰہ ولو کان مخصوصا
بالنبی لم یسمعنا اوکان یذکر انہ خاص بہ کما قال فی نکاح
الھبۃ فللحال لذۃ وحلاوۃ فی النفوس یعسر علی بعض
النفوس طلب الانتقال من الامر الذی اورثہ ذلک الحال بل لا
یطلب المزید الا منہ وجھل ان الاحوال مواھب واما المکر الذی
فی خصوص الخصوص وھو فی اظھار الآیات و خرق العوائد
من غیر امر ولا حد الذی ھو میزانھا فانہ لما وجب علی
الانبیاء ستر ھا کما وجب فی الرسل اظھار ھا اذا مکن الولی
منھا واعطی عین التحکیم فی العالم یطلب الممکور بہ لنقص
حظ عن درجۃ غیرہ یرید الحق ذلک بہ وجعل فیھم طلبا
لطریق اظھارھا من حیث لا یشعر ان ذلک مکر الھی یوء دی
الی نقص حظ فوقع الالھام فی النفس باظھار الایات علی
ایدیھم من انقیاد الخلق الی اللّٰہ عزوجل وانقیاد الغرقی من
بحار الذنوب المھلکۃ واخذھم عن لماء ولوفات و ان ذلک من
اکبر مایدعی بہ الی اللّٰہ ولھذا کان من نعت الانبیاء و الرسل
ویری فی نفسہ انہ من الورثۃ وان ھذا من ورث الاحوال
فیحجبھم ذلک عما اوجب اللّٰہ علی الاولیاء من ستر ھذہ
الایات مع قوتھم علیھا وغیبھم عما اوجب اللّٰہ علی الرسل من
اظھار ھا لکونھم مامورین بالدعاء الی اللّٰہ ابتداء والولی لیس

كذلك انما يدعوا الى اللّٰه بحكاية دعوة الرسل ولسانه لا بلسان يحدثه كما يحدث لرسول آخر والشرع مقرر من عند العلماء به فالرسول على بصيرة في الدعاء الى اللّٰه بما اعلمه اللّٰه من الاحكام المشروعة والولي على بصيرة في الدعاء الى اللّٰه بحكم الاتباع لا بحكم التشريع فلا يحتاج الى آية ولا بينة فانه لوقال مايخالف حكم الرسول لم يتبع في ذلك ولا كان على البصيرة فلا فائدة لا ظهار آلاية بخلاف الرسول فانه ينشئ التشريع وينسخ بعض شرع مقرر على يد غيره من الرسل فلا بد من اظهار آية وعلامة تكون دليلا على صدقه انه يخبر عن اللّٰه ازالة ما قرره اللّٰه حكما على لسان رسول آخر اعلاما بانتهاء مدة الحكم في تلك المسئلة فيكون الولي مع خصوصيته قد ترک واجبا فنقصه من مرتبة مايعطيه الوقوف مع ذالک الواجب والعمل به فلا شيئ اضر بالعبد من التاويل في الاشياء فاللّٰه يجعلنا على بصيرة من امر نا ولا يتعدى بنا مايقتضيه مقامنا والذى اسئال اللّٰه تعالٰى ان يرزقنا اعلى مقام عنده يكون لا على ولي فان باب الرسالة والنبوة مغلق وينبغي للعالم انه لا يسئال في المحال

اللہ کا مکر خاص لوگوں کے ساتھ ابقائے حال میں مستور ہے باوجود سوء ادب کے جو اس سے واقع ہوا ہے اور وہ ہے حال کے ساتھ تلذذ اور اسکے ساتھ وقوف جو کچھ اولال دیتا ہے جسکے ساتھ قائم ہوتا ہے اور اللہ کی ذات پر ہجوم اور اس حال سے طلب انتقال کا عدم اور اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کو رب زدنی علمانہ کہا اور ہمیں نہ سنایا مگر تنبیہہ کیلئے تاکہ ہم یہ کہیں اور اللہ تعالٰی سے طلب کریں اگر نبی پاک کا خاصہ ہوتا تو اللہ تعالٰی ہمیں نہ سناتا یا فرما دیتا کہ یہ آپ کے ساتھ خاص ہے جیسے کہ نکاح ہبہ میں فرما دیا تو طبیعت میں حال کی ایک لذت اور حلاوت ہوتی ہے کہ بعض طبائع پر حال کے

دیئے ہوئے امر سے طلب انتقال نہایت ہی مشکل ہوتا ہے بلکہ اسی میں اضافہ طلب کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ احوال مواھب ہیں خاص الخاص لوگوں میں مکر الہٰی یہ ہے کہ ان سے بغیر امر الہٰی اور حد مقررہ کے آیات و خوارق عادات کا اظہار ہوتا ہے جب اولیاء پر ستر واجب ہے جیسے کہ انبیاء پر اظہار واجب تو جس وقت ولی کو اسپر تمکین دی جاتی ہے اور اسے عالم میں عین التحکیم عطا کیا جاتا ہے تو ممکور اسے طلب کرتا ہے اسلیئے کہ اسکا حظ دوسرے سے کم ہوتا ہے۔ تو وہ طلب اظہار کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ یہ مکر الہٰی ہے جو نقص حظ تک پہنچائے گا تو نفس میں اظہار آیات کا الہام واقع ہوتا ہے یعنی خلق کا ذات حق کیلیئے انقیاد اور مدد۔ گناہوں کے سمندروں میں مستغرق لوگوں کو بچانا۔ اگرچہ موت ہی واقع ہو چکی ہو پھر بھی ان کو پانی سے زندہ نکال لینا اور یہ ان بڑی چیزوں میں سے ہیں جن کے ساتھ اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ انبیاء و رسل کے صفت ہے اور وہ ممکور یہ سمجھتا ہے کہ وہ ورثہ انبیاء سے ہے حالانکہ یہ صرف وارث احوال ہے۔ تو ان کو یہ چیز اس بات سے محجوب کر دیتی ہے کہ اولیاء پر باوجود قوت کے ستر آیات واجب ہے۔ اور یہ بھی ان پر مخفی رہتا ہے کہ رسل کرام پر اظہار واجب ہے اس وجہ سے کہ وہ ابتداء دعوت الی اللہ پر مامور ہیں اور ولی ایسا نہیں ہے وہ اللہ کی طرف بحکایت دعوت رسول اور اسی کی زبان سے دعوت دیتا ہے نہ کہ اپنی طرف سے نئی زبان سے جیسا کہ ایک نیا رسول دعوت دیتا ہے۔ اور شرع علماء کے نزدیک مقرر ہے تو رسول دعوت الی اللہ میں بصیرت پر ہوتا ہے کہ اللہ نے اسے احکام مشروعہ کا علم دیا ہے اور ولی دعا الی اللہ میں بحکم اتباع بصیرت پر ہوتا ہے نہ بحکم تشریع لہٰذا وہ کسی آیت و علامت کا محتاج نہیں ہوتا اور نہ ہی بینہ کا اسلیئے کہ اگر وہ ایسی بات کہے جو حکم رسول کے مخالف ہو تو اس میں اسکی اتباع نہیں کیجائے گی اور نہ ہی بصیرت پر ہو گا تو اظہار آیات کا کوئی فائدہ نہ ہوا بخلاف رسول کے کہ وہ ایک نئی شریعت بناتا ہے اور ایک دوسرے رسول کے ہاتھ پر مقرر شدہ شرع کو منسوخ کرتا ہے۔ تو اس کے لئے اظہار آیت وعلامت ضروری ہے جو دلالت کرے کہ وہ اللہ کی طرف سے خبر دے رہا ہے۔ تاکہ دوسرے رسول کی زبان سے جو حکم ثابت ہوا

ہے اسکا ازالہ ہو سکے کہ اس مسئلہ کی مدت منتہی ہو چکی ہے تو ولی نے باوجود اپنی خصوصیت کے واجب کو ترک کر دیا ہے تو اس واجب پر وقوف اور عمل سے جو رتبہ اسے ملتا ہے اس میں نقص پیدا کر دیا پس بندے کیلئے تاویل سے زیادہ کوئی چیز نقصان دہ نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے کام میں بصیرت پر رکھے اور ہمارا مقام جسکا تقاضا کرتا ہے اس سے تعدی سے بچائے اور وہ جو کچھ میں اللہ سے مانگتا ہوں یہ ہے کہ ہمیں اپنے ہاں وہ اعلیٰ مقام عطا فرمائے جو کسی اعلیٰ ولی کو میسر ہو سکتا ہے کہ باب رسالت ونبوت بند ہو چکا ہے اور عالم کے لئے یہ لائق ہے کہ محال کا سوال نہ کرے۔

شیخ کے ایک قول کی تشریح

نیز نبراس شرح' شرح العقائد ص ۵۶۲ مصنفہ علامہ عبدالعزیز الفرہاروی میں ہے۔

ان قلت قد حکی عن القطب الاعظم عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ انہ قال خضنا بحرا وقف الانبیاء علی ساحلہ قلت اراد الاحول التی لا یحسن صدورھا عن الانبیاء کالو جد والرقص والشطحیات ؎۱ فان الحق سبحانہ تعالٰی حفظ الانبیاء عنھا بتوسیع بواطنھم وکانت تجری فیھا بحار العشق والذوق ولا یغلب علیھم الاحوال

اگر تو کہے کہ قطب اعظم عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ہم ایسے سمندر میں غوطہ زن ہوئے کہ انبیاء اسکے ساحل پر کھڑے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ آپنے ان احوال کا ارادہ فرمایا جنکا صدور انبیاء کیلئے اچھا نہیں جیسے وجد ورقص وشطحیات۔ کہ حق سبحانہ نے انبیاء کو بتوسیع بواطن ان سے محفوظ فرمایا ہے حالانکہ ان میں عشق و ذوق کے سمندر رواں تھے مگر ان پر احوال غالب نہ ہوتے تھے۔

حاشیہ :۔

؎۱۔ حاشیہ نبراس میں ہے۔ الشطح عبارۃ عن کلمۃ علیھا رائحۃ رعونۃ ودعوی وھو من زلات المحققین فانہ دعوی بحق

يصفح بها العارف من غير اذن الهی بطریق الشعر کذافی الاصطلاحات

ترجمہ۔ شطح عبارت ہے ایسے کلمہ سے جس میں رائحہ رعونت و دعوی ہو اور یہ زلات محققین سے ہے اسلئے کہ یہ ایسا حق دعوی ہوتا ہے جسکو عارف بطریق شعر بغیر اذن الہی بیان کرتا ہے۔

فلا تزکو انفسکم هو اعلم بمن اتقی

بلا امر الٰہی (وحی) اظہار منزلت و مرتبت زلتہ ہے

فتوحات مکیہ ص ۶۲۶ ج ۲ میں ہے۔

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم ولا فخر اما اذاکان تعریف العارف منزلتہ للناس من غیر امر الٰہی فانہ ھوی نفس بتاویل ظھر لہ وھی زلۃ وقعت منہ ینبغی ان یتعوذ باللّٰہ من شرھا فان الموطن الدنیاوی لا یقتضی الفتح ولا التعریف بالمقام الا بالانبیاء خاصۃ واما الاولیاء فحضرتھم العبودیۃ المحضۃ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولا فخر فرمایا تو جب عارف کا اپنے مرتبہ کا لوگوں کے سامنے بیان کرنا بغیر امر الٰہی کے ہو تو وہ خواہش نفس ہے کسی ایسی تاویل کی وجہ سے جو اسکے سامنے ظاہر ہوئی اور یہ لغزش ہے جو اس سے وقوع پذیر ہوئی لائق ہے کہ اللہ تعالٰی کی ذات سے اسکے شر سے پناہ طلب کرے پس بلا شبہ موطن دنیاوی اپنے مقام و مرتبہ کی تعریف و وضاحت نہیں چاہتا مگر انبیاء کے لئے خاص طور پر بہرحال اولیاء تو ان کا مقام عبودیتہ محضہ ہے یعنی صرف عجز و نیاز۔

حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد امر و نہی جدید کا نزول نہیں ہو سکتا

الیواقیت و الجواھر ص ۵۸ مصنفہ عارف باللہ سیدی امام شعرانی میں ہے۔

قد قال الشیخ محی الدین فی الباب الثانی والعشرین من قال من الاولیاء ان اللّٰہ تعالٰی امرہ بشیئی فھو تلبیس لان الامر من قسم الکلام وصفتہ وھذاباب مسدود دون الاولیاء من جھۃ التشریع وایضاح ذالک انہ لیس فی الحضرۃ الالھیۃ امر تکلیفی الا وھو مشروع فما بقی للاولیاء الاسماع امرھا

شیخ محی الدین نے باب نمبر ۲۲ میں فرمایا ہے کہ جس نے بھی اولیاء میں سے یہ کہا کہ

اللہ تعالیٰ نے اسے کسی شئی کا امر دیا ہے تو یہ تلبیس ہے اسلئے کہ امر قسم و صفت کلام میں سے ہے۔ اور یہ باب بوجہ تشریع اولیاء پر مسدود ہے اسکی وضاحت یہ ہے کہ بارگاہ الٰہی میں جو بھی امر تکلیفی تھا وہ مشروع ہو چکا تو اولیاء کیلئے باقی نہ رہا مگر اسی امر کا سماع

فتوحات مکیہ ص ۳۸ ج ۳ میں ہے۔

لان الملک لا ینزل بوحی علی قلب غیر نبی اصلا ولا بامر الھی جملة واحدة فان الشریعة قد استقرت و تبین الفرض والواجب والمندوب والمباح والمکر وہ فانقطع الامر الالھی بانقطاع النبوة والرسالة ولھذا لم یکتف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم بانقطاع الرسالة فقط لئلا یتوھم ان النبوة باقیة فی الامة فقال علیہ السلام ان النبوة والرسالة قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول فما بقی احد من خلق اللّٰہ یا مرہ اللّٰہ بامر یکون شرعا یتعبدہ بہ فانہ ان امرہ بفرض کان الشارع قد امرہ بہ فالامر للشارع وذلک وھم منہ وادعاء نبوة قد انقطعت فان قال انما یامرہ بالمباح قلنالا یخلو اما ان یرجع ذلک المباح واجبا فی حقہ فھذا ھو عین نسخ الشرع الذی ھو علیہ حیث صیر بھذا الوحی المباح الذی قررہ الرسول مباحا واجبا یعصی بترکہ وان ابقاہ مباحاکما کان فکذالک کان فای فائدة فی الامر الذی بہ جاء ھذا الملک لھذا المدعی صاحب ھذا المقام فان قال ما جاء بہ ملک لکن اللّٰہ امر نی بہ من غیر واسطة قلنا ھذا اعظم من ذلک فانک ادعیت ان اللّٰہ یکلمک کما کلم موسی علیہ السلام ولا قائل بہ من علماء الرسوم ولا من علماء اھل الذوق ثم انہ لوکلمک او لو قال لک فما کان یلقی الیک فی کلامہ الا علوما واخبار الا احکا ما ولا شرعا ولا یامرک اصلا

فانه ان امرک کان الحکم مثل ماقلنا في وحی الملک فان کان ذلک الذی دندنت علیه عبارة عن ان اللّٰه خلق فی قلبک علما بامر مافماثم فی کل نفس الا خلق العلم فی کل انسان ما یختص به ولی من غیره وقد بینا فی هذا الکتاب وغیره ما هوالا مر علیه ومنعنا جملة واحدة ان یامر اللّٰه احدا بشریعة یتعبده فی نفسه اویبعثه بهاالی غیره وما نمنع ان یعلمه الحق علی الوجه الذی نقرره وقرره اهل طریقنا بالشرع الذی تعبده به علی لسان الرسول علیه السلام من غیر ان یعلمه ذلک عالم من علماء الرسوم بالمبشرات التی ابقیت علینا من آثار النبوة وہی الرء ویا یراها الرجل المسلم اوتری له (الی) فما بقی للاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوة الاالتعریف وانسدت ابواب الا وامر الالهیة والنواهی فمن ادعا ها بعد محمد فهو مدع شریعة اوحی بها الیه سواء وافق بهاشرعنا اوخالف واما فی غیر زماننا قبل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و آله وسلم فلم یکن تحجیر ولذلک قال العبد الصالح خضر ما فعلته عن امری فانه زمانه اعطی ذلک وهو علی شریعة من ربه وقد شهدله الحق بذالک عند موسی وعندنا وزکاه (الی) وکذلک عیسی علیه السلام اذا نزل فلا یحکم فینا الا بسنتنا عرفه الحق بها علی طریق التعریف لا علی طریق النبوة وان کان نبی فتحفظوا یا اخواننا من غوائل هذا الموطن فان تمییزه صعب جدا

اسلئے کہ بلا شبہ فرشتہ وحی و امر الٰہی کسی غیر نبی کے قلب پر ہرگز نازل نہیں کرتا ہے بے شک شریعت مستقر ہو چکی فرض، واجب، مستحب، مباح و مکروہ واضح ہو چکے۔ نبوت و رسالت کے انقطاع سے امر الٰہی کا نزول منقطع ہو چکا اسی لئے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نبوت و رسالت منقطع ہو گئی میرے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول۔ تو اللہ کی مخلوق میں سے کوئی ایسا شخص باقی نہیں جسے اللہ کسی امر سے مامور فرمائے جو شریعت بن جائے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کا تعبد (فرمانبرداری) کرے اگر اسیفرض کا امر دیا ہے تو شارع علیہ السلام کو بھی امر دیا گیا تو درحقیقت وہ امر شارع کیلئے ہے۔ اور اسے وھم ہے۔ اور ایسی نبوت کا ادعا ہے جو منقطع ہو چکی اگر وہ مدعی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مباح کا امر دیتا ہے۔ تو ہم کہیں گے یا تو یہ مباح (بوجہ امر) اسکے حق میں واجب بن جائے گا تو یہ اس شرع کا نسخ ہے جس پر وہ ہے کہ اس (نئی) وحی کے بسبب وہ مباح جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مباح قرار دیا واجب بنا دیا گیا کہ اس کے ترک سے عاصی ہو گا اگر اس وحی (جدید) نے اسے مباح ہی رکھا جیسا کہ پہلے تھا تو اس امر جدید کا کیا فائدہ جسے یہ فرشتہ اس مدعی پر لایا اگر یہ کہے کہ فرشتہ وحی نہیں لایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بلا واسطہ امر دیا ہے تو ہم کہیں گے کہ اس سے بھی بہت بڑی بات ہے کہ تو نے دعویٰ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ کلام فرماتا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائی۔ اسکا قائل کوئی بھی نہیں نہ علماء رسوم سے نہ علماء ذوق (اولیاء اللہ) سے پھر اگر بالفرض اس نے تیرے ساتھ کلام فرمایا تو اس نے تیری طرف علوم (فہم قرآن) یا خبریں القاء فرمائیں نہ احکام و شریعت اور حق تعالیٰ تجھے قطعا کسی شئی کا امر نہ دے گا بلا شبہ اگر اس نے تجھے امر دیا تو حکم اسی طرح ہو گا جیسے ہم وحی ملک میں بیان کر چکے پس یہ جو تو بڑ بڑایا ہے اگر اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ عزوجل نے تیرے دل میں کسی امر کا علم پیدا فرمایا ہے تو علم وفہم اللہ نے ہر انسان میں پیدا فرمایا اسمیں ولی وغیر ولی کا کوئی اختصاص نہیں اور ہم نے اس کتاب اور دیگر کتب میں حقیقت حال کو واضح کر دیا ہے۔ اور ہم نے مکمل طور پر اس بات کو منع کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو شرعی امر دے جس پر وہ خود اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے یا اللہ تعالیٰ اسے اس امر کے ساتھ دوسرے لوگوں کی طرف مبعوث کرے اور ہم یہ منع نہیں کرتے کہ حق تعالیٰ ہمارے اور ہمارے اہل طریق کے بیان کردہ طریقہ کے مطابق بذریعہ مبشرات جو کہ آثار نبوت سے ہمارے لئے باقی رکھے گئے

ہیں اس شرع کا علم عطا فرمائے جس پر وہ رسول اللہ کے ارشاد کے مطابق خدا کی عبادت کرتا ہے۔ مبشرات وہ خواب ہیں جو مرد مسلم خود دیکھتا ہے یا اس کے لئے دیکھے جاتے ہیں (تا) تو اولیاء کیلئے آج ارتفاع نبوت کے بعد ماسوائے تعریف (قرآن و سنت کی تفہیم) کے کچھ باقی نہیں رھا۔ اوامر و نواھی الہیہ کے دروازے بند ہو گئے پس جو ان کا دعوی کرے وہ نئی شریعت کا مدعی ہے۔ خواہ ہماری شرع کی موافقت کرتا ہے یا مخالفت بہر حال ہمارے (امت محمدیہ) کے زمانے کے غیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل تحجیر (رکاوٹ) نہ تھی اسی وجہ سے اللہ کے عبد صالح حضرت خضر نے کہا ما فعلته عن امری بلا شبہ آپ کو آپکے زمانہ نے یہ چیز دی وہ اپنے رب کیطرف سے شریعت پر تھے۔ حق تعالیٰ نے آپکے لئے اس چیز کی شھادت دی جو موسی علیہ السلام کے ہاں اور ہمارے پاس بھی پہنچی اللہ تعالیٰ نے آپ کا تزکیہ فرمایا (تا) اور یونہی عیسی علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو ہمارے طریقہ کے مطابق حکم فرمائیں گے۔ جسکا علم آپ کو حق تعالیٰ بطریق تفہیم دے گا نہ بطور نبوت اگرچہ وہ نبی ہیں پس اے ہمارے بھائیو اس مقام کے غوائل (گمراھیاں) سے بچ جاؤ بلا شبہ اس کی تمیز بہت مشکل ہے۔

فتوحات شریفہ ص ۱۸۹ ج ۲ میں ہے۔

الامر الالٰھی من صفة الکلام وھو مسدود دون الاولیاء من جھة التشریع

امر الٰہی صفت کلام سے ہے اور یہ اولیاء پر مسدود ہے اسلئے کہ نئی شریعت نہیں آسکتی۔

فتوحات ص ۱۸۸ ج ۱ میں ہے۔

فاذا ظھر فی ھذہ الدار من رجل خلاف ھذہ المعاملة علم ان ثم نفسا ولا بد الا ان یکون مامور ابما ظھر منه وھم الرسل والانبیاء

تو جب اس دار دنیا میں کسی آدمی سے اس معاملہ (عبودیت و عجز و نیاز و تواضع)

کے خلاف کا ظہور ہوا تو معلوم ہو گیا کہ یہاں نفسانیت ہے اور یہ چیز ضروری ہے مگر یہ کہ جو کچھ ظہور پذیر ہوا ہے اسمیں مامور ہو اور مامور صرف انبیاء و رسل ہی ہیں۔

خلاصہ کلام

بحوث سابقہ سے ماہتاب و آفتاب کی طرح نمایاں ہوا کہ حضرت شیخ اکبر و دیگر اولیاء عظام کا موقف یہ ہے کہ اپنے مرتبہ و مقام کا بیان و اظہار بلا امر الٰہی ہو تو یہ بنسبت اعلیٰ ترین و ارفع ترین مقام کے نقص ہے اور بامر الٰہی ہو تو درست ہے مگر یہ دوسری صورت انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ نیز امر سے مراد حکم بذریعہ وحی الٰہی اور مامور سے مراد مامور بالوحی ہے۔ نیز ابحاث مذکورہ میں اولیاء عظام کے ارشادات عالیہ سے یہ بات بھی آفتاب نیمروز کی طرح عیاں ہو گئی کہ بامر (وحی) الٰہی عنداللہ اپنی مرتبت و منزلت کا بیان درست رائحہ طبع سے پاک و حظ نفس سے مبرا ہے کہ اس صورت میں عبد مامور (نبی) اپنے رب کے امر کا ممتثل (ماننے والا) ہے بلکہ عبدمامور پر اپنا اظہار واجب و لازم ہے کہ اسے اظہار کا حکم دیا گیا ہے اگر باوجود امر کے اظہار نہیں کرتا تو یہ عدم امتثال حکم اور رسالت و تبلیغ میں کوتاہی و تقصیر ہو گی جو کہ بوجہ عصمت ناممکن ہے۔ قرآن کریم میں ہے وان لن تفعل فما بلغت رسالتہ مگر یہ صورت صرف انبیاء ورسل کے ساتھ خاص ہے کہ باب نبوت و رسالت و تشریع اولیاء پر مغلق و مسدود ہے دوسری صورت یہ ہے کہ

عبدبلا امر (وحی) الٰہی عنداللہ اپنے مقام ومرتبہ کا اظہار و اعلان کرے یہ
صورت رائحہ طبع و حظ نفس سے خالی نہیں ہو سکتی اس میں نفس کا دخل لازمی و لابدی
ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی ولی سے ایسے قول کا صدور ہوا آخرکار اس نے ایسی
بات سے توبہ و استغفار و رجوع کیا اور حال شطح وادلال وزھو و تحکیم سے عبودیتہ محضہ
کیطرف منتقل ہو گیا جو کہ ارفع ترین مقام اولیاء ہے یہی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
کے ساتھ ہوا۔ کہ آپ کو بوقت وفات بالکل آخری انفاس میں مقام استطالہ و شطح سے
رجوع وانتقال الی مقام العبودیتہ المحضہ حاصل ہوا اور آپکے حال میں آخری انفاس میں
تغیر و تبدل واقع ہو گیا جبکہ کتنے ہی ایسے اکمل ترین و ارفع ترین مقام ولایت (عبودیتہ
محضہ) کے حامل اولیاء ہوئے ہیں جو ساری زندگی اسی مقام عبودیت پر رہے اور کوئی بڑا
بول۔ اپنی زبان مبارک سے نہ نکالا جیسے حضرت شیخ ابوالسعود انکا حال بوقت وفات متغیر
نہ ہوا۔ فکان عبدامحضا فتوحات

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی مقام ادلال میں رکے رہے

اب مسئلہ زیر بحث بالکل بے حجاب و بے غبار ہو گیا کہ حضرت شیخ نہ نبی تھے نہ رسول
لہٰذا آپ کا یہ قول بلا امر (وحی) الٰہی تھا اسی وجہ سے آپ نے بھی آخری انفاس میں
اس سے استغفار و رجوع کیا۔ حضرت ابن عربی علیہ الرحمہ نے تو بار بار ہر بحث میں
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کا نام صراحتاً ذکر فرما کر کسی قسم کا خفاء و اشتباہ
باقی نہیں رہنے دیا۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ فتوحات شریفہ ص
۲۸۶ ج ۲ میں بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مقام ادلال میں رک جانے اور آپکی
فضیلت آپکے وقت کے ساتھ مخصوص ہونے کی صراحت فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔
منهم من يقام فی مقام الادلال کعبد القادر الجیلی ببغداد سید
وقتہ یعنی ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو مقام ادلال میں روک دیے جاتے
ہیں جیسے بغداد میں عبدالقادر جیلی جو اپنے وقت کے سردار تھے۔ نیز فرماتے ہیں۔
انتهر الشیخ ابوالسعود شخصاذکر عبدالقادر وعظم منزلة

عبدالقادر وافرط فقال واللّٰہ انی لا علم حال عبدالقادر کیف کان مع اهله وکیف هو الآن فی قبرہ فتوحات مکیہ ص ۱۲۷ ج ۲ و ص ۲۲۴ ج ۲ حضرت شیخ ابوالسعود نے ایک ایسے شخص کو جھڑک دیا جس نے شیخ عبدالقادر کا ذکر کیا اور حضرت شیخ عبدالقادر کا مرتبہ بہت بڑھایا اور افراط سے کام لیا پس آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں عبدالقادر کے حال کو خوب جانتا ہوں وہ اپنے اہل کے ساتھ کیسا تھا اور وہ اب اپنی قبر میں کیسے ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی رائے

اب مسئلہ زیر بحث پر امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی ملاحظہ فرمایئے

مکتوبات شریفہ کے ص ۲۹۳ ج ۱ میں ہے۔

آنچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرمودہ "قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰہ" اوجمیع الاولیاء صاحب عوارف کہ مرید و مربائے شیخ ابوالنجیب سہروردی است کہ از محرمان ومصاحبان حضرت شیخ عبدالقادر بودہ است ایں کلمہ را از آں کلمات ساختہ است کہ مشعر عجب اند کہ از مشائخ دربدایت احوال بواسطہ بقایائے سکر یافتہ اندو در نفحات از شیخ حماد دباس کہ از شیوخ حضرت شیخ است نقل کردہ است کہ اوبطریق فراست فرمودہ کہ ایں عجمی را قدمیست کہ در وقت وے برگردن ہمہ اولیاء خواہد بود وہر آئینہ مامور شود بانکہ بگوید قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰہ وہر آئینہ آنرا بگوید و ہمہ اولیاء برگردن بنہند بہر تقدیر حضرت شیخ دراں کلام محق اند ایں کلام خواہ از بقایائے سکر از ایشاں سر برزدہ باشد و خواہ مامور باشند باظہار ایں کلام چہ قدم ایشان برگردن ہائے جمیع اولیائے آنوقت بودہ است و جمیع اولیائے آں وقت بزیر قدم ایشاں بودہ اند لیکن باید دانست کہ ایں حکم مخصوص باولیائے آں وقت است اولیائے ماتقدم و ماتاخر ازایں حکم خارج اند چنانکہ از کلام شیخ حماد مفہوم میشود کہ قدم او در وقت وے بر گردن ہمہ اولیاء خواہد بود ونیز غوثے کہ در بغداد بودہ است و حضرت شیخ عبدالقادر و ابن سقاو عبداللہ بزیارت او رفتہ بودند کہ آں غوث بطریق فراست در

حق شیخ گفتہ کہ بینم ترادر بغداد کہ بمنبر برآمدہ و میگوئی قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰہ ومی بینم اولیاء وقت تراکہ ہمہ گردن ہائے خود راپست کردہ اند اجلال و اکرام ایشاں از کلام ایں بزرگ نیز مفہوم کہ آں حکم مخصوص باولیاء آنوقت بودہ است درایں وقت نیز اگر کسے راحق سبحانہ چشم بینا عطا فرماید .بیند چنانچہ آں غوث دیدہ بودکہ گردنہائے اولیاء آنوقت زیر قدم وے اند واین حکم تجاوز بغیر اولیاء آنوقت نکردہ است در اولیائے ماتقدم ایں حکم چگونہ مجوزبود کہ شامل اصحاب کرام است کہ بیقین از حضرت شیخ افضل اند درماتاخر چگونہ متمشی شود کہ شامل حضرت مہدی است کہ آنحضرت بقدوم اوبشارت دادہ است و امت رابوجود او مبشر ساختہ واو را خلیفة اللہ فرمودہ و ہم چنیں اصحاب حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوٰت والسلام کہ از انبیاء اولوالعزم است از سابقانند وبواسطہ متابعت ایں شریعت ملحق باصحاب خاتم الرسل اند علیہم السلام از بزرگی متاخرین ایں امت تواند بودکہ آں سرور فرمودہ باشد علیہ وعلی آلہ الصلوة والسلام "لا یدری اولھم خیر ام آخرھم" بالجملہ حضرت شیخ عبدالقادر رادر ولایت شان عظیم است و درجہ علیا است و ...ت خاصہ محمدیہ را علی صاحبھا الصلوة والسلام والتحیہ ازراہ سیر بنقطہ آخر رسانیدہ است و سرحلقہ آں دائرہ گشت از اینجا کسے توہم نہ کند کہ چوں شیخ سرحلقہ دائرہ محمدیہ بود باید کہ از ہمہ اولیاء افضل باشد چہ ولایت محمدی فوق جمیع ولایت انبیاء است علی نبینا علیہم الصلوت والتحیات زیراکہ سرحلقہ ولایت محمدی است کہ ازراہ سرحاصل گشتہ است چنانکہ گذشت نہ سرحلقہ مطلق آں ولایت تا افضلیت لازم آید یا آنکہ گویم سرحلقہ مطلق ولایت محمدیہ بودن مستلزم افضلیت نیست زیراکہ تو اند بود کہ دیگرے در کمالات نبوة محمدیہ بطریق تبعیت و وراثت پیش قدم بود افضلیت از راہ آں کمالات اور اثابت باشد جمعے از مریدان حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ در حق شیخ غلوی نمایند و در محبت جانب افراط میگیرند در رنگ محبان مفرط حضرت امیر کرم اللہ وجہہ از فحوائے کلمہ وکلام ایں جماعت مفہوم میشود کہ شیخ را ایشاں از جمیع اولیاء ماتقدم و ماتاخر افضل میدانند وغیر از انبیاء علیہم الصلوے والتسلیمات معلوم نیست کہ دیگرے رابر حضرت شیخ فضل دہند ایں از افراط محبت است

اگر گویند آں قدر ظہور خوارق و کرامات کہ از شیخ بوجود آمدہ است از ہیچ ولی ظہور نیامدہ پس فضل اورا باشد گویم کہ کثرت ظہور خوارق بر افضلیت دلالت ندارد وتواند بود کہ یکے بود کہ ہیچ خارقے از وے بظہور نیاید افضل باشد ازاں کس کہ خوارق و کرامات ازوے بظہور مے آیند شیخ الشیوخ در عوارف بعد ذکر کرامات و خوارق مشائخ فرمودہ است کل هذه مواهب الله سبحانه وقد يكاشف بها قوم ويعطى وقديكون فوق هولاء من لا يكون له شيئى من هذا لأن هذه كلها تقوية لليقين ومن منح صرف اليقين لا حاجة له الى شيئى من هذه الكرامات دون ما ذكرنا من الذكر فى القلب ووجود ذكر الذات کثرت ظہور خوارق رادلیل بر افضلیت ساختن دررنگ آنست کہ کسے کثرت فضائل و مناقب حضرت امیر رادلیل افضلیت او ساز د بر حضرت صدیق رضی اللہ عنہما۔ کہ آنقدر فضائل و مناقب ازوی بظہور نیآمدہ است اے برادر بشنو خوارق عادات بر دونوع است نوع اول علوم و معارف الہیست جل سلطانہ کہ بذات و صفات و افعال واجبی جل وعلی تعلق دارد آں سوائے عقل است و خلاف متعارف و معتاداست کہ بندہ ہائے خاص خود راباآں ممتاز ساختہ است و نوع ثانی کشف صور مخلوقات و اخبار از مغیبات کہ بعالم تعلق دارد و نوع اول مخصوص باہل حق و ارباب معرفت است و نوع ثانی شامل محق و مبطل است زیراکہ اہل استدراج رانیز نوع ثانی حاصل است نوع اول نزد خداجل و علا شرافت و اعتبار دارد کہ باولیاء خود مخصوص ساختہ است و اعدارا دراں شرکت نہ دادہ و نوع ثانی نزد عوام خلائق معتبراست و درانظار ایشاں معزز و محترم ایں معنی اگرچہ از اہل استدراج بظہور آید نزدیک است کہ از نادانی اورا پرستش نمایند و بررطب ویابس کہ اوایشاں راتکلیف نماید مطیع و منقاد او گردند بلکہ مجوباں نوع اول را از خوارق نمے دانند واز کرامات نمے شمرند۔ خوارق نزد ایشاں منحصر نوع ثانی است و کرامات بزعم ایں مجوباں مخصوص بکشف صور مخلوقات است و اخبار از مغیباں ایشاں زہے بے خرداں علمے کہ باحوال مخلوقات حاضر یا غائب تعلق دارد کدام شرافت و کرامت دروے حاصل است بلکہ ایں علم شایان

است کہ بجہل مبدل گردد تانسیان از مخلوقات و احوال ایشاں حاصل آید معرفت واجبی است حق تعالیٰ و تقدس کہ بشرف وکرامت سزاوار است و باعزاز و احترام شایاں

ے

پری نہفتہ رخ دیو در کرشمہ وناز   بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

اور وہ جو حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ نے فرمایا میرا یہ قدم ھر ولی کی گردن پر ہے صاحب عوارف نے جو شیخ ابوالنجیب سہرودی قدس سرہ کے مرید اور تربیت یافتہ ہیں اور شیخ ابوالنجیب سہروردی قدس سرہ حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کے دوستوں اور راز داروں میں ہوئے ہیں اس کلمے کو ان کلمات میں شامل کیا ہے جو خود بینی کو ظاھر کرتے ہیں۔ اور جو اولیائے کرام سے ابتدائے احوال میں سکر کے باقیماندہ اثرات کیوجہ سے صادر ہوئے اور نفحات میں شیخ حماد دباس سے منقول ہے جو حضرت شیخ کے شیوخ میں سے ہوئے ہیں کہ انہوں نے بطور فراست فرمایا کہ اس عجمی کا قدم وہ مبارک قدم ہے جو اس کے وقت کے اولیاء کی گردن پر ہو گا اور اسکو خدا کی طرف سے حکم ہو گا کہ یوں کہے کہ میرا یہ قدم ھر ولی کی گردن پر ہے اور یہ شخص یہ کلمات ضرور کہے گا اور سب اولیاء اپنی گردن جھکا دیں گے بہر صورت حضرت شیخ اس کلام میں حق بجانب ہیں۔ یہ کلام خواہ سکر کے باقیماندہ اثرات کیوجہ سے آپ سے صادر ہوا ہو یا اس کلام کے اظہار کا آپ کو خدا کیطرف سے حکم ہوا بہرصورت اسوقت کے تمام اولیاء آپ کے قدموں کے نیچے تھے لیکن معلوم ہونا چاہئے کہ یہ حکم اس وقت کے ساتھ مخصوص ہے   پہلے یا   بعد کے اولیاء اس حکم سے خارج ہیں جیسے کہ شیخ حماد کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قدم ان کیوقت میں تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا نیز ایک غوث نے جو بغداد میں تھے اور حضرت شیخ عبدالقادر اور ابن سقا اور عبداللہ ان کی زیارت کے لئے گئے تھے بطریق فراست حضرت شیخ کے حق میفرمایا کہ میں تجھے بغداد میں منبر پر بیٹھا دیکھتا ہوں اور تو اپنی زبان سے کہہ رہا کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ تیرے وقت کے تمام اولیاء نے اپنی گردنیں تیرے احترام اور اعزاز میں جھکا دیں ہیں اس بزرگ کے کلام سے معلوم

ہوتا ہے کہ وہ حکم اسوقت کے اولیاء کیساتھ خاص ہے اسوقت بھی حق سبحانہ کسی کو چشم بینا عطا فرمائے تو وہ دیکھ سکتا ہے کہ جسطرح اس غوث نے دیکھا کہ اسوقت کے اولیاء کی گردنیں آپ کے قدم کے نیچے ہیں اور یہ حکم اسوقت کے اولیاء کے علاوہ کسی اور کیطرف تجاوز نہیں کرتا۔ پہلے اولیاء کرام میں یہ حکم کیسے جائز ہو جبکہ پہلے اولیاء میں صحابہ کرام بھی داخل ہیں جو حضرت شیخ سے یقیناً افضل ہیں اور کے بعد اولیاء میں بھی یہ حکم کیسے جاری ہو سکتا ہے کیونکہ کے بعد اولیاء میں حضرت امام مھدی بھی شامل ہیں جنکے تشریف لانے کی آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے بشارت دی ہے اور امت کو آپ کی بشارت سے نوازا ہے اور انہیں خلیفۃ اللہ فرمایا اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کیساتھی کہ حضرت عیسیٰ اولوالعزم سابقین انبیاء میں سے ہیں اور اس شریعت کی متابعت کے واسطہ سے اصحاب خاتم الرسل علیہم الصلوۃ والسلام کے ساتھ ملحق ہیں متاخرین کی بزرگی کے باعث ہی شاید آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا "کہ نہیں معلوم کہ اس امت کے پہلے بہتر ہیں یا پچھلے (ترمذی) مختصر یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر کی ولایت میں شان عظیم ہے اور بلند ترین درجہ حاصل ہے ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ کو لطیفہ کے راستے سے نقطہ آخر تک پہنچایا ہے اور اس دائرہ کے سرحلقہ ہوئے ہیں یہاں سے کوئی یہ وھم نہ کرے کہ جب شیخ قدسسرہ ولایت محمدیہ خاصہ کے سرحلقہ ہیں تو سب اولیاء سے افضل ہونگے کیونکہ ولایت محمدی تمام انبیاء کی ولایتوں سے اوپر ہے علی نبینا وعلیہم الصلوۃ اسلئے کہ ہم کہیں گے حضرت شیخ قدس سرہ اس ولایت محمدی کے سرحلقہ ہیں جو لطیفہ کے راستہ سے حاصل ہے۔ جیسے کہ پہلے گزرا نہ کہ مطلق ولایت محمدیہ کے سرحلقہ ہیں تاکہ افضلیت لازم آئے یا ہم یوں کہتے ہیں کہ ولایت محمدیہ کا سرحلقہ ہونا افضلیت کو مستلزم نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی دوسرا بطریق تبعیت و وراثت کمالات نبوۃ میں پیش قدم ہو اور ان کمالات کی وجہ سے افضلیت اسے حاصل ہو حضرت شیخ قدس سرہ کے مریدین کی ایک جماعت شیخ قدس سرہ کے حق میں بہت غلو کرتی ہے اور محبت میں حد سے بڑھ جاتی ہے۔ جسطرح حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم

کے محب (شیعہ) حد سے بڑھ گئے اس جماعت کی گفتگو کے اشارات سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حضرت شیخ کو پہلے اور بعد آنے والے تمام اولیاء سے افضل قرار دیتے ہیں اور انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات کے سواء کوئی دوسرا معلوم نہیں ہوتا جس کو حضرت شیخ سے افضل تسلیم کرتے ہوں یہ محبت میں افراط کیوجہ سے ہے اگر سوال کریں کہ جسقدر خوارق و کرامات حضرت شیخ قدس سرہ سے وجود میں آئے ہیں اور کسی ولی سے ظاہر نہیں ہوئے لہٰذا سب سے حضرت شیخ قدس سرہ ہی افضل ہونے چاہئے تو میں کہونگا کہ ظہور خوارق کی کثرت افضلیت پر دلالت نہیں کرتی ایسا ممکن ہے کہ کسی ولی سے ایک امر خارق بھی ظاہر نہ ہو۔اور اس ولی سے بہتر ہو جس سے بہت خوارق و کرامات کا ظہور ہوا ہو شیخ الشیوخ (شہاب الدین سہروردی) نے مشائخ کی کرامات و خوارق کے بعد فرمایا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطائیں ہیں کبھی اولیاء اللہ میں سے ایک گروہ کوان خوارق کا مکاشفہ کرایا جاتا ہے اور اسے عطا کی جاتی ہیں اور کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا کہ ان سب لوگوں سے اوپر وہ شخص ہوتا ہے جس سے ان میں سے کوئی بات بھی ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ یہ سب چیزیں تقویت یقین کے لئے ہیں اور جسے ویسے ہی یقین عطا کر دیا گیا ہو اسے ان میں سے کسی شئی کی ضرورت نہیں ہوتی تو یہ کرامات جو ہم نے ذکر کی ہیں دل میں ذکر الٰہی کے رسوخ اور ذکر ذات کے وجود سے کم درجہ ہیں۔ کثرت ظہور خوارق کو افضلیت کی دلیل بنانا بالکل ایسے ہے جسطرح کوئی شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کثرت فضائل و مناقب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر افضلیت کی دلیل بنائے کیونکہ جس قدر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فضائل و مناقب ظہور پذیر ہوئے ہیں حضرت صدیق اکبر سے نہیں ہوئے اے برادر عزیز اچھی طرح سن خوارق عادات دو قسم ہیں نوع اول علوم و معارف خداوند تعالیٰ جل سلطانہ ہیں کہ ذات و صفات اور افعال واجب تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اور نظر عقل کے دائرہ سے ورا ہیں۔ اور متعارف اور معتاد کے خلاف ہیں جن کے ساتھ اس نے اپنے خاص بندوں کو ہی ممتاز فرمایا ہے۔ اور دوسری قسم مخلوقات کی صورتوں کا کشف اور عالم سے تعلق رکھنے والے علوم غیبیہ کی خبریں دینا ہے۔ نوع اول اہل حق اور ارباب

معرفت کے ساتھ خاص ہے۔ اور نوع ثانی سچے اور جھوٹے دونوں طرح کے لوگوں کو شامل ہے اسلئے کہ اہل استدراج کو بھی نوع ثانی حاصل ہے۔ نوع اول خداجل وعلا کے ہاں بزرگی اور اعتبار رکھتی ہے کہ اسے اس نے اپنے اولیاء کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ اور دشمنوں کو اس میں شریک نہیں کیا اور نوع ثانی عام مخلوقات کے نزدیک معتبر ہے۔ اور ان کی نظروں میں معزز اور محترم ہے۔ یہ چیز اگر اہل استدراج سے ظہور پذیر ہو نزدیک ہے کہ عوام نادانی کے باعث انکی پرستش شروع کر دیں اور رطب ویا بس میں کہ وہ انہیں اسکے متعلق کہیں۔ انکے تابع اور فرمانبردار بن جائیں بلکہ یہ محجوب لوگ یعنی عوام نوع اول کو خوارق میں سے شمار نہیں کرتے کیونکہ انکے نزدیک خوارق قسم ثانی میں منحصر ہیں اور ان محجوبوں کے خیال میں کرامت مخلوقات کی صورتوں کے کشف اور ان کو غیبی چیزوں کی خبریں دینے کے ساتھ مخصوص ہے کتنے بے عقل ہیں۔ وہ علم جو حاضر و غائب مخلوقات کے حالات سے تعلق رکھتا ہے اسمیں کیا شرافت و کرامت ہے۔ بلکہ یہ علم تو اس لائق ہے کہ جہل سے تبدیل ہو جائے۔ تاکہ مخلوقات اور انکے حالات سے نسیان حاصل ہو۔ واجب تعالیٰ وتقدس کی معرفت ہی شرافت اور کرامت اوراعزاز احترام کے لائق ہے۔

پری نے رخ چھپا لیا اور دیو کرشمہ و ناز میں ہے
عقل حیرت سے جل گئی کہ یہ کیسی بوالعجبی ہے

واضح رہے کہ حضرت امام ربانی کے نزدیک یہ قول بوجہ بقیہ سکر ہی صادر ہوا ہے۔ اور جانب سکر ہی آپ کے خیال شریف میں راجح ہے جیساکہ دفتر سوم حصہ دوم ص ۱۴۵ کے مکتوب نمبر۱۲۱ سے واضح ہے جو کہ ملخصا صفحہ ۴۷ پر تحریر ہو چکا ہے۔ خیال رہے کہ یہ مکتوب شریف بھی مکتوبات میں سے بالکل آخری ایام کا ہے اس کے بعد صرف تین مکتوبات شریفہ تحریر ہوئے ہیں۔ محترم ناظرین کرام لسان القوم سید المکاشفین حضرت محی الدین ابن عربی و حضرت علی الخواص کی شہادات واقعیہ خارجیہ اور امام شعرانی (جنہیں اعلی حضرت اپنی کتب میں سیدی عارف باللہ امام عبدالوھاب شعرانی کہتے ہیں) اور شیخ شہاب الدین السہروردی جو حضرت شیخ ابوالنجیب کے تربیت یافتہ ہیں

اور گھر کے رازدان ہیں نیز اس محفل میں شامل ہونے والے ہیں (جنہوں نے اپنی رائے کو اپنی کتاب میں درج فرما کر اسے صاحب بھجۃ سے محفوظ فرما لیا) اور دیگر اولیائے عظام کے بیانات سنیہ سے مسئلہ کی حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے تاہم بعض توھمات کے دور کرنے کیلئے مزید بیان کی ضرورت ہے۔ یہ بات یاد رہے ایک فرد وقت جب اپنے علو کا اظہار کرتا ہے تو چونکہ اس زمانہ کے لوگوں سے واقع میں وہ افضل ہوتا ہے لہٰذا وہ اسکی بات تسلیم کرتے ہیں مگر اسوقت کے لوگوں کا ادب کرنا سر جھکانا اس کلمہ کو عجب و سکر و شطح وادلال سے نہیں نکال سکتا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی اپنی اس کلام میں محق تھے کہ اسوقت کے لوگوں سے آپ بلند مرتبہ تھے لیکن جمیع متقدمین و متاخرین کی صورت میں قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔

عرفاً صحابہ و ائمہ پر لفظ ولی کا اطلاق ہوتا ہے

نیز ثابت ہو گیا کہ بعض لوگوں کا یہ قول کہ عرفاً لفظ ولی میں صحابہ کرام و آئمہ عظام داخل نہیں ہیں اور لفظ ولی عرف میں غیر صحابہ و آئمہ پر بولا جاتا ہے درست نہیں۔ اگر ایسا کوئی عرف موجود ہوتا تو یقیناً حضرت مجدد الف ثانی اس سے بے خبر نہ ہوتے اور نفی عموم در ھر عصر پر ولایت صحابہ سے استدلال فرماتے ہوئے یہ نہ فرماتے "در اولیاء ماتقدم ایں حکم چگونہ مجوز بود کہ شامل اصحاب کرام است ص۔ ۱۰ ج۔ ۳۔" نیز ولایت و نبوت کے درمیان کوئی تیسرا مقام نہیں ہے جہاں ولایت کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔ البتہ دائرہ ولایت کے اندر مختلف مخصوص نام ضرور ہیں مثلاً صحابہ، تابعین تبع تابعین، شھداء آئمہ بدلاء ونجباء و نقباء صدیقین اقطاب اغواث افراد مگر یہ سب لفظ ولی وحیطہ ولایت میں داخل ہیں تو مقربین بارگاہ میں سے جس پر لفظ نبی کا اطلاق نہ ہو سکے گا اسپر لفظ ولی کا اطلاق ہو گا۔

صریح حوالہ

حضرت شیخ اکبر قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الخواص منھم الاکابر یقال

لہم رسل و انبیاء ومن نزل عنہم بقی علیہ اسم الولایۃ فتوحات شریفہ ص۔ ۱۴۔ ج۔ ۳

انہیں سے خواص اکابر کو رسل اور انبیاء کہا جائے گا اور جوان سے نیچے ہو گا اسپر ولایت کا نام باقی رہے گا تو جو بھی نبی نہ ہو گا اسپر لفظ ولی کا اطلاق ہو گا حضرت شیخ عبدالقادر خود فرماتے ہیں لان نہایۃ الولی بدایۃ النبی بہجۃ ص ۶۴ وکذا فی رسالہ قشیریہ ص ۱۱۸ و خیر المجالس ص ۱۲۰ ملفوظات حضرت شاہ نصیرالدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ۔ نیز فرمایا اول احوال الانبیاء غایت مراقی اقدام الاولیاء بہجۃ ص ۲۹

حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں اصل الطریق ان نہایات الاولیاء بدایات الانبیاء فتوحات مکیہ ص ۵۱ ج ۲۔

حضرت امام شعرانی فرماتے ہیں فہذا کتاب لخصت فیہ طبقات جماعۃ من الاولیاء الذین یقتدی بہم فی طریق اللہ عزوجل من الصحابۃ والتابعین الی آخر القرن التاسع الطبقات الکبری ص ۳ ج ۱

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کشف المحجوب میں فرماتے ہیں نہایت ولایت بدایت نبوت است ص ۱۷۷ بدایت رسول نہایت ولی بود ص ۱۷۸

نیز حضرت خواجہ سید نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کمال انبیاء کمال رسل سے کم ہے اور کمال اولیاء کمال انبیاء سے کم ہے۔ خیرالمجالس ص ۸۷

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں اور شیخ محقق شرح فتوح میں لکھتے ہیں فمنتھی امر الولی ابتداء امر النبی پس نہایت کا رولی ابتدائے کار نبی است ما بعد الولایت والبدلیت الا النبوۃ نیست بعداز درجات ولایت وبدلیت مگر مقام نبوت و چوں مراتب و درجات ولایت تمام گشت مقام نبوت آغاز شد۔ شرح فتوح الغیب ص ۳۱۵ پس ولی کے کام کی نہایت نبی کے کام کی ابتداء ہے ولایت وبدلیت کے درجات کے بعد نہیں مگر مقام نبوت جب مراتب و درجات ولایت تمام ہو

گئے تو مقام نبوت کا آغاز ہو گیا۔

حضرت داتا صاحب کشف المحجوب ص ۵۳ پر لکھتے ہیں منهم شمع آل محمد و از جمله علائق مجرد و سید زمانه خود ابوعبداللّٰہ الحسین ابن علی ابن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما از محتشمان اولیاء بود و قبله اہل بلا وقتیل کربلا ان میں سے شمع آل محمد جملہ علائق سے مجرد سید زمانہ خود ابوعبداللہ حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہما ہیں۔ آپ معزز اولیاء میں سے تھے قبلہ اہل بلا اور قتیل کربلا فتوحات مکیہ ص ۵۷۱ ج ۲ میں ہے ومن الاولیاء اثنان وهما الحسن والحسین سبطا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و آله وسلم اور اولیاء میں سے دو حسن اور حسین رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و آله وسلم کے سبطین کریمین حضرت ابن عربی فرماتے ہیں ولم یحکم احد من الاولیاء ولا قام فیه مثل هذا المقام مثل ابی بکر الصدیق الا من لا اعرفه فانه رضی اللّٰہ تعالٰی عنه ما ظهر قط علیه مما کان علیه فی باطنه من المعرفة شیئی لقوته الا یوم مات رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و آله وسلم و ذہلت الجماعت ص ۱۴ ج ۳ اولیاء میں سے کوئی بھی ابوبکر کی طرح اس مقام میں قائم نہ ہوا اور نہ اسے محکم کیا۔ مگر وہ جسے میں نہ جانتا ہوں آپ کی قوت کیوجہ سے آپکی باطنی معرفت کبھی ظاہر نہ ہوئی مگر جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی حالانکہ صحابہ کی جماعت کو ذہول ہو گیا امام ابوالقاسم القشیری متوفی ۴۶۵ ھ رسالہ قشیریہ میں "کیا ولی کو اپنی ولایت کا علم ہونا جائز ہے" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ العشرة من الصحابة صدقوا الرسول صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و آله وسلم فیما اخبرهم به انهم من اهل الجنة صحابہ میں سے دس حضرات نے اس چیز میں رسول پاک کی تصدیق کی جسکی آپ نے ان کو خبر دی کہ وہ اہل جنت ہیں شیخ الاسلام زکریا الانصاری اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

فقد علموا بذلک انهم من اولیاء اللّٰہ واجمعت الامۃ علی فضلھم آگے فرماتے ہیں فامارتبۃ الاولیاء فلا تبلغ رتبۃ الانبیاء علیھم السلام تو لازمی طور پر انہیں اس خوشخبری سے یقین حاصل ہو گیا کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور امت ان کی فضیلت پر مجتمع و متفق ہے بہر حال اولیاء کا رتبہ انبیا کے رتبہ کو نہیں پہنچتا تمام اولیاء کرام نے ولی سے اوپر نبی کو اور درجہ ولایت کے اوپر درجہ نبوت کا ذکر فرمایا ہے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کشف المحجوب کے ص ۳۰۳ پر ایک حدیث شریف درج کرتے ہیں اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الاولیاء ثم الامثل فالامثل

سب سے زیادہ سخت آزمائش اور مصیبت انبیاء پر آئی ہے ان کے بعد اولیاء پر پھر درجہ بدرجہ ص ۱۷۷ پر عنوان قائم فرماتے ہیں۔ الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء اولیاء پر انبیاء کی فضیلت میں کلام ص ۱۴۲ پر فرماتے ہیں فالمعجزۃ تختص للانبیاء والکرامات یکون للاولیاء معجزہ انبیاء کے لئے خاص ہے اور کرامات اولیاء کیلئے ہوتی ہیں۔ نیز کرامات اولیاء و اثبات ولایت کے عنوان کے تحت حضرت عمرو دیگر صحابہ کی کرامات تحریر فرمائی ہیں نیز کشف المحجوب ص ۳۹۸ پر لکھتے ہیں انبیاء کے بعد اولیاء کرام کو بھی ایک درجہ خوارق عادات امور کا عطا ہوا اور اس کا نام کرامت رکھا گیا۔ کشف المحجوب ص ۱۴۰۔ پر فرماتے ہیں کرامت بغیر تصدیق صاحب معجزہ نہیں ہوتی اور وہ امتی سے ظہور پذیر ہوتی ہے کشف المحجوب ص ۱۶۳ میں ہے شرط معجزہ اظہار است و کرامت کتمان معجزہ کی شرط اظہار ہے اور کرامت کی کتمان (اخفاء) ص ۱۷۷ پر فرماتے ہیں جملہ انبیاء اولیاء باشند اماز اولیاء کسے نبی نباشد۔ جملہ انبیاء اولیاء ہوتے ہیں مگر اولیاء میں سے کوئی شخص نبی نہیں ہوتا۔ اپنے زمانہ کے غوث اعظم سید نا شاہ سلیمان تونسوی کے ملفوظات کے ص ۸۴ میں ہے می فرمودند کہ آدمی انبیاء و اولیاء اند۔ آپ فرماتے ہیں کہ آدمی تو انبیاء اور اولیاء ہیں۔ ملفوظات حضرت تونسوی کے ص ۳۶ میں ہے کہ اگر دنیا بہتر بودے اورا انبیاء و اولیاء قبول می کردندے و حال آں کہ ہیچ نبی و ولی اورا قبول نکردہ۔ فرماتے اگر دنیا بہتر ہوتی تو

اسے انبیاء و اولیاء قبول فرماتے حالانکہ کسی نبی اور ولی نے اسے قبول نہیں کیا ملفوظات کے ص ۱۴۸ پر فرماتے ہیں اماکرامت آنست کہ اولیاء راباشد آنچہ از ایشان بظہور آید کرامت است۔ بہر حال کرامت وہ ہے جو اولیاء سے ظہور پذیر ہوتی ہے جو کچھ ان سے ظاہر ہو کرامت ہے۔ پیر صاحب گولڑہ شریف سیف چشتیائی ص ۱۸ پر یہ قاعدہ تحریر فرماتے ہیں۔ الولی لا یبلغ درجة النبی۔ تاج الاسلام امام ابوبکر الکلاباذی م ۳۸۰ھ اپنی تصنیف لطیف موضوع تصوف پر معتمد ترین و قدیم ترین کتاب التعرف لمذهب اهل التصوف ص ۷۲ مطبوعہ مصر کے الباب السادس و العشرون میں قولهم فی کرامات الاولیاء کے تحت لکھتے ہیں وجواز ذلک فی عصر النبی وغیر عصره واحد (الی) وقد کان بعد النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه و آله وسلم لعمر بن الخطاب حین نادی سارية قال لسارية یا سارية ابن حصن الجبل الجبل۔ وعمر بالمدینة علی المنبر و سارية فی وجه العدو علی مسیرة شهر۔ جواز کرامت زمانہ پیغمبر وغیر زمانہ پیغمبر میں برابر ہے (تا) نبی پاک ﷺ کے بعد حضرت عمر سے کرامت کا ظہور ہوا جب آپ نے ساریہ کو ندا کی آپ نے ساریہ کو فرمایا اے ساریہ ابن حصن پہاڑ کو لازم پکڑو پہاڑ کو لازم پکڑو حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ مدینہ پاک میں منبر شریف پر تھے اور ساریہ ایک ماہ کی مسافت پر دشمن کے سامنے التعرف ص ۷۳ میں ہے۔ فالذی للانبیاء معجزات و للاولیاء کرامات انبیاء کیلئے معجزات ہیں اور اولیاء کیلئے کرامات التعرف ص ۷۴ میں ہے لان الاولیاء قد یخشٰی علیهم الفتنة مع عدم العصمت والانبیاء لایخشی علیهم الفتنة بها لانهم معصومون۔ اسلئے کہ عدم عصمت کیوجہ سے اولیاء پر فتنہ کا خدشہ ہے اور انبیاء پر عصمت کی بناء پر فتنہ کا خدشہ نہیں یہاں سے روز روشن کیطرح واضح ہو گیا کہ جو لوگ معصوم ہیں وہ انبیاء ہیں اور جو معصوم نہیں وہ اولیاء ہیں۔ التعرف ص ۷۵ میں ہے وهو مع هذا لیس بمعصوم من صغیرة ولا کبیرة فان وقع فی احدهما قارنه التوبة

الخالصة والنبی معصوم۔ اور ولی مع ہذا صغیرہ وکبیرہ سے معصوم نہیں پس اگران دونوں میں سے کسی ایک میں واقع ہو گیا تو اسکے ساتھ توبہ خالصہ کی مقارنت ہو گی نیزفرماتے ہیں وزوال خوف العاقبة لیس بممتنع بل هو جائز یعنی ولی سے خوف عاقبت کا زوال ممنوع نہیں بلکہ جائز ہے۔ اور اس دعوی کی دلیل یہ پیش فرمائی و قداخبر النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وآله وسلم اصحابه بانهم من اهل الجنة وشهد للعشرة بالجنة التعرف ص ۷۵ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو خبردی کہ وہ اہل جنت سے ہیں۔ اور دس صحابہ کو بیک وقت جنت کی خوشخبری دی۔ امام اجل ابوابراہیم بن اسماعیل المستملی البخاری اسپر تبصرہ فرماتے ہوئے شرح تعرف ص ۲۷ ج ۳ طبع نول کشور لکھنؤ میں رقمطراز ہیں و گواہی پیغمبر لامحالہ راست باشد و برایشان واجب است بایں گواهی ایمان آور دن و چوں گرویدند ایمان آور دند واز خوف عاقبت ایمن گشتند وبایں همه از جملہ اولیاء بودند۔ پیغمبر کی گواہی لا محالہ سچی ہے۔ اور ان پر لازم و واجب ہے کہ اس گواهی پر ایمان لائیں تو چونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے گرویدہ تھے تو لازمی طور پر ایمان لائے۔ اور خوف عاقبت سے مامون و محفوظ ہو گئے۔ اور اسکے باوجود جملہ اولیاء میں سے تھے امام ابوالقاسم القشیری اپنے معروف و مقبول رسالہ القشیریہ میں باب کرامات الاولیاء کے تحت صحابہ کی کرامات کا ذکر فرماتے ہیں۔ نیز فرمایا وقد ظهر علی السلف من الصحابة والتابعین ثم علی من بعدهم من الکرامات مابلغ حد الاستفاده ص ۱۶۲ سلف صالحین صحابہ و تابعین اور بعد کے اولیاء سے کرامات کا اسقدر ظہور ھوا ہے جو حد شہرت تک پہنچا ہے۔ یہاں سے شمس و امس کیطرح روشن ہے کہ جس سیکرامت کا ظہور ہوتا ہے وہ ولی ہے اور جس سے معجزہ ظاھر ہوتا ہے وہ نبی ہے کرامت و معجزہ کے مابین کوئی اور چیز حائل نہیں ہے۔ صحابہ کرام سے جو خوارق عادات ظاھر ہوتے ہیں وہ بھی کرامت ہے۔ لہٰذا صحابہ کرام بھی اولیاء میں شامل ہیں۔ خود ان پر عرفا لفظ ولی کا اطلاق ہو گا۔ اور ان سے ظاھر ہونے والے خارق عادت امر پر لفظ کرامت کا اطلاق ہو گا۔ التعرف ص ۱۵۹ میں لکھتے ہیں معجزہ کی شرائط میں سے

دعوی نبوۃ ہے والولی لا یدعی النبوۃ ولی نبوت کا دعوی نہیں کرتا تو مقربین میں سے جو بھی مدعی نبوت نہ ہوگا وہ ولی ہو گا انتخاب مناقب سلیمانیہ اشاعت گولڑہ ص ۷۷ میں ہے۔

بے نیازی گر بخواہد آں الہ انبیاء و اولیاء رانیست راہ

اگر اللہ تعالٰی بے نیازی فرمائے تو انبیاء و اولیاء کیلئے کوئی راہ نہیں ہے۔ شرح مواقف ص ۶۷۵ میں ہے یمتاز الکرامت عن المعجزۃ بانھا مع دعوی الولایۃ کرامت معجزہ سے یوں ممتاز ہے کہ کرامت کے ساتھ دعوی ولایت ہے۔ حضرت مولا علی کے ذکر شریف کے بعد لکھتے ہیں والا جماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء شرح مواقف ص ۷۴۳۔ سلطان الاولیاء و المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں اما کرامت آنست کہ اولیاء راباشد کرامت وہ ہے جو اولیاء کیلئے ہو فوائد الفواد ص ۱۱۷ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی خود فتوح الغیب میں فرماتے ہیں واعمال الانبیاء والاولیاء بعد اداء الاوامر و انتہاء النواھی الصبر والرضاء والموافقت فی حالت البلاء وکارہائے پیغمبراں و دیگر دوستان خدا کہ پیروان ایشان اند پس از گزاردن و بجا آوردن فرمود ہائے خدا و باز آمدن از نافرمود ھائے وے سبحانہ صبر کردن و راضی بودن و موافقت نمودن است درحالت بلا و آزمائش خدا فتوح و شرح فتوح از شیخ محقق دہلوی ص ۳۸۳ اور انبیاء اور خدا کے دوسرے دوستوں کا کام جو انبیاء کے پیروکار ہیں۔ خدا کے احکام بجالانے اور نا فرمانیوں سے باز آنے کے بعد صبر کرنا اور حالت بلاء و آزمائش میں راضی رہنا ہے۔ فوائد الفواد شریف ملفوظات حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے ص ۱۱۷ میں ہے معجزہ ازاں انبیاء است کہ ایشاں راعلم کامل و عمل کامل باشد و ایشاں صاحب وحی اند آنچہ ایشاں اظہار کنند آں معجزہ باشد اما کرامت آنست کہ اولیاء راباشد ایشاں را نیز علم کامل و عمل کامل باشد فرق ہمیں است کہ ایشاں مغلوب باشند آنچہ از ایشاں در ظہور آید آں کرامت باشد۔ معجزہ انبیاء سے ہے کہ انکا علم و عمل کامل ہوتا ہے۔ اور یہ صاحب وحی ہیں جو کچھ یہ ظاہر کریں گے معجزہ ہو گا۔ بحر حال کرامت وہ

ہے جو اولیاء کیلئے ہوتی ہے ان کا بھی علم و عمل کامل ہوتا ہے۔ فرق یہی ہے کہ یہ مغلوب (الحال) ہوتے ہیں۔ جو کچھ ان سے ظہور میں آئے گا کرامت ہو گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جو کچھ صحابہ سے ظاہر ہوتا ہے اسے کیا کہا جائے گا۔ اگر اسے بھی کرامت ہی کہا جائے گا اور یقیناً ایسا ہی ہے تو صحابہ کرام بھی اولیاء ہیں۔ فوائد الفواد ص ۱۶۰ میں ہے لیکن انبیاء واجب العصمت اندواولیاء جائز العصمت لیکن انبیاء واجب العصمت ہیں اور اولیاء جائز العصمت ہیں ص ۲۴۶ میں ہے فرمود آری انبیاء معصوم اندو اولیاء محفوظ فرمایا ہاں انبیاء معصوم ہیں اور اولیاء محفوظ۔ فرمایئے کیا صحابہ کرام بھی محفوظ ہیں یا معصوم۔ یقیناً صحابہ بھی جائز العصمت اور محفوظ ہیں نہ کہ معصوم لہٰذا یہ بھی اولیاء ہیں حضرت ابن عربی ارشاد فرماتے ہیں۔ فالرسل منهم معصومون فی خلافهم والاولیاء محفوظون فی خلافهم فللرسل التشریع و للاولیاء الانفعال فتوحات ص ۱۸۳ ج ۴ شریعت جاری کرنا رسل کرام کا کام ہے اور قبول کرنا اولیاء کا کام بتایئے کیا صحابہ نے بھی شریعت قبول کی یا نہ؟ لسان القوم حضرت محی الدین ابن عربی مومن کی اقسام بیان فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں فالمومن منه طائع وعاص وولی و نبی ورسول فتوحات مکیہ ص ۲۴۲ ج ۱ یعنی مومن کی پانچ اقسام ہیں طائع (فرمانبردار) عاصی (نافرمان) ولی اور نبی اور رسول اب صحابہ کو تلاش کرو وہ کہاں گئے اہل جنت کے اقسام بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ثم اعلم ان اهل الجنة اربعة اصناف الرسل و هم الانبیاء والاولیاء و هم اتباع الرسل علی بصیرة وبینة من ربهم والمؤمنون وهم المصدقون بهم والعلماء بتوحید اللّٰه انه لا اله الا هو من حیث الادلة العقلیة فتوحات ص ۳۱۹ ج ۱۔ پھر جان لے اہل جنت کے چار اقسام ہیں۔ رسل و انبیاء و اولیاء اور یہ وہ لوگ ہیں جو بصیرت اور بینہ کے ساتھ رسل کرام کے پیروکار ہیں۔ اور مومن اور یہ وہ ہیں جو انکی تصدیق کرنے والے ہیں۔ علیہم السلام اور دلائل عقلیہ کے اعتبار سے اللہ کی توحید کے علماء کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی مزید فرماتے ہیں۔ وهولاء الاربع الطوائف یتمیزون فی

جنت عدن عند روية الحق فی الکثیب الابیض وھم فیه علی اربعة مقامات طائفة منھم اصحاب منابر وھی الطبقة العلیا الرسل و الانبیاء و الطائفة الثانیة ھم الاولیاء ورثة الانبیاء قولا وعملا وحالا وھم علی بینة من ربھم وھم اصحاب الاسرة والعرش والطبقة الثالثة العلماء باللّٰہ من طریق النظر البرھانی العقلی وھم اصحاب الکراسی والطبقة الرابعة وھم المومنون المقلدون فی توحیدھم ولھم المراتب فتوحات ص ۳۲۰ ج ا یہ چار گروہ جنت عدن میں کثیب ابیض کے اندر رویت حق کے وقت ایک دوسرے سے متمیز ہونگے اور وہ وہاں چار مقامات پر ہونگے۔ ایک جماعت اصحاب منابر ہو گی۔ یہ سب سے بلند مرتبہ طبقہ انبیاء ورسل کا ہے دوسرا طبقہ اولیاء ہیں جو کہ انبیاء کے قول عمل اور حال میں وارث ہیں۔ یہ اپنے رب کیطرف سے بینة پر ہیں۔ یہ حضرات اصحاب اسرہ و عرش ہیں۔ تیسرا طبقہ بطریق نظر و فکر برھان عقلی کے ساتھ اللہ کا علم رکھنے والا طبقہ ہے یہ اصحاب کراسی ہیں۔ چوتھا طبقہ وہ مومن ہیں جو مقلد فی التوحید ہیں اور انکے بھی مختلف مراتب ہیں۔ ایک اور مقام میں اللہ کے برگزیدہ اور چنیدہ لوگوں کا ذکر فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ فاختار من النوع الانسانی المومنین و اختار من المومنین الاولیاء واختار من الاولیاء الانبیاء واختار من الانبیاالرسل فتوحات ص ۲۶۵ ج ا اللہ عزوجل نے نوع انسانی میں سے مومنین کو مومنین میں سے اولیاء کو اولیاء میں سے انبیاء کو انبیاء میں سے رسل کو اپنا برگزیدہ و چنیدہ بنایا۔ غور فرمایئے اللہ کے عباد مختار و مجتبی میں صحابہ کرام کس مقام پر ہیں کیا وہ بھی اتباع رسل بصیرت و بینہ ہیں یا نہیں؟ نیز اولیاء میں سے اللہ تعالیٰ نے انبیاء منتخب فرمائے ہیں۔ تو صحابہ کرام کس درجہ میں کھڑے ہیں۔ نیز محرر ہیں۔ الاان البیت ھوالدین الا ان ارکانه ھی الرسالة والنبوة والولایة والایمان ۔خبردار بلا شبہ بیت سے مراد دین ہے بلا شبہ اسکے ارکان رسالت نبوت ولایت اور ایمان ہیں فتوحات ص ۵ ج ۲ پر لکھتے ہیں۔

المراتب اربع التی تعطی السعادة للانسان ھی الایمان و الولایة والنبوة والرسالة چار مراتب ہیں جو انسان کو سعادت دیتے ہیں ایمان ولایت نبوت اور رسالت صاف ظاہر ہے کہ صحابیت کوئی الگ مرتبہ نہیں بلکہ دائرہ و مرتبہ ولایت میں ہی داخل و شامل ہے۔ مزید فرمایا۔ فاعلم ان اللّٰہ تعالٰی لما خلق الخلق خلقھم اصنافا وجعل فی کل صنف خیارا واختار من الخیار خواص وھم المومنون واختار من المومنین خواص وھم الاولیاء واختار من ھولاء الخواص خلاصة وھم الانبیاء فتوحات ص ۴۷ ج ۲۔ پس جان لے اللہ تعالٰی نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو انکی کئی اقسام بنائیں ھر صنف میں چنیدہ لوگ بنائے اور ان برگزیدہ لوگوں میں سے خواص چنے اور یہ خواص مومنین ہیں۔ اور مومنین میں سے خواص منتخب فرمائے اور یہ اولیاء ہیں اور ان خواص میں سے خلاصہ و زبدہ کا انتخاب فرمایا اور وہ انبیاء ہیں۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

فالمرتبة الاولی ایمان والثانیة ولایة والثالثة نبوة والرابعة رسالة پہلا مرتبہ ایمان دوسرا ولایت اور تیسرا نبوت اور چوتھا رسالت ہے ص ۵۷۳ ج ۲ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں ہمارے شیخ ابو محمد عبداللہ الشکار یہ ان لوگوں میں سے سب سے بڑے تھے جن سے میری راہِ خدا میں ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا یا اخی الرجال اربعة (الی) فاراد بالرجال الاربعة حصر المراتب لانه ماثم الارسول و نبی وولی ومومن و ماعداھولاء الاربعة فلا اعتبار لھم فتوحات مکیہ ص ۹ ج ۱۳ے میرے بھائی رجال اللہ چار ہیں (تا) پس رجال اربع کے ذکر سے آپ نے حصر مراتب کاارادہ فرمایا اسلئے کہ یہاں صرف رسول نبی ولی اور مومن ہے۔ اور ان چار کے ماسوا کا کوئی اعتبار نہیں یعنی ان چار کے ماسوا غیر معتبر وغیر معتد لوگ ہیں جو مقام قرب میں کسی شمار و قطار میں نہیں آتے۔

فرمایئے صحابہ بھی کسی معتبر و معتد حصے میں ہیں یا نہیں؟ ہیں تو کس حصہ میں ہیں اسکی نشاندہی فرمایئے؟ علامہ اسماعیل حقی روح البیان ص ۵۹ ج ۴ میں فرماتے ہیں

وللاولياء فی شان التبتل والتنزه درجات متفاوتة حسب تفاوت درجات استعداد اتهم اقصاها ما انتهی الیه همم الانبیاء علیهم السلام جمعوا بین ریاستی النبوة والولایة۔ اولیاء اللہ کے بحسب استعدادات شان تبتل و تنزہ میں درجات مختلفہ ہیں۔ اقصیٰ وہ ہیں جن تک فقط انبیاء کی رسائی ہے انہوں نے نبوت ولایت کی دونوں ریاستیں جمع کر لیں۔ حافظ امام ابونعیم الاصبہانی متوفی ۴۳۰ ھ اپنی تصنیف لطیف حلیۃ الاولیاء کے ص ۶۱ پر تحریر فرماتے ہیں علی ابن ابی طالب نور المطیعین وولی المتقین و امام العادلین ص۔ ۶۶ ۔ ۶۷ پر حدیث بیان فرمائی کہ انس بن مالک فرماتے ہیں مجھے نبی ﷺ نے ابی برزہ الاسلمی کی طرف بھیجا تو میں سن رہا تھا کہ آپ نے فرمایا یا ابا برزة ان رب العالمین عهدالی عهدافی علی ابن ابی طالب فقال انه رایة الهدی ومینار الایمان و امام اولیائی و نور جمیع من اطاعنی کہ اللہ رب العالمین نے میرے ساتھ علی ابن ابی طالب کے بارے ایک عہد کیا ہے پس فرمایا بلاشبہ وہ ہدایت کا جھنڈا ایمان کا مینار میرے اولیاء کا امام اور اطاعت گزاروں کا نور ہے۔ الامام الزاهد ابوعبدالرحمن السلمی طبقات الصوفیه ص ۳ پر لکھتے ہیں واتبع الانبیاء علیهم السلام بالاولیاء یخلفونهم فی سننهم ویحملون امتهم علی طریقهم۔ اللہ رب العزت نے اولیاء کرام کو انبیاء کے اتباع بنایا کہ یہ ان کی راہوں میں ان کے خلف ثابت ہوں اور انکی امتوں کو انکے طریق پر چلائیں ص ۵ پر فرماتے ہیں ذکرت فی کتاب الزهد من الصحابة والتابعین وتابع التابعین قرنا فقرنا وطبقة فطبقة الی ان بلغة النوبة الی ارباب الاحوال والمتکلمین علی لسان التفرید وحقائق التوحید واستعمال طرق التجرید فاحببت ان اجمع فی سیر متاخرے الاولیاء کتابا اسمیه طبقات الصوفیه

میں نے کتاب الزہد میں صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کا قرنا فقرنا طبقة

فطبقة ذکر کیا یہاں تک کہ نوبت ارباب احوال اور لسان تفرید اور حقائق توحید کے ساتھ تکلم اور طریق تجرید استعمال کرنے والوں تک پہنچی تو میں نے چاہا کہ متاخرین اولیاء کی سیر میں ایک کتاب جمع کروں جسکا نام طبقات الصوفیہ رکھدوں۔ اس عبارت سے صاف ظاھر ہے کہ صحابہ تابعین تبع تابعین اولیائے متقدمین ہیں۔

عرفا صحابہ و آئمہ پر لفظ ولی کا اطلاق ہوتا ہے
ایک صریح نص اور فیصلہ کن حوالہ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قادری قدس سرہ اپنی مایہ ناز تصنیف الفتوحات المکیہ ص ۵۶۹ ج ۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔

بل اختص اللّٰہ کل واحد باستعداد وھناک تتمیز الطوائف والا تباع من غیر الاتباع والانبیاء من الرسل والرسل من الاتباع المسمین فی العرف اولیاء بلکہ ہر ایک خصوصی استعداد کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔ اور یہیں سے تمام جماعتیں (ایک دوسری سے) متمیز ہوتی ہیں۔ اتباع غیر اتباع سے انبیاء رسل سے اور رسل اتباع سے جن اتباع (پیروکاروں) کا نام عرف میں اولیاء ہے۔

لوجی عرف عرف کا بڑا شور سنتے تھے حضرت ابن عربی قادری علیہ الرحمتہ نے عرف کے بارے صاف و صریح فیصلہ صادر فرما دیا کہ عرف میں انبیاء و رسل کے جملہ اتباع(پیروی کرنے والوں) کا نام اولیاء ہے۔

۔ بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

حضرت شیخ عطار نے تذکرۃ الاولیاء تحریر فرمائی تو ابتداء ذکر ائمہ سے کی حضرت امام حافظ ابو نعیم الاصفہانی نے حلیۃ الاولیاء لکھی تو ابتدا ذکر صحابہ سے کی جلد اول میں صرف صحابہ ہی کے مناقب مذکور ہیں۔ آپ فرماتے ہیں قد روینا بعض مناقب الاولیاء و مراتب الاصفیاء حلیۃ ص ۱۷ ج ۱ ہم نے اولیاء و اصفیاء کے بعض مناقب و مراتب بیان کئے ہیں مگر یتامی فی العلم کو عرف ابھی

تک معلوم نہ ہو سکا ان لوگوں پر افسوس کہ درس نظامی کی بالکل ابتدائی کتب بھی انکے زیر نظر نہیں ہیں بدائع منظوم مصنفہ علی رضا بغدادی قادری علیہ الرحمتہ کے ص ۴ پر ہے۔

بعد ازاں حامل لواء نبی شاہ مرداں حق علی ولی

پندنامہ شیخ عطار علیہ الرحمتہ میں ہے۔

آنکہ آمد نہ فلک معراج او انبیاء و اولیاء محتاج او

آگے فرماتے ہیں

صاحبش بودند عثمان و علی بہر آں گشتند در عالم ولی

متعصب غالیو بتاؤ کہاں ہے تمہارا عرف قبیح و شنیع جس نے صحابہ کرام و ائمہ عظام کو اسم ولی سے محروم کر دیا ہے۔

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ثم ارحم اسد اللّٰہ علیا و ولیا فمن العلم جلیا ومن القرب کمالا

جب کرامات اولیاء کے تحت تمام کتب عقائد و تصوف و حدیث میں کرامات اصحاب کا ہی ذکر موجود ہے تو ثابت ہوا کہ نبی سے نیچے سب ولی ہیں لہٰذا صحابہ کرام بھی ولی ہیں اور کوئی ایسا عرف موجود ہے اور نہ قابل قبول جو صحابہ کی قدسی جماعت اور الا ان اولیاء اللّٰہ کے مخاطبین اولین اور مقربین کاملین کو اعزاز و اطلاق لفظ ولی سے خارج کر دے اعلیحضرت تجلی الیقین ص ۴۶ پر لکھتے ہیں افضل الاولیاء الاولین و الآخرین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یقیناً اولیاء اولین میں صحابہ بھی شامل و مراد ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ سے بھی افضل ہیں اور یہی اعلیحضرت کا مقصد ہے اعلیحضرت غایۃ التحقیق کے ص ۲۱ پر سبع سنابل شریف کے حوالہ سے لکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق از روئے حدیث بعد از انبیاء تمام اولیاء سے افضل ہیں۔ یہاں بھی لفظ اولیاء میں صحابہ شامل ہیں اور بعد الانبیاء اسپر نص صریح ہے تو معلوم ہوا کہ لفظ ولی کا صحابہ پر اطلاق عرف میں اب بھی جاری و ساری ہے۔

مقابیس المجالس ملفوظات حضرت قطب وقت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ص ۹۳۰ میں حضرت نے حدیث شریف من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تشریح فرماتے ہوئے فرمایا

وجہ سوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مومنین کے سردار ہیں حتی کہ آپ سید الانبیاء و المرسلین ہیں۔ اگر حدیث کے معنی یہ لئے جائیں کہ جس کا میں سردار ہوں اسکا علی بھی سردار ہے تو حضرت علی کی تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت اور ترجیح ثابت ہوتی ہے اور یہ عقلا و نقلا صریحی باطل ہے کیونکہ ولی ھرگز نبی کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا چہ جائیکہ ولی نبی سے افضل ہو۔ یہ بات متفق علیہ ہے کہ صحابہ کرام اگرچہ مکمل واکمل ہیں پھر بھی اولیاء اللہ ہیں۔ اعلیحضرت مولانا احمد رضا لکھتے ہیں۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلی ہمار نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہاں بھی لفظ اولیاء میں صحابہ داخل ہیں ورنہ آپ یہ لکھتے کہ خلق سے اولیاء اولیاء سے صحابہ اولیاء سے صحابہ اولیاء سے رسل نہ لکھتے۔ نیز اولیاء کرام کا مشہور و معروف و معمول وظیفہ دعائے حیدری میں ہے۔ یا اسد اللّٰہ یا ولی اللّٰہ نیز نادعلیا مظھر العجائب تجدہ عونا لک فی النوائب کل ھم وغم سینجلی بنبوتک یا رسول اللّٰہ و بولایتک یا علی یا علی یا علی نیز علی ولی اللّٰہ ایک مسلم و معروف بات ہے تو ثابت ہوا کہ یہ دعوی کہ۔

لفظ ولی کا اطلاق عرفا صحابہ پر نہیں ہوتا دعوی بلا دلیل ہے عوارف المعارف شریف میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا ہی ذکر ہے۔

نیز حضرت مجدد نے اپنے اس مکتوب میں بھی تنصیص و تصریح فرما دی ہے کہ عوارف المعارف شریف میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہی قول کا ذکر ہے آپ فرماتے ہیں۔ صاحب عوارف کہ مرید و مربائے شیخ ابوالنجیب سہروردی است کہ از محرمان و مصاحبان حضرت شیخ عبدالقادر بودہ است ایں کلمہ را از آں کلمات ساختہ کہ مشعر عجب اند کہ از مشائخ دربدایت احوال بواسطہ بقایائے سکر یافتہ اند بعض

نے "فی ابتداء امر اھم" سے استدلال کرتے ہوئے اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی حالانکہ یہاں امر سے مراد امر فنا و غلبہ حال ہے نہ کہ مجاھدہ و ریاضت۔ مجاھدہ اور چیز ہے اور غلبہ حال و مقام فنا اور چیز ہے وشتان بینھما۔ راہ خدا میں مجاھدہ و ریاضت کے بعد غلبہ سلطان حال و کیفیت فناء تام حاصل ہوتی ہے۔ تو غلبہ حال و فنا تام کی ابتداء میں مشائخ کبار سے ایسے کلمات صادر ہو جاتے ہیں اور جن مشائخ کبار پر شطحیات کا غلبہ ہوتا ہے ان سے مسلسل سر زد ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ مقام عبدیت کی طرف منتقل نہ ہوجائیں۔ البتہ حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آخری انفاس میں مقام عبدیت محضہ کیطرف منتقل ہوئے کما سبق۔ حضرت شیخ شہاب الدین سھروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لفظ حتی کے بعد مشائخ کبار کی بات کی ہے نہ کہ مبتدی لوگوں کی آپ فرماتے ہیں حتی لقد نقل عن جمع من الکبار اور حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اکابر مشائخ میں شامل ہیں۔ بعض نے لفظ کل کی بجائے لفظ جمع کے باعث اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اہل علم کو معلوم ہے کہ روایت دو طرح سے کی جاتی ہے روایت باللفظ اور روایت بالمعنی حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بالمعنی فرمائی ہے اور ایسا کرنا شائع ذائع ہے ھذا۔

عموم در ھر عصر ٹوٹ گیا

خیال رہے کہ بقول شما کلام زیر بحث میں لفظ کل احصائے افراد کیلئے ہے تو اگر لفظ ولی کا ایک فرد بھی اس حکم سے خارج ہو گیا تو کلیہ و عموم ٹوٹ جائیگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظ ولی میں کونسے حضرات داخل ہیں۔ (۱) صحابہ کرام' (۲) ائمہ اثناعشر (۳) حضرت اویس قرنی (۴) امام الاولیاء امام حسن البصری (۵) سراج الامت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ (۶) حضرت سیدہ مریم (۷) وہ مومن جو آخر زمانہ میں حضرت سیدنا عیسی علیہ السلام کی معیت و صحبت میں ہونگے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی ہونے کے بسبب آپکے رنگ میں رنگین ہونگے

صحابہ کرام اور ائمہ عظام کی افضلیت

صحابہ کرام اور ائمہ عظام کی افضلیت میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔ صحابہ رسول وہ ہیں جن کے بارے قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے الزمهم كلمة التقوى وكانو احق بها و اهلها۔ نیز ارشاد ربانی ہے اولئك اعظم درجة نیز فرمایا وآخرين منهم لما يلحقو ابهم وغير ذلك من الآيات الكريمة حدیث پاک میں ہے ولوان احدكم انفق مثل احد ذهبا مابلغ مداحدهم ولا نصيفه اگر تم سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے ایک مد کو نہ پہنچے گا اور نہ اسکے نصف کو ایک اور حدیث شریف ملاحظہ کیجئے اكرموا اصحابى فانهم خياركم میرے صحابہ کا اکرام و احترام کرو بلا شبہ وہ تم (سب) سے بہتر ہیں۔ ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے مشکوۃ شریف کے ص ۳۲ پر اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی توضیح اشعۃ اللمعات کے ص ۱۴۸ ج ۱ پر دیکھئے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں اولئك اصحاب محمد صلى الله تعالىٰ عليه و آله وسلم كانوا افضل هذه الامة۔ آں مردھا یاران محمد اند کہ فاضل تر از ہر کہ جز ایشاں است دراین امت و"ابرها قلوبا"و نیک ترین امت از روئے دلها و اعمقها علما و دورا اندیشاں تر از روئے علم و اقلها تكلفا و کم تر از روئے تکلف و تصنع و ریاء و مراعات رسوم و عادات کہ متعارف است میاں مردم و بتکلف آنر ابر خود ببندند (الی ان قال) اختار الله لصحبة نبيه ولا قامة دينه برگزید ایشاں را خدائے تعالیٰ از برائے صحبت پیغمبر خود صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و برائے برداشتن دین وے ایں دلیلیست برافضلیت و اکملیت صحابہ یعنی چوں پرور دگار تعالیٰ از میان تمام خلق ایشاں را برگزید ویاران پیغمبر خود ساخت معلوم شد کہ ایشاں بہترین خلق و خیارامت بودہ اندو جواہر نفوس ایشاں برائے انعکاس انوار ہدایت و ایمان قابل تر و لائق تر چنانکہ در قرآن مجید مے فرماید و الزمهم كلمة التقوى وكانوا احق بها واهلها۔ وبودند سزاوار تر و لائق تر بکلمہ تقوی مستحق ترمر آنرا۔ در آثار آمدہ است پرور دگار تعالیٰ نظر کرد در تمامہ دلہائے

بندگان و یافت دل محمد را ﷺ روشن تر و پاک تر پس نهاد نور نبوت را دراں و یافت دلہائے صحابہ راصاف تر و لائق تر پس برگزید صحبت او ایشاں را واین خود ظاھر است چنانکہ ہیچ عاقل نہ پسندد کہ آنہائے کہ یاران پیغمبر باشند و مریدان محمد ﷺ و رضی اللہ عنہم و عمرہادر سایہ تربیت او بودہ و خدمت کردہ باشند و ہنوز پاک و صاف نشدہ و بدرجہ کمال نہ رسیدہ باشند۔ مریدان مشائخ را بینید کہ درخدمت ایشاں بچہ درجہ می رسند و آخر ایں منقصت بحضرت وے ﷺ عائدمی گردد (الی ان قال) فاعر فوالھم فضلھم پس بشناسید برائے ایشاں فضل ایشاں را واتبعوھم علی اثرھم و پیروی کنید ایشاں و روید برنشان پائے ایشاں و تمسکو ابما استطعتم من اخلاقھم و سیرھم و چنگ در آیند باں چہ توانید از خو نہا و روش ہائے ایشاں فانھم کانوا علی الھدی المستقیم پس بدرستیکہ بودند ایشاں برراہ راست درغایت راستی سبحان اللہ ابن مسعود باں بزرگی و علو شان در دین کہ پیغمبر ﷺ۔ در حق وے فرمود رضیت لامتی مارضی بہ ابن ام عبدراضی شدم برائے امت خود باں چہ راضی شد باں ابن ام عبد مراد بداں ابن مسعود است ایں چنیں تفضیل و تعظیم صحابہ کندچہ جائے سخن است نسال اللّٰہ العافیہ

ترجمہ ــ یہ لوگ، محمد رسول اللہ ﷺ کے یار ہیں جو کہ فاضل تر ہیں اپنے ھر ماسوا سے اس امت میں اور یہ لوگ ساری امت سے نیک ترین ہیں دلوں کے لحاظ سے زیادہ گہرائی والے ہیں ازروئے علم کے اور تکلف و تصنع ریاء مراعات رسوم اور دوسری عادات جو لوگوں میں متعارف ہیں سے مبرا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کی صحبت اور اقامت دین کیلئے برگزیدہ فرمایا یہ ہی افضلیت و اکملیت صحابہ کی روشن دلیل ہے یعنی جب پروردگار تعالیٰ نے انہیں تمام مخلوق سے منتخب فرمایا اور انہیں اپنے پیغمبر کا یار بنایا تو معلوم ہو گیا کہ یہ ساری مخلوق سے بہترین اور امت کے خیار ہیں۔ اور ان کے جواہر نفوس انعکاس انوار ھدایت و ایمان کے قابل تر اور لائق تر ہیں جیسے کہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے والزمھم کلمۃ

التقوی وکانوا احق بھا واھلھا یعنی یہ لوگ کلمہ تقوی کے سزا وار اور لائق تر اور ساری امت سے زیادہ مستحق تھے احادیث میں آیا ہے کہ پروردگار عالم جل وعلانے اپنے تمام بندوں کے دلوں میں نظر فرمائی تو تمام دلوں سے محمد ﷺ کے دل مبارک کو روشن تر اور پاک تر پایا لہٰذا اس میں نور نبوت رکھ دیا اور صحابہ کے دلوں کو صاف تر اور سب سے زیادہ لائق پایا لہٰذا حضور کی صحبت کے لئے انہیں منتخب فرمایا اور یہ بات تو خود ظاھر ہے چنانچہ کوئی عقلمند پسند نہیں کرتا کہ جو لوگ پیغمبر ﷺ کے یار ہوں اور محمد رسول اللہ کے مرید ہوں اور آپکے سایہ تربیت میں زندگیاں بسر کر چکے ہوں اور آپکی خدمت کرتے رھے ہوں ابھی تک پاک و صاف نہ ہوئے ہوں اور درجہ کمال کو نہ پہنچے ہوں مریدان مشائخ کو دیکھو کہ ان کی خدمت میں رہ کر کس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں آخر کار یہ نقص آنحضرت ﷺ کی طرف عائد ہو گا۔ لہٰذا تمام امت پر انکی فضیلت پہچانو اور انکی پیروی اور انکے نقش قدم پر چلو اور انکے اخلاق و سیر عادات و روش کو مضبوطی سے تھام لو یقیناً وہ راہ راست پر تھے راستی کی غایت و نہایت کو پائے ہوئے سبحان اللہ ابن مسعود کے حق میں فرمایا میں اپنی امت کیلئے اس چیز کو پسند کرتا ہوں جسے ابن ام عبد یعنی عبداللہ ابن مسعود پسند کرتے ہیں اور اسقدر تفضیل و تعظیم صحابہ بیان فرماتے ہیں تو کوئی اور انکی عظمت کیا جانے ہم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں اللہ ہمیں صحابہ کی ادنی گستاخی سے بھی بچائے۔ شیخ محقق عبدالحق کی عبارت ختم ہوئی اس عبارت سے بعض نتائج بالکل واضح ہیں۔

نمبرا:۔ صحابہ کرام تمام امت سے افضل ترین اور اکمل ترین ہیں اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کی صحبت کیلئے انہیں تمام مخلوق سے منتخب و مختار چنیدہ و برگزیدہ فرمایا لہٰذا یہ لوگ ہی بہترین خلق اور خیار امت ہیں۔

نمبر ۲:۔ یہ مدعا خود قرآن کریم سے ثابت ہے الزمهم كلمة التقوى وكانوا احق بها واهلها اللہ نے کلمہ تقوی ان کے ساتھ پکا کر دیا اور وھی اسکے سب سے زیادہ حق دار اور اہل تھے اب دوسری آیت اس کے ساتھ ملا لو ان اكرمكم عندالله اتقاكم نتیجہ خود بخود واضح ہے نیز قرآن کریم فرماتاہے لا يستوى منكم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجة من الذين انفقوامن بعد وقاتلوا۔ تم میں سے قبل الفتح انفاق و جہاد والے تمہارے برابر نہیں ہیں، وہ لوگ ہی بعد میں انفاق و قتال کرنے والوں سے بہت بڑے درجہ والے ہیں یعنی یہ صحابہ بعد والوں سے درجہ کے اعتبار سے اعظم ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے وسيجنبها الاتقى نیز انہیں اپنے محبوب کا ثانی فرمایا ثانى اثنين اذهما فى الغار نیز فرمایا اولئک الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى نیز فرمایا والسابقون الاولون نیز فرمایا اولئک يسارعون فى الخيرات وهم لها سابقون وہ ہی نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں و آخرين منهم لما يلحقوابهم اور انمیں سے پچھلوں کو پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے ان کا زمانہ نہ پایا یا فضل و شرف میں انکے درجہ کو نہ پہنچے کیونکہ صحابہ کے بعد کے لوگ خواہ غوث قطب ہوجائیں مگر فضیلت صحابیت نہیں پا سکتے خزائن العرفان ص ۶۵۸ اعلیحضرت و مولانا نعیم الدین مراد آبادی۔

نمبر ۳:۔ صحابہ کو کسی دوسرے سے کم کہنا درحقیقت خود حضور علیہ السلام کی تنقیص و توہین ہے۔ حضور فرماتے ہیں من احبهم فبحبى احبهم ومن ابغضهم فببغضى ابغضهم من اذاهم فقد اذانى و من اذانى فقد اذى الله جو میرے صحابہ سے محبت کرتا ہے تو میری محبت کیوجہ سے ان سے محبت کرتا ہے اور جو

ان سے دشمنی کرتا ہے تو میرے ساتھ بغض کی بناء پر کرتا ہے۔ جس نے انہیں ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اسنے خدا کو ایذا دی۔

نمبر ۴:۔ صحابہ کی روش کی پیروی ضروری ہے جیسے انہوں نے دعاوی اور اظہار کرامات سے پرہیز کیا یہ ہی اسلم طریقہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم روش صحابہ کے خلاف جو بھی روش ہے وہ غیر اسلم غیر مامون اور پر خطر ہے حضرت شیخ محقق تحت حدیث اکرموا اصحابی فانھم خیار کم لکھتے ہیں گرامی دارید یاران مرا زیرا کہ بدرستی ایشاں نیک ترین و برگزید گان شما اند و خود چرانہ باشد کہ مصاحبان وملازمان درگاہ و حاضران گاہ بیگاہ وتربیت یافتگاں علم و عمل وحال اوبند و اگر ملازمت و مصاحبت نہ کردہ باشند نظارگیان جمال و مشاہدان طلعت باکمال اوبند شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ بیک نظرہ کہ برجمال مصطفیٰ افتد چیزے نماید و کارے کشاید کہ دیگراں را بار بعینات و خلوات نہ نماید و نشاید و ایمان عیانی و یقین شہودی کہ ایشاں راست کسی را درآنجا شرکت نیست اشعۃ ص ۴۳۲ ج ۴

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میرے یاروں کی عزت کرو کہ یقیناً یہ تم سب سے نیک ترین اور برگزیدہ ہیں شیخ اسپر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ حضرات مصاحباں و ملازمان درگاہ و حاضران گاہ و بیگاہ ہیں اور علم و عمل وحال میں آپکے تربیت یافتہ ہیں گویا ان میں کمی یا نقص کا قول حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تنقیص و توہین ہے اور اگر ملازمت و مصاحبت نہ بھی کی ہوتی آپکے جمال کا نظارہ کرنے والے اور طلعت باکمال کہ مشاہدین توہیں الشیخ ابو طالب مکی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے ایک نظر جو جمال مصطفیٰ پر پڑتی ہے ایسی چیز دکھاتی ہے اور اسطرح کام کھولتی ہے کہ دوسروں کو چلہ جات اور خلوتوں سے میسر نہیں ہو سکتی۔ اور ایمان عیانی اور یقین شہودی جو انہیں حاصل ہے۔ کسی دوسرے کو اسمیں شرکت نہیں۔

نیز حضرت اویس قرنی تابعین میں سے ہیں ۔ تابعین کے بارے حبیب اعظم صلی اللہ

علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم نیز فرمایا اکرموا اصحابی فانھم خیارکم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم یہ قرن آنیوالے تمام قرون سے بفرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم افضل ہے اور اس قرن کے سب افراد سے افضل حضرت اویس قرنی ہیں جنہیں رسول اکرام صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خیر التابعین قرار دیا اور جن سے دعا منگوانے کا صحابہ کو حکم دیا فرمان نبوی ہے ان رجلا" یاتیکم من الیمن یقال لہ اویس لا یدع بالیمن غیر ام لہ قد کان بہ بیاض فدعی اللہ فاذھبہ الا موضع الدیناراوالدرھم فمن لقیہ منکم فلیستغفرلکم و فی روایۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول ان خیر التابعین رجل یقال لہ اویس ولہ والدۃ وکان بہ بیاض فمروہ فلیستغفرلکم نیز شیخ مجدد حضرت اویس کے بارے لکھتے ہیں کہ صحبت رسول علیہ السلام کے علاوہ باقی تمام درجات کی نہایت اور تمام کمالات کی غایت تک پہنچ چکے تھے۔ مکتوبات دفتر اول حصہ دوم مکتوب نمبر ۱۲۰ ص ۳۱۴ حضرت امام مہدی وہ ہیں جن کے تشریف لانے کی حضور علیہ السلام نے بشارت دی انہیں خلیفہ اللہ کے لقب سے ممتاز فرمایا۔ نیز حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ اپنے ایک قصیدہ مطبوعہ برحاشیہ بہجۃ الاسرار عربی مصر ص ۲۲۰ میں لکھتے ہیں ولنا الولایۃ من الست بربکم واما منا المھدی وھو ختامنا مہدی ہمارے پیشوا اور ہمارے خاتم ہیں یعنی خاتم ولایت محمدیہ حضرت سیدہ مریم کی شان اللہ جل مجدہ نے قرآن پاک میں بیان فرمائی ارشاد باری تعالیٰ ہے ان اللہ اصطفاک وطھرک واصطفاک علی نساء العالمین آقائے نامدار جناب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں حسبک من نساء العلمین مریم بنت عمران خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد و آسیہ امراۃ فرعون بعض احادیث نبویہ سے ازواج مطہرات پر بھی انکی افضیلت مفہوم ہوتی ہے۔ ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے قال قال رسول اللہ

صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم سیدۃ نساء اھل الجنۃ مریم بنت عمران ثم فاطمہ ثم خدیجہ ثم آسیہ امراۃ فرعون شیخین نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے خیر نساء رکبن الابل نساء قریش احناہ علی ولد فی صغرہ وار عاہ علی بعل فی ذات یدہ ولو علمت ان مریم بنت عمران رکبت بعیرا ما فضلت علیھا احدا ابن جریر نے حضرت فاطمہ سے روایت کی ہے قالت قال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم انت سیدۃ نساء اھل الجنۃ الا مریم البتول بہر حال احادیث و تفاسیر کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت فاطمہ اور بعض ازواج مطہرات کے ماسوا تمام صحابیات پر حضرت مریم کی افضلیت متفقہ ہے۔ تو واضح ہوا کہ حضرت مریم جو کہ صحابیات سے بھی افضل ہیں اور ولیہ ہیں نیز صحابہ کرام اور امام مھدی اور حضرات آئمہ کرام و حضرت اویس قرنی وغیرھم سے اس قول کا عموم در ھر عصر ٹوٹ گیا۔

خیال رہے کہ یہ باتیں دلائل شرعیہ ظاھریہ اور آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے ثابت ہیں کوئی کشف نہیں کہ جس میں خطا کا بے حد احتمال ہوتا ہے۔ اور کسی دوسرے پر تسلیم کرنا لازم نہیں ہوتا۔ دیکھئے کتب اصول فقہ تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ لیس قدمہ علی رقبۃ بعض الاولیاء اور اس کی نقیض ہے قدمہ علی رقبۃ جمیع الاولیاء اب ظاہر ہے کہ نقیضین میں سے ایک کا ثبوت دوسری کے رفع کا مستلزم ہے تو اب بقیہ سکر کے باعث صادر شدہ کلام کی تاویل کے بغیر چارہ کار نہیں ہوگا کہ اس کا تحقق صرف اس زمانے کیلئے ہے

ایک اعتراض اور اس کا جواب

نیز یہ کہنا کہ خاص ناموں سے مخصوص حضرات اس قول سے خارج ہیں مثلاً صحابہ آئمہ اور یہاں عام اولیائے کرام مراد ہیں تو جواباً عرض ہے کہ مخصوص نام تو بہت سے ہیں مثلاً صحابہ تابعین تبع تابعین آئمہ اغواث اقطاب بدلاء نجباء نقباء افراد صدیقین شہداء اگر ان سب مخصوص ناموں سے مختص حضرات خارج ہیں تو باقی کیا رہ گیا صرف

عام اولیاء کرام تو ان عام اولیاء سے تو ہر زمانہ کے مخصوص اولیاء اللہ بلند مراتب ہی ہوتے ہیں خواہ وہ عام اولیاء کسی بھی زمانہ کے ہوں۔

بعض لوگوں کا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوب ۱۲۳ ج ۳ سے استدلال اور اس کا جواب

ناظرین پہلے مکتوب ملاحظہ فرمائیں

مکتوب صدو بست وسوم بنور محمد تہاری در بیان آنکہ راہ ہائے کہ موصل اند بجناب قدس دواند بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ راہ ہا کہ بجناب قدس موصل اند دواند راہے است کہ بقرب نبوت تعلق دارد علی اربابھا الصلوۃ والسلام وموصل اصل الاصل است واصلانی ایں راہ بالاصالت انبیاء اند علیہم الصلوۃ والتسلیمات وصحابہ ایشان واز سائرامتاں ہر کہ را بایں دولت بنوازند اگرچہ قلیل بودند بلکہ اقل ودریں راہ

توسط وحیلولت نیست ہر کہ ازیں واصلاں فیض میگیرد بے توسطے احدے از اصل اخذ مے نماید وہیچ یکے دیگرے حائل نیست وراہے است کہ بقرب ولایت تعلق دارد واقطاب واوتاد وبدلاء ونجباء وعامہ اولیاء اللہ بہی راہ واصل اند راہ سلوک عبارت ازیں راہ است بلکہ جذبہ متعارفہ نیز داخل ہمیں است وتوسط حیلولت

دریں راہ کائن است وپیشوائے واصلان ایں راہ و سرگروہ اینہا ومنبع فیض ایں بزرگواراں حضرت علی مرتضٰی است کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وایں منصب عظیم الشان بایشان تعلق دارد۔ در ایں مقام گویا ہر دو قدم مبارک آں سرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام بر فرق مبارک اوست کرم اللہ تعالیٰ وجہہ حضرت فاطمہ وحضرات حسنین رضی اللہ عنہم دریں مقام بایشان شریک اند۔ انگارم کہ حضرت امیر قبل از نشات عنصری نیز ملاذ ایں مقام بودہ اند چنانچہ بعد از نشاء ت عنصری وہر کرا فیض وہدایت ازیں راہ مے رسید بتوسط ایشان مے رسید چہ ایشان نزدنقطہ منتہائے ایں راہ ومرکز ایں مقام بایشاں تعلق دارد وچوں دورۂ حضرت امیر تمام شد ایں منصب عظیم القدر بحضرات حسنین

ترتیبا" مفوض و مسلم گشت وبعد از ایشاں بہر یکے از ائمہ اثنا عشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت ودر اعصار ایں بزرگواراں و ہمچنیں بعد از ارتحال ایشاں ہر کرا فیض وہدایت مے رسید بتوسط ایں بزرگواراں بودہ و بحیلولت ایشاں ہر چند اقطاب ونجباء وقت بودہ باشند وملاذ وملجا ہمہ ایشاں بودہ اند۔ چہ اطراف را غیراز لحوق بمرکز چارہ نیست تا آنکہ نوبت بحضرت شیخ عبد القادر جیلانی رسید قدس سرہ وچوں نوبت ایں بزرگوار شد منصب مذکور باو قدس سرہ مفوض گشت ومابین ائمہ مذکورین وحضرت شیخ ہیچ کس بریں مرکز مشہود نمی گردد ووصول فیوض وبرکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب ونجباء بتوسط شریف او مفہوم مے شود چہ ایں مرکز غیر او را میسر نشد۔ ازیں جا است کہ فرمودہ۔ افلت شموس الاولین وشمسنا ابدا علی افق العلی لا تغرب مراد از شمس آفتاب فیضان ہدایت وارشاد است واز افول آں عدم فیضان مذکور وچوں بوجود حضرت شیخ معاملہ کہ باولین تعلق داشت باو قرار گرفت و او واسطہ وصول رشد وہدایت گردید چنانچہ پیش ازوے اولین بودہ اند ونیز تا معاملہ توسط فیضان برپا است بتوسل اوست ناچار راست آمد کہ افلت شموس الاولین وشمسنا الخ سوال ایں حکم منتقض است بمجدد الف ثانی زیراکہ در بیان معنی مجدد الف ثانی در مکتوبے از مکتوبات جلد ثانی اندراج یافتہ است کہ ہرچہ از قسمے فیض در آں مدت بامتاں برسد بوسط او باشد ہرچند اقطاب واوتاد باشند وبدلاء ونجباء وقت بودند گویم کہ مراد بمجدد الف دریں مقام نائب مناب حضرت شیخ است وبنیابت حضرت شیخ ایں معاملہ باو مربوط است چنانکہ گفتہ اند نور القمر مستفاد من نور الشمس فلا محذور۔

سوال:۔ معنی مجدد الف کہ بالا مذکور شد مشکل است زیراکہ در مدت مذکورہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام خواہد نزول فرمود و حضرت مہدی علیہ الرضوان نیز خواہند ظہور نمود ومعاملہ ایں بزرگواراں برتر از انست کہ بتوسط احدے اخذ فیوض نمایند۔

جواب:۔ گویم کہ معاملہ توسط مربوط براہ دومی است از دو راہ مذکور کہ عبارت از قرب ولایت است ودر راہ اول کہ عبارت از قرب نبوت است معاملہ توسط مفقود است ہر کہ

باآں راہ واصل گشتہ است ہیچ حائلے ومتوسطے درمیان ندارد بے توسط احدے اخذ فیوض وبرکات مے نماید۔ توسط وحیلولت در راہ اخیر است؛ فقط ومعاملہ آں متوطن علی حدہ است چنانچہ گذشت۔ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام وحضرت مہدی علیہ الرضوان براہ اول واصل اند چنانچہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما براہ اول واصل گشتہ در ضمن آں سرور اند علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام وآنجا شان خاص دارند علی تفاوت درجاتہما تنبیہہ۔ باید دانست روا است شخصے از راہ قرب ولایت بقرب نبوت بر سد ودر ہر دو معاملہ شریک باشد و بطفیل انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات اورا آنجا ہم بدہند وکار خانہ باو مربوط سازند وا ینجا ہم معاملہ باو منوط گردانند

؎ خاص کند بندہ مصلحت عام را

ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدللّٰہ رب العالمین

مکتوب نمبر(۱۲۳)

(نور محمد تہاری کی طرف صادر فرمایا)

اس بیان میں کہ جو راہ اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے ہیں وہ دو ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم الحمد للّٰہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

وہ راہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے ہیں دوہیں۔ ایک وہ راہ ہے جو قرب نبوت سے تعلق رکھتی ہے

علٰی اربابھا الصلاۃ والسلام اور اصل الاصل تک پہنچانے والی ہے اس راہ سے واصل ہونے والے اصل میں تو انبیاء علیھم الصلوات والتسلیمات ہیں۔ اور انکے صحابہ اور امتوں کے باقی لوگوں میں سے جسکو بھی اس دولت سے نوازیں۔ اگرچہ وہ تھوڑے ہوتے ہیں بلکہ بہت ہی تھوڑے ہوتے ہیں اور اس راہ میں توسط وحیلولت نہیں ہے۔ جو بھی ان واصلین میں سے فیض حاصل کرتا ہے وہ بغیر کسی کے وسیلے کے اصل سے حاصل کرتا ہے۔ اور کوئی بھی دوسرا اسکی راہ میں حائل نہیں ہوتا اور ایک وہ راہ ہے جو قرب ولایت سے تعلق رکھتی ہے اقطاب و اوتاد بدلاء و نجباء اور عام اولیاء اللہ اسی راہ سے واصل ہیں اور راہ سلوک اسی راہ سے عبارت ہے بلکہ متعارف جذبہ بھی اسی میں داخل ہے اور اس راہ میں توسط وحیلولت ثابت ہے۔ اور اس راہ کے واصلین کے پیشوااور انکے سردار اور ان بذرگواروں کے منبع فیض حضرت علی المرتضٰی ہیں کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور یہ عظیم الشان منصب آپ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس راہ میں گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک سرپر ہیں اور حضرت فاطمہ اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنھم اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر اپنی جسدی پیدائش سے پہلے بھی اس مقام کے ملجاء و ماوی تھے۔ جیسا کہ آپ جسدی پیدائش کے بعد ہیں اور جسکو بھی فیض و ہدایت اس راہ سے پہنچی ان کے ذریعے سے پہنچی۔ اسلئے کہ وہ اس راہ کے آخری

نقطہ کے نزدیک ہیں اور اس راہ کا مرکز ان سے تعلق رکھتا ہے اور جب حضرت امیر کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب ترتیب وار حضرات حسنین کو سپرد ہوا اور انکے بعد وہی منصب آئمہ اثناعشر میں سے ہر ایک کیلئے ترتیب وار اور تفصیل سے مقرر ہوا۔ اور ان بزرگواروں کے زمانہ میں اور اسی طرح انکے انتقال کے بعد جسکو بھی فیض اور ہدایت پہنچتا ہے۔ ان بزرگواروں کے ذریعہ اور حیلولت سے پہنچتا ہے۔ اگرچہ اقطاب و نجباء وقت ہی کیوں نہ ہوں اور سب کے ملجاء اور ماوی یہی بزرگ ہیں اس لئے کہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ الحاق کرنے سے چارہ نہیں یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ تک پہنچی اور جب اس بزرگوار تک نوبت پہنچی تو منصب مذکور آپکے سپرد ہوا اور آئمہ مذکورین اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی بھی اس مرکز پر مشہود نہیں ہوتا اور اس راہ میں فیوض و برکات کا وصول جس کو بھی ہو خواہ وہ اقطاب و نجباء ہوں آپکے واسطہ ہی سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا۔

افلت شموس الاولین و شمسنا ابداً علی افق العلی لا تغرب

شمس سے مراد فیضان ہدایت و ارشاد کا آفتاب ہے اور اس کے غروب ہونے کا مطلب فیضان مذکور کا عدم ہے اور جب حضرت شیخ کے وجود سے وہ معاملہ جو پہلے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا آپ پر مقرر ہوا اور وہ رشد و ہدایت کے وصول کا واسطہ ہوئے جیسا کہ ان سے پہلے پہلے لوگ تھے اور پھر یہ بھی ہے کہ جب تک فیض کے توسط کا معاملہ قائم ہے انہی کے وسیلہ سے ہے۔ تو لازماً" درست ہوا کہ

افلت شموس الاولین و شمسنا الخ

سوال:۔ یہ حکم مجدد الف ثانی سے ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ مجدد الف ثانی کے معنی کے بیان مین جلد ثانی کے ایک مکتوب میں درج ہوا ہے کہ جو کچھ بھی فیض کی قسم سے اس مدت میں امتون کو پہنچتا ہے وہ اسی کے ذریعہ سے ہوتا ہی اگرچہ وہ اقطاب و اوتاد ہوں یا نجباء و بدلاء وقت۔

جواب :۔ میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی اس مقام میں حضرت شیخ کے نائب ہیں اور

حضرت شیخ کی نیابت ہی سے یہ معاملہ اس سے وابستہ ہے۔ جیسا کہ کہا ہے نور القمر مستفاد من نور الشمس۔ چاند کا نور سورج کے نور سے مستفاد ہے تو اب کوئی استحالہ نہ رہا۔

سوال:۔ مجدد الف کا معنی جو اوپر مذکور ہوا مشکل ہے کیونکہ اسی مدت مذکورہ میں حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام بھی نزول فرمائیں گے اور حضرت مہدی علیہ الرضوان بھی ظاہر ہونگے اور ان بزرگواروں کا معاملہ اس سے بہت بلند ہے کہ وہ کسی کے ذریعہ سے فیض حاصل کریں۔

جواب:۔ میں کہتا ہوں کہ دو راہوں میں سے دوسرے راہ میں توسط کا معاملہ پیش آتا ہے جو کہ قرب ولایت سے عبارت ہے اور پہلی راہ میں جو کہ قرب نبوت سے عبارت ہے توسط کا معاملہ مفقود ہے جو بھی اس راہ سے واصل ہوا ہے کوئی بھی اس میں حائل اور وسیلہ نہیں ہے۔ وہ کسی کے وسیلہ کے بغیر فیوض و برکات حاصل کرتا ہے۔ توسط،اور حیلولت صرف آخری راہ میں ہے۔ اور اس مقام کامعاملہ علیحدہ ہے۔ جیسا کہ گزر چکا اور حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان پہلی راہ سے واصل ہیں۔ جیسے کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پہلی راہ سے واصل ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے ضمن میں ہیں۔ اور وہ اپنے مختلف درجات میں اس جگہ ایک خاص شان رکھتے ہیں۔

تنبیہہ:۔ جاننا چاہیے کہ جائز ہے کہ کوئی شخص قرب ولایت کی راہ سے قرب نبوت تک پہنچے اور دونوں معاملات میں شریک ہو اور انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی طفیل اس کو اس جگہ بھی جگہ دے دیں۔اور کارخانہ کو اس سے وابستہ کر دیں اور اس جگہ بھی معاملہ اس سے متعلق ہو۔

؎ خاص کند بندہ مصلحت عام را

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جس پر چاہے کرے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین
والحمد للہ رب العلمین

مکتوبات مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوب نمبر ۱۲۳ ج ۳ کا جواب

نمبر ۱:۔ اگر اس مکتوب کو من و عن اسی مفہوم کے ساتھ تسلیم کر لیا جائے جو یہ مدعیان خام پیش کرتے ہیں کہ قطبیت عظمی و غوثیت کبری ان حضرات کے ساتھ مختص اسے و منحصر ہے نیز یہ قطبیت عظمی دلیل افضلیت بھی ہے تو اہل سنت کے عقیدہ مسلمہ افضلیت شیخین و خلفائے اربعہ و صحابہ کرام برجمیع امت کا بطلان لازم آئیگا اور یہ مکتوب بایں مفہوم ادلہ اہل سنت کے معارض ہونے کی بناء پر ناقابل قبول ہو گا لہذا یا تو یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ قطبیت عظمی و غوثیت کبری آئمہ اثنا عشر و حضرت شیخ میں محصور و مخصوص نہیں یا یہ کہ یہ منصب دلیل افضلیت بر جمیع اولیاء ھر عصر نہیں جمہور اولیاء کرام نہ تو اس منصب کو دلیل افضیلت برجمیع اولیائے ھر عصر تسلیم کرتے ہیں اور نہ ہی محصور و مخصوص بایں حضرات قرار دیتے ہیں جیسا کہ کتب تصوف فتوحات

وغیرہ میں سے ماہ تاب چہاردہ آفتاب نیم روز کیطرح واضح ہے۔ ناظرین آئندہ صفحات میں حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بعض حضرات حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوب نمبر ۱۲۳ ج ۳ کو مکتوب نمبر ۲۹۳ ج ۱ اور نمبر ۱۲۱ ج ۳ کا معارض قرار دیتے ہوئے مکتوب نمبر ۲۹۳ اور نمبر ۱۲۱ کا ناسخ کہتے ہیں اگر مکتوب آخری کو پہلے دو مکتوبوں کا معارض تسلیم کر لیا جائے تو مکتوب آخری ناسخ نہیں ہو سکتا بلکہ وہ خود ناقابل قبول ہو گا اسلئے کہ یہ محض کشف پر مبنی ہے جبکہ پہلے دو مکتوب ٹھوس دلائل شرعیہ آیات قرآنیہ و احادیث کثیرہ و شواہد و اقعیہ خارجیہ سے مبرہن و مؤید ہیں۔

جیسا کہ بحث مذکور سے واضح ہو چکا ہے حالانکہ ناسخ کا منسوخ کے ساتھ قوت میں کم از کم برابر و مساوی ہونا ضروری ہے دیکھیئے کتب اصول فقہ۔ لہٰذا دلائل شرعیہ سے متصادم مفہوم مکتوب ھذا وامثالہ کو جعلی خود ساختہ قرار دیکر مسترد کر دیا جائے گا۔

حاشیہ ا۔:۔ خود قادری حضرات بھی اس اختصاص و انحصار کو تسلیم نہیں کرتے چنانچہ اعلیحضرت مولانا احمد رضا قادری فرماتے ہیں۔ (عرض) غوث کے مراقبے سے حالات منکشف ہوتے ہیں۔ (ارشاد) نہیں بلکہ ہر حال یوں ہی مثل آئینہ پیش نظر ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ غوث کا لقب عبد اللہ ہوتا ہے اور وزیر دست راست عبدالرب اور وزیر دست چپ عبدالملک اس سلطنت میں وزیر چپ وزیر راست سے اعلی ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا اس لئے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ ہوتا ہے غوث اکبر و غوث ہر غوث حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیرالمومنین فاروق اعظم و عثمان غنی کو عطا ہوئی اسکے بعد امیرالمومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی پھر عثمان غنی کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور امام حسن رضی اللہ عنہ وزیر ہوئے پھر مولی علی کو غوثیت دی گئی تو امامین محترمین رضی اللہ عنہما وزیر

ہوئے ملفوظات اعلیحضرت ص ۱۳۲ ج ۱

نمبر ۲:۔ نیز یہ بات قابل غور ہے کہ صرف ایک مکتوب کے فاصلہ سے اگر آپ اپنے پہلے دو مکتوب منسوخ فرما رہے ہوتے تو یقیناً آپ وضاحت و صراحت فرما دیتے کہ میرے پہلے دو مکتوب منسوخ سمجھے جائیں۔ جیسے کہ آپ نے مجدد الف ثانی کے بارے میں وضاحت فرمائی حالانکہ مجدد الف ثانی کے بارے میں وضاحت کرنا اسقدر ضروری واھم نہ تھا جتنا کہ صحابہ کرام امام مھدی اور آخر زمان میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کے بارے میں وضاحت کرنا ضروری و اہم تھا یہاں سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یا تو آپ آخری مکتوب کو بحث افضلیت سے غیر متعلق قرار دیتے ہوئے مکاتیب سابقہ کا معارض نہیں سمجھتے تھے یا یہ مکتوب بایں مفہوم (نیز اسکے مثل مضامین جہاں کہیں بھی ہیں) واقعی جعلی و خود ساختہ ہے۔

نمبر ۳:۔ نیز اگر دوسرے مکتوب کو مکتوب اول کا ناسخ مان لیا جائے تو یہ بات شیخ مجدد پر بہت بڑے الزام کا باعث بنے گی وہ یہ کہ کیا شیخ مجدد نے آخری عمر میں شیخ قدس سرہ کو صحابہ و امام مھدی و غیرھم سے افضل تسلیم کر لیا تھا؟ اسلئے کہ مکتوب اول میں آپ نے ولایت صحابہ و امام مھدی و غیرھم سے استدلال کرتے ہوئے افضلیت غوث ہمہ عصر کی نفی فرمائی تھی۔

نمبر ۴:۔ نیز اگر اسے درست مان لیا جائے تو تسلیم کرنا ہو گا کہ حضرت شیخ قدس سرہ تمام صحابہ کرام (ما سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے افضل ہوں اسلئے کہ یہ مقام تو صرف آئمہ اثنا عشر کو حاصل ہے یا حضرت شیخ کو حالانکہ یہ بات مذھب حق اھلسنت کے خلاف ہے لہٰذا مذہب مہذب اھلسنت سے متصادم ہونے کی بناء پر بایں مفھوم اس مکتوب اور اسکی امثال کو جعلی و الحاقی قرار دیکر مسترد کیا جائے گا۔

نمبر ۵:۔ نیز یہ مکتوب بایں مفہوم مذھب روافض کے عین مطابق اور اسکا مؤید ہے۔ ان کا عقیدہ یہی ہے کہ امامت اسے (جو کہ درحقیقت غوثیت عظمیٰ و قطبیت کبریٰ ہی سے عبارت ہے) آئمہ اثنا عشر میں محصور و مخصوص ہے اور یہ دلیل افضلیت بھی

ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ بارھویں امام کو زندہ اور غائب قرار دیتے ہیں اور متعصب قادری ایک فوت شدہ بزرگ کو تا قیامت اس منصب پر قائم سمجھتے ہیں۔ لیکن جمہور اولیائے کرام کا یہ عقیدہ نہیں ان کے نزدیک جسطرح بیعت کیلئے جیتے جاگتے سانس لیتے اس دنیا میں موجود زندہ پیر کی ضرورت ہے تاکہ اس سے فیض و تربیت حاصل کی جاسکے اسی طرح قطب وقت بھی ایک جیتا جاگتا سانس لیتا اس دنیا میں موجود زندہ ولی ہی ہو سکتا ہے۔ جس سے اولیائے کرام فیض و رہنمائی پا کر لوگوں کو مستفیض فرما سکیں۔ فوت شدہ شخصیت خواہ وہ کتنی ہی بلند پایہ ہو نہ تو اس سے بیعت کی جاسکتی ہے اور نہ ہی وہ جمیع ادوار آئندہ کی قطب ہو سکتی ہے اگر فوت شدہ ہستی سے بیعت کی جا سکتی یاوہ ہمیشہ کے لئے قطب ہو سکتی تو اس کے سب سے زیادہ اہل و مستحق خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی ہوتے آپ سے ہی لوگ ہمیشہ کیلئے بیعت کرتے رہتے اور آپ ہی منصب قطبیت پر فائز رہتے اسلئے کہ درحقیقت آپ کے وجود عنصری سے قبل بھی سلسلہ فیض وروحانیت آپ سے ہی منوط و مربوط تھا او رابعد میں بھی آپ سے ہی وابستہ اور متعلق ہے۔ جمہور اولیائے کرام اس نظریہ سے اتفاق نہیں کرتے کہ یہ منصب حضرت شیخ پر بند ہو چکا یا یہ آئمہ اثنا عشرو شیخ کے ساتھ مخصوص ہے یا یہ منصب جمیع اولیاء ہمہ عصر پر افضلیت کی دلیل ہے۔ حوالہ جات آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں لہٰذا یہ مکتوب بایں مفہوم اور اسکے ہم مثل مضامین عقیدہ روافض کے مؤید ہونے کی بناء پر الحاقی سمجھے جائیں گے۔

حاشیہ۔

۱۔ الشیعة هم الذين شايعوا عليا رضى الله عنه و قالوا انه الامام بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم واعتقد وان الامامة لا تخرج عنه و عن اولاده۔ التعريفات للعلامه سيد مير شريف الجرجانى ص ۱۱۴۔

نمبر ۶:۔ اصول اسلامی کے مطابق معیار اکرمیت و افضلیت تقویٰ ہے نہ رنگ و نسل نہ علاقہ و قوم قرآن کریم فرماتا ہے۔ ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم تم سب سے

زیادہ اکرم و افضل اللہ کے نزدیک وہ ہے جو متقی ہے۔ قرآن کریم میں ہی دوسرے مقام پر ہے وسیجنبها الاتقی۔ مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ یہاں اتقی سے مراد ابوبکر صدیق ہیں۔ یہ مذکوب بایں مفہوم اس اصل شرعی کے بھی خلاف ہے ابن عربی قادری فتوحات مکیہ ص ۲۳۷ ج ۴ میں فرماتے ہیں۔

یقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم یقول اللّٰہ تبارک و تعالٰی الیوم یعنی یوم القیامۃ اضع نسبکم وارفع نسبی این المتقون قال اللّٰہ تعالٰی مخبرا عبادہ ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم و یقول اللّٰہ تعالٰی فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتسائلون واللّٰہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالٰی فرمائے گا آج یعنی روز قیامت تمہاری نسب گراتا ہوں اور اپنی نسب مرتفع کرتا ہوں کہاں ہیں متقی اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں کو خبر دیتے ہوئے فرمایا ان اکرمکم عنداللّٰہ اتقاکم نیز فرمایا فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتسائلون۔

فتوحات مکیہ ص ۵۴۵ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔

اعلم ان آل الرجل فی لغۃ العرب ھم خاصتہ الاقربون الیہ و خاصۃ الانبیاء و آلھم ھم الصالحون العلماء باللّٰہ المؤمنون (الی) فلاتتخیل ان آل محمد صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم ھم اھل بیتہ خاصۃ لیس ھذا عند العرب و قد قال تعالٰی ادخلو آل فرعون یرید خاصتہ فان آلال لا یضاف بھذہ الصفۃ الا الی الکبیر القدر فی الدنیا و الآخرۃ فلھذا قیل لنا قولوا اللھم صل علی محمد و علی آل محمد اور جان لے کہ بلا شبہ آدمی کی آل لغت عرب میں اسکے خاص ہیں جو اسکے قریبی ہیں اور انبیاء کے خاص اور انکی آل وہ صالح لوگ ہیں جو صاحب ایمان علماء باللہ ہیں (تا) یہ خیال نہ کرو کہ آل محمد ﷺ صرف آپکے اہل بیت ہیں۔

آل کا یہ معنی عربوں کے نزدیک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ادخلو آل فرعون تو اللہ تعالیٰ اس کے خاص لوگ مراد لیتا ہے۔ اس طریقہ پر آل کی اضافت کسی کبیر القدر شخص کیطرف ھی کیجاتی ہے۔ خواہ دنیا میں بڑا ہو یا آخرت میں اسی وجہ سے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اللھم صل علی محمد و آل محمد کہو ۔

نمبر۷:۔ خود اس مکتوب میں ہے کہ تمام انبیاء کے صحابہ راہ اول کے فیض یافتہ ہیں۔ نیز ھر نبی کی بقیہ امت میں سے بھی ایسے لوگ ہیں جنہیں اس دولت سے نوازتے ہیں۔ ایسے لوگ اگرچہ اولیائے کرام کی مجموعی تعداد کے مقابلے میں بہت کم ہیں مگر بہر حال ہیں ضرور۔ اسی راہ اول سے فیض پانے والوں کیلئے حیلولت و توسط نہیں۔ جب توسط مفقود ہو گیا تو کسی دوسرے کی افضلیت میں کوئی چیز مانع نہ رہی لھذا حضرت شیخ کی افضلیت بر جمیع اولیائے ھر عصر ثابت نہ ہو سکی۔۔

نمبر۸:۔ نیز اسی مکتوب کی تنبیہہ میں ہے کہ ایسے حضرات بھی ہوتے ہیں جو دونوں راہوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ قرب ولایت کی راہ سے قرب نبوت کی راہ تک، پہنچ جاتے ہیں اب ظاھر ہے کہ جب کوئی قرب ولایت کی راہ سے قرب نبوت کی راہ تک پہنچ جائے گا توسط مفقود ہو جائے گا تو افضل ہونے میں کوئی مانع نہ رہے گا واضح باد کہ اکابر اولیاء کرام یا تو براہ راست قرب نبوت کے فیض یاب ہیں یا قرب ولایت سے قرب نبوت تک پہنچے اور قرب نبوت سے فیض یاب ہو گئے۔ آپ لکھتے ہیں زیرا کہ تواند بود کہ دیگرے در کمالات نبوت محمدیہ بطریق تبعیت و وراثت پیش قدم بود افضلیت از راہ آں کمالات اور اثابت باشد

جب توسط مفقود ہو گیا تو ان حضرات کے افضل ہونے سے کوئی چیز مانع نہ رہی اس قسم کے واصلین امت محمدیہ میں قلیل نہیں ہیں بہت ہیں۔

نمبر۹:۔ نیز واسطہ فیض ہونا افضلیت ثابت نہیں کرتا کیا قائلین فضلیت در ھمہ عصر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مشائخ پَر فضیلت نہیں دیتے حالانکہ وہ مشائخ

حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ذریعہ فیض بنے نیز حضرت جرائیل امین حضور علیہ السلام کے لئے واسطہ وصول وحی الٰہی بنے رہے حالانکہ یقیناً حضور علیہ السلام حضرت جرائیل سے افضل ہیں نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اخذ فیض کیلئے بحکم الٰہی حضرت خضر کے پاس جانا بھی اس مسئلہ کو واضح کرتا ہے۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر سے افضل تھے

نمبر ۱۰:۔ اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ مجدد صرف اس منصب ایصال فیض میں نائب ہیں ورنہ خود براہ راست فیض حاصل کرتے ہیں شیخ مجدد لکھتے ہیں میں اللہ کا مرید بھی ہوں اور اللہ کا مراد بھی۔ میری تربیت کا کفیل اللہ الباقی ہے آگے لکھتے ہیں اس غیرت کیوجہ سے جو اللہ تعالیٰ میرے حق میں رکھتا ہے جائز نہیں رکھا ہے کہ میری تربیت میں کسی دوسرے کا کوئی دخل ہو یا میں اس معنی میں دوسروں کیطرف متوجہ ہوں میں اللہ کا پروردہ ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم ناتمناہی کا مجتبیٰ ہوں مکتوب نمبر ۸۷ دفتر سوم حصہ دوم اس منصب مخصوص میں نیابت کے باعث حضرت شیخ جیلانی کی جزوی اے فضیلت شیخ مجدد پر ثابت ہو گی نہ کلی تو یہ مکتوب شیخ جیلانی کی شیخ مجدد پر بھی مطلق فضیلت کی دلیل نہ بن سکا چہ جائیکہ کسی اور پر افضلیت کی دلیل بنتا۔

حاشیہ ا۔ ہر نبی و ولی کو کوئی نہ کوئی جزوی فضیلت و خصوصیت ضرور حاصل ہوتی ہے مگر یہ جزوی خصوصیت دلیل افضلیت مطلقہ نہیں بنتی حضرت ابن عربی قادری فرماتے ہیں لا بد لکل مقرب عنداللّٰہ امر یختص بہ فتوحات ص ۱۵۳ ج ۴ نیز فرمایا لکل شخص من اھل اللّٰہ سلم یخصہ لا یرقی فیہ غیرہ فتوحات ص ۱۶۷ ج ۱۔

نمبر ۱۱:۔ اگر اس مکتوب کا بحث افضلیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو متعصب لوگوں کیلئے یہ بے فائدہ اور بے سود مسودہ ہو گا۔

نمبر ۱۲:۔ اسی مکتوب میں مجدد الف ثانی نائب قرار دیا گیا ہے تو قطبیت بالاصالۃ حضرت شیخ پر بند اور بالنیابت حضرت مجدد پر ختم لہٰذا متعصب لوگوں میں سے کسی کا یہ

حق نہیں کہ اپنے مشائخ کو قطب و نائب غوث کے لقب سے یاد کرے کہ قطبیت اصالۃ و نیابۃ ختم ہو چکی۔ نیز تسلیم کرنا ہو گا کہ عصر مجدد سے لیکر تا قیامت جس قادری کو بھی فیض حاصل ہوا یا ہو گا نقشبندی شیخ حضرت مجدد کی وساطت سے ہو گا۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد پھنس گیا اے عجب ہیں یہ لوگ اسی مکتوب کا کچھ حصہ جو پسند کے مطابق ہے قبول مگر اسی مکتوب کا وہ حصہ جو پسند کے خلاف ہے مسترد آفتوء منون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض واللّٰہ یقول الحق وھویھدی السبیل۔ فماذا بعد الحق الاالضلال

حاشیہ

اے مولانا ابوالبیان محمد داوود فاروقی نقشبندی مکتوب حضرت مجدد پر تبصرہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں اس سے ثابت ہوا کہ حضرت غوث اعظم کا فیضان حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو پہنچا اور اب جب تک کہ فیضان کے وسیلہ کا سلسلہ جاری ہے فیضان غوثیہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے توسل اور توسط ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ سیرت غوث اعظم مصنفہ مولانا مذکور ص ۲۹۹۔

تعجب ہے ان حضرات کو مکتوب ہذا کا اول پسند نہ آخر قبول مگر اوسط کو من پسند مطلب پہنا کر حرز جان بنائے ہوئے ہیں۔

نمبر ۱۳:۔ حضرت مجدد الف ثانی کے قول وصول فیوض و برکات در ایں راہ بہر کہ باشد خواہ ازاقطاب ۲ے و نجباء باشد بتوسط شریف او مفہوم میشود یعنی "جو لوگ اسی راہ ثانی سے واصل ہیں خواہ اقطاب و نجباء ہوں ان کیلئے توسط وحیلولت ہے" سے مراد یہ ہے کہ ان کے ابتداء سلوک میں توسط و حیلولت ہے نہ کہ آخر میں اسلئے کہ اگر آخر میں بھی حیلولت و توسط رہے تو یہ متبوع کے قصور کو مستلزم ہے نہ کہ کمال کو حضرت مجدد تو آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیلولت و توسط بھی قبول نہیں کرتے تو یہاں کسی اور کی کیا گنجائش اسلئے کہ مطلوب اصلی و حقیقی ذات خداوندی ہے تو متبوع وہی باکمال ہو گا جو اپنے تابع کو بلا حجاب و حیلولت مطلوب تک پہنچائے نہ کہ

خود حائل و حجاب بنا رہے آپ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ عدم توسط رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کمال کو مستلزم ہے نہ کہ قصور کو بلکہ قصور وجود توسط میں ہے کیونکہ متبوع کا کمال یہ ہے کہ اسکا تابع اسکی تبعیت اور اسکے طفیل سے کمال کے تمام درجات تک پہنچے اور کوئی دقیقہ نہ چھوڑے اور یہ معنی عدم توسط میں ہے نہ کہ وجود توسط میں اس سے قبل لکھا حقیقت محمدی تک پہنچنے سے پہلے دنوں طرح سے واسطہ ثابت ہے بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس راہ میں وہ شیوخ جو درمیان میں آئے ہیں وہ شہود سالک میں حاجب و متوسط ہیں افسوس اگر آخر حال میں بھی جذبہ انکا تدراک نہ کرے اور معاملہ پردہ سے بے پردگی تک نہ پہنچے مکتوب نمبر ۱۲۱ دفتر سوم حصہ دوم ص ۱۴۳ آپ نے دیکھا کہ حضرت شیخ قدس سرہ کے محب مفرط کسی طرح بے سمجھی میں حضرت شیخ کیلئے قصور ثابت کرتے ہیں نہ کہ کمال اور جو لوگ کمال ثابت کرتے ہیں انکی مخالفت کرتے ہیں ہاں تو جب توسط و حیلولت مفقود ہو گئی تو کسی دوسرے کی افضلیت میں کوئی چیز مانع نہ رہی تو حضرت شیخ قدس سرہ کی افضلیت درھر عصر برجمیع اولیاء ثابت نہ ہو سکی۔

خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہیں فاذا بلغ المريد حالة شيخه افرد عن الشيخ فقطع عنه فيتولاه الحق۔ پس بکرم و عنایت خود میگیرد کار اورا حق تعالٰی فيقطعه عن الخلق جملتہٗ قطع میکند و باز میدارد اورا از ہمہ خلق چہ شیخ وچہ غیروے چنانچہ باز داشتہ میشود کودک از شیر پس ازاں تربیت و تغذیت نمودہ میشود بالوان اطعمہ وانواع اغذیہ تامیرسد بدرجہ رجال فيكون الشيخ كالظئر والدایہ پس میباشد شیخ مانند دایہ کہ شیر میدہد و مرید ہمچو طفل شیر خوارہ درحجر تربیت وے تامدت رضاع کہ قابل اکل اطعمہ واغذیہ گونہ گون نیست میباشد وچوں از شیر باز داشتہ شد حالش دیگر است لا رضاع بعد الحولين نیست شیر خوارگی پس از دو سال لا خلق بعد زوال الهواء والاراده ہم چنیں نیست تعلق بخلق پس ازدور شدن ہوا و خواہش الشيخ يحتاج اليه مادام ثمه هواء وارادة لكسر هما امابعد زوالهما فلا لانه لاكدورة ولا نقصان زیرا

کہ نیست تیرگی و کمی ونا تمامی بعد اززوال ہو اواراده چہ بعد ازحصول فناء کار تمام شدوسلوک کہ عبارت است از سیر الی اللہ .بنہایت رسیدو سالک بمرتبہ کمال رسید و دردر وازہ ولایت در آمد پس ازاں بقاء یافت و کارش بسیر فی اللہ افتاد اکنوں بتربیت تجلیات متنوعہ الہٰی بوساطت امداد نور محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بمرتبہ تکمیل رسید وبمقام لقا خواہد رسید شرح فتوح الغیب شیخ محقق دہلوی ص ۱۰۳ پس جب مرید شیخ کی حالت پر پہنچ جاتا ہے تو شیخ سے الگ اور جدا کر دیا جاتا ہے۔ پھر حق تعالیٰ خود اسکی تولیت و نگہداشت فرماتا ہے پس اسے ساری مخلوق سے منقطع کر دیتا ہے۔ کیا شیخ اور کیا غیر شیخ جیسے کہ بچے کو دودھ چھڑا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کی تربیت و تغذیت رنگا رنگ طعاموں اور غذاؤں سے کی جاتی ہے تاکہ درجہ رجال تک پہنچ جائے تو شیخ دایہ کی مانند ہے اور مرید طفل شیر خوار کیطرح کہ اسکی تربیت میں مدت رضاع تک رہتا ہے۔ جبتک کہ وہ قسماقسم کے کھانوں اور غذاؤں کے قابل نہیں ہوتا جب دودھ چھڑا دیا جاتا ہے تو اس کا حال دوسرا ہے دو سال کے بعد شیر خوارگی نہیں۔ یونہی ہواوٴ ھوس کے زوال کے بعد مخلوق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں شیخ کی محتاجی اسوقت تک ہے جبتک ھواوٴ ھوس اور ارادہ موجود ہے تاکہ ھواو ھوس کو توڑا جاسکے بہر حال انکے زوال کے بعد شیخ کی محتاجی نہیں اسلیئے کہ اب کوئی کدورت کمی و ناتمامی نہیں اسلئے کہ مقام فناء کے حصول کے بعد کام تمام ہوا اور سلوک جو سیر الی اللہ سے عبارت ہے نہایت کو پہنچا سالک مرتبہ کمال تک پہنچا اور دروازہ ولایت کے اندر داخل ہو گیا اور اسکے بعد مقام بقاء پایا اور سیر فی اللہ کا کام شروع ہو گیا اب تجلیات متنوعہ الہٰی کی وساطت اور نور محمدی کی امداد سے مرتبہ تکمیل تک پہنچ کر مقام بقا پا لے گا۔

حاشیہ:۔

اـ نیز یہاں اقطاب سے مراد علاقائی اور مخصوص شعبہ جات کے اقطاب ہوں گے اس لئے کہ قطب الاقطاب کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ کسی کے توسط سے فیض حاصل کرے حضرات نقشبندیہ کی اصطلاح میں قطب و غوث سے اوپر امام اور امام سے اوپر خلیفہ ہوتا ہے لیکن دوسرے سلاسل کے لوگ غوث و قطب سے

اوپر کے شخص کو قطب الاقطاب یا قطب اعظم یا غوث اعظم کہہ لیتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی قدس سرہ حصر مراتب عروج تا مرتبۂ غوثیت کو کوتہ اندیشی قرار دیتے ہیں ملاحظہ فرمایئے آئندہ اوراق میں حضرت شیخ شامی کا مکتوب گرامی نیز حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی خلیفہ حضرت مظہر جان جاناں نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اقطاب جزئی و اوتاد و ابدال و نجباء جمیع اقسام اولیاء خدا بوے محتاج مے باشند السیف المسلول ص ۲۷ و ص ۲۸ یہاں آپ نے اقطاب جزئی (علاقائی) کہہ کر بات صاف فرمادی ہے۔

نمبر۱۴:۔ اگر حضرت مجدد اپنے اس مکتوب کے ساتھ پہلے مکاتیب کو منسوخ فرماتے تو خواجہ محمد معصوم خود اپنے مکتوبات میں وہی سابقہ موقف اختیار نہ فرماتے جب کہ مکاتیب مجدد کا یہ آخری مکتوب نمبر ۱۲۳ ج ۳ حضرت مجدد کی وفات کے بعد خواجہ محمد معصوم ہی معرض تحریر میں لائے۔ اور یہی اسکے سامع بھی تھے جب راوی خود اپنی روایت کی مخالفت کرتا ہے تو یہی بات اسکے غیر معتبر قرار دیئے جانے کیلئے کافی ہے۔ تو واضح ہوا کہ اس مکتوب میں جعل سازی و تحریف ضرور ہوئی ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم مکتوبات معصومیہ ص ۲۵۶ مطبوعہ ترکی کے مکتوب نمبر ۲۴ میں فرماتے ہیں۔ و برتقدیر تسلیم ایں خلافت خاص بوقت حضرت آدم علیہ السلام بودہ نہ خلافت موبدہ تا اشکال متصور شود چنانچہ درشان حضرت داؤد علیہ السلام فرمودہ یاداوود انا جعلناک خلیفۃ و درشان حضرت مھدی علیہ الرضوان وارد شدہ فان فیھم خلیفۃ اللہ المھدی وازیں قبیل است قطب ارشاد و غوث وقطب مدار کہ درھر وقت میباشند کہ قطبیت و سائر مناصب مخصوص باز منہ ایشان است وہم "چنیں" قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرمودہ است مخصوص باولیاء آں وقت است علی ما حقق اور بصورت تسلیم یہ خلافت حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کے ساتھ خاص تھی نہ خلافت موبدہ کہ اشکال پیدا ہو جیسے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں فرمایا اے دوؤد بلا شبہ ہم نے تجھے اپنا خلیفہ بنایا۔ اور حضرت مھدی علیہ الرضوان کی شان میں وارد ہوا بے شک ان میں اللہ کا خلیفہ مھدی

ہے۔ قطب ارشاد اور غوث وقطب مدار اسی قبیل سے ہیں۔ کہ یہ حضرات ہر وقت میں ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ قطبیت اور تمام مناصب انکے زمانوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور اسی طرح قدمی ھذہ الخ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا اسوقت کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ جیسے کہ تحقیق کر دی گئی ہے۔

نمبر ۱۵:۔ آپکی حیات مبارکہ کے اندر معرض تحریر میں آجانے والے مکاتیب کیلئے جس اہتمام اور تحفظ کا خیال رکھا گیا وہ اہتمام و تحفظ اس مکتوب کیلئے نہ ہو سکا۔ بے اہتمامی یہاں تک پہنچی کہ یہ مکتوب بعض نسخوں میں شامل ہو سکا اور بعض میں شامل اشاعت ہی نہ ہو سکا اندریں حالات بعض الفاظ میں تغیر و تبدل کا وقوع پذیر ہو جانا کچھ بعید نہیں لہٰذا آپ کی حیات طیبہ میں آپ کی زیر نگرانی اہتمام کے ساتھ تحریر اور محفوظ کئے گئے مکاتیب کے مقابلہ میں اس مکتوب کو پیش نہیں کیا جاسکتا بلکہ جن جن نکات میں یہ مکتوب آپ کے سابقہ مکاتیب اور قرآن و سنت و اجماع امت سے متعارض ہو گا انہیں مسترد کر دیا جائے گا۔ ورنہ تقریباً تمام کے تمام مکتوبات بیک مکتوب ضائع و بیکار و منسوخ ماننے پڑیں گے اور حضرت کی ساری زندگی کی محنت رائیگاں جائے گی اور یہی متعصب قادری حضرات کا مقصد وحید ہے۔ اسلئے کہ کسی مقام پر آپ نے افضلیت صحابہ کا ذکر فرمایا ہے اور کہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ و مشائخ سلسلہ کے فضائل ومناقب بیان فرمائے ہیں یہی حال اکثر مکاتیب کا ہے۔ آخر میں ہم غالی حضرات کو چیلنج دیتے ہیں کہ حضرت مجدد کا کوئی ایک مکتوب یا ارشاد ایسا پیش کریں جس میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نزول تام بتایا گیا ہو۔

نمبر ۱۶:۔ جمہور اولیاء کرام کے کشف بھی اسکے مطابق و موافق نہیں اسکے خلاف ہیں لہٰذا جمہور اولیاء کے مقابلہ میں انفرادی کشف ناقابل قبول ہو گا حضرات اولیاء کرام کے ارشادات ملاحظہ کیجئے مگر پہلے۔

حضرت علامہ الوسی کا تبصرہ

حضرت علامہ محمود الوسی حضرت مجدد کے مکتوب نمبر ۱۲۳ پر تبصرہ فرماتے ہوئے

رقمطراز ہیں۔

وھذا مما لاسبیل الی معرفته و الوقوف علی حقیقته الابالکشف و انی لی به والذی یغلب علی ظنی ان القطب قد یکون من غیرھم لکن قطب الاقطاب لایکون الامنھم لانھم ازکی الناس اصلا واو فرھم فضلا وان من ینال ھذہ الرتبة منھم لاینا لھا الاعلی سبیل الاصالة دون النیابة والوکالة وانا لااعقل النیابة فی ذلک المقام وان عقلت قلت کل قطب فی کل عصر نائب عن نبینا علیه من اللّٰہ تعالٰی افضل الصلوۃ واکمل السلام الکامل المکمل ولا بدع فی نیابة الاقطاب بعدہ عنه صلی اللّٰہ علیه واله وسلم کمانابت عنه الانبیاء قبله فھو علیه الصلوۃ والسلام الکامل المکمل للخلیقة والواسطة فی الافاضة علیھم علی الحقیقة وکل من تقدمه عصرا من الانبیاء وتاخر عنه من الاقطاب والاولیاء نواب عنه ومستمدون منه (الی ان قال) واری ان قوله رضی اللّٰہ تعالٰی عنه افلت شموس الخ لایدل علی ان من ینال القطبیة بعدہ من اھل البیت الذین عنصر ھم وعنصرہ واحد نائب عنه لیس له فیض الامنه بل غایة مایدل علیه ویومی الیه استمرار ظھور امرہ وانتشار صیته وشھرۃ طریقه وعموم فیضه لمن استفاض علی الوجه المعرف عند اھله منه روح المعانی ص ۲۰ ج ۲۱ کہ مکتوبات میں یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر بالا صالتہ قطب تھے اور آپکے بعد جس نے بھی یہ مقام پایا بطور نائب پایا۔ جب امام مھدی تشریف لائیں گے تو وہ بالا صالتہ یہ مرتبہ پائیں گے اور اسکی معرفت اور حقیقت پر وقوف کا بغیر کشف کے کوئی سبیل نہیں اور میرے لئے وہ کہاں۔ اور میرا ظن غالب یہ ہے کہ قطب کبھی اہل بیت کے غیر سے ہوتا ہے مگر قطب الاقطاب ان میں سے ہی ہوتا ہے اسلئے کہ یہ اصل کے اعتبار سے سب سے ازکی اور فضل کے اعتبار سے اکمل ہیں اور

ان میں سے جو بھی یہ رتبہ پائیگا نیابت و وکالتہ کے بغیر بالاصالتہ ہی پائیگا اور میں اس مقام میں نیابت نہیں جانتا اگر سمجھوں بھی تو میں کہوں گا کہ ہر قطب ہر زمانہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نائب ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد اقطاب کی نیابتہ کوئی عجیب بات نہیں جیسے کہ آپ سے قبل انبیاء آپکے نائب ہوئے ہیں تو آپ ہی مخلوق کو کامل و مکمل کرنے والے اور درحقیقت افاضہ کا واسطہ ہیں اور جو زمانہ میں آپ سے مقدم ہوئے ہیں یعنی انبیاء اور جو مؤخر ہوئے ہیں یعنی اولیاء آپ ہی کے نواب اور آپ ہی سے مستمد ہیں(الی ان قال) اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ کا قول افلت شموس الاولین الی آخرہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ اہل بیت کرام جن کا اصل اور شیخ جیلانی کا اصل ایک ہے میں سے جو بھی قطبیت پائے گا آپ کا نائب ہو گا زیادہ سے زیادہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ آپکی شہرت اور آپکا سلسلہ قائم وجاری رہیگا۔

اب اصحاب کشف اولیاء کی باتیں سنیں

سند المکاشفین حضرت محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ ص ۱۱۰ ج ۱ میں سیدنا صدیق اکبر کے بارے تحریر فرماتے ہیں فلو فقد النبی صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم فی ذلک الموطن و حضرہ ابوبکر لقام فی ذلک المقام الذی اقیم فیہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم لا نہ لیس ثم اعلی منہ یحجبہ عن ذلک فھو صادق ذلک الوقت وحکیمہ وماسواہ تحت حکمہ

اگر اس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ ہوتے اور ابوبکر موجود ہوتے تو اس مقام پر قائم کیئے جاتے جس میں رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ والہ وسلم قائم کئے گئے اسلئے کہ یہاں آپ سے اعلیٰ و ارفع کوئی نہیں جو آپ کیلئے حجاب بنے آپ اس وقت کے صادق اور حکیم ہیں اور آپ کے ماسوا آپ کے حکم کے تحت۔ سبحان اللہ حق ہے کہ جمیع اولیاء ھر دور سے جو ولی افضل ہے وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں نہ کوئی اور نیز حضرت ابن عربی واشگاف الفاظ میں اعلان فرماتے ہیں کہ نہ تو قطبیت

عظمی ان حضرات میں محصور و مخصوص ہے اور نہ کسی پر بند ہے۔

الباب الرابع عشر فی معرفة اسرار انباء الاولیاء واقطاب الامم من آدم الی محمد صلی اللّٰه علیه و آله وسلم وان القطب واحد منذ خلقه اللّٰه لم یمت واین مسکنه چودھواں باب اولیاء اور اقطاب امم سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک کی خبروں کے اسرار میں اور اسکے بیان میں کہ بلاشبہ (حقیقی) قطب ایک ہے جب سے اللہ نے اسے پیدا کیا فوت نہیں ہوا اور اسکا مسکن کہاں ہے میں فرماتے ہیں۔

اما القطب الواحد فهو روح محمد صلی اللّٰه علیه واله وسلم وهو الممد لجمیع الانبیاء والرسل سلام اللّٰه علیهم اجمعین والاقطاب من حین النشاء الانسانی الی یوم القیامة (الی) ولهذا الروح المحمدی مظاهر فی العالم اکمل مظهره فی قطب الزمان وفی الافراد وفی ختم الولایة المحمدی وختم الولایة العامة الذی هو عیسی علیه السلام فتوحات مکیه ص ۱۵۱ ج ۱

بہر حال وہ ایک قطب پس وہ روح محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے اور وہی جمیع انبیاء ورسل علیہم السلام واقطاب کا ممد ہے۔ نشات انسانی سے لیکر یوم قیامت تک۔ (تا) اور اس روح محمدی کے عالم دنیا میں کئی مظاہر ہیں۔ آپ کے اکمل مظہر قطب زمان اور افراد اور ختم ولایت محمدیہ اور ختم ولایت عامہ یعنی عیسی علیہ السلام ہیں۔ مزید فرماتے ہیں۔ فکانت الانبیاء فی العالم نوابه صلی اللّٰه علیه واله وسلم الی آخر الرسل۔ فتوحات ص ۱۳۵ ج ۱

دنیا میں انبیاء کرام آپ کے نواب تھے آدم علیہ السلام سے لیکر آخری رسول تک۔ فرماتے ہیں۔

فاعلم ان الاقطاب والصالحین اذا سموا باسماء معلومة لا یدعون هنالک الا بالعبودیة الی الاسم الذی یتولا هم قال اللّٰه تعالٰی وانه لما قام عبد اللّٰه یدعوه فسماه عبد اللّٰه وان کان ابوه قد سماه

محمدا واحمد فالقطب ابدامختص بهذا الاسم الجامع وهو عبداللّٰہ ھناک ثم انهم یفضل بعضهم بعضامع اجتماعهم فی ھذا الاسم الذی یطلبه المقام فتخص بعضهم باسم ما غیر ھذا الاسم من باقی الاسماء الالهیة فیضاف الیه وینادی فی غیر مقام القطبیة کموسی صلی اللّٰہ علیه واله وسلم اسمه عبدالشکور و داوود علیه السلام اسمه الخاص به عبدالملک ومحمد صلی اللّٰہ علیه واله وسلم اسمه عبدالجامع وما من قطب الا وله اسم یخصه زائد علی الاسم العام الذی له ھو عبداللّٰہ سواء کان القطب نبیا فی زمان النبوة المقطوع بها او ولیا فی زمان شریعة محمد صلی اللّٰہ علیه واله وسلم وکذلک الاما مان لکل واحد منهما اسم یخصه ینادی به کل امام فی وقته ھناک فا لا مام الایسر عبدالملک والا مام الایمن عبد ربه وھما للقطب وزیران فکان ابوبکر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه عبدالملک وکان عمر عبد ربه فی زمان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه واله وسلم الی ان مات صلی اللّٰہ علیه واله وسلم فسمی ابوبکر عبد اللّٰہ وسمی عمر عبد الملک وسمی الامام الذی ورث مقام عمر عبد ربه ولا یزال الامر علی ذلک الی یوم القیامة فتوحات مکیہ ص ۵۷۱ ج ۲۔

پس جان لے بلاشبہ اقطاب و صالحین جب اپنے معلوم ناموں سے مسمی بنائے گئے تو وہاں (مقام تطبیت) میں کسی اور نام سے نہیں پکارے جاتے صرف عبدیت کے نام سے بلائے جاتے ہیں۔ انکے متولی اسم کی طرف منسوب کرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وانه لما قام عبداللّٰہ یدعوہ تو سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام عبداللہ رکھا۔ اگرچہ آپ کے والد گرامی نے آپ کا نام مبارک محمد و احمد رکھا پس قطب ہمیشہ اس اسم جامع کے ساتھ مختص ہے۔ اور وہ اسم اس مقام کے اعتبار سے عبداللہ ہے پھر اس اسم جس کا تقاضہ مقام کرتا ہے میں اجتماع کے باوجود بعض بعض

سے افضل ہوتے ہیں۔ تو ان میں سے بعض اس اسم کے سوا کسی دوسرے اسم الٰہی کے ساتھ خاص کیے جاتے ہیں۔ تو مقام قطبیت کے علاوہ اسے اس دوسرے اسم کیطرف منسوب کیا جاتا اور بلایا جاتا ہے۔ جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کا نام عبدالشکور اور داؤد علیہ السلام کا اسم خاص عبدالملک اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عبدالجامع ہے۔ اسیطرح ہر قطب کا اسم عام عبداللہ سے زائد ایک اسم مخصوص ہوتا ہے خواہ قطب کوئی نبی تھا زمان نبوت میں جو اب ختم ہو چکی خواہ کوئی ولی شریعۃ محمدیہ کے زمانہ میں صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ یوں ہی امامین سے ہر ایک کا مخصوص نام ہے جس نام سے اسے اپنے وقت میں مقام کے اعتبار سے بلایا جائیگا پس امام یسار عبدالملک اور امام یمین عبدالرب ہے۔ اور وہ دونوں قطب کے دو وزیر ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبدالملک اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبدالرب تھے یہا تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات واقع ہو گئی تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبدالملک اور وہ امام جو حضرت عمر کے مقام کا وارث بنا اسکا نام عبدالرب رکھا گیا اور یہ امر اسی طرح ہمیشہ قیامت تک جاری رہیگا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ مقدسہ سے مراد جمیع ازمنہ نہیں تو کسی اور کیلیئے یہ کیسے ہو سکتاہے۔ سرکار کے زمانہ سے مراد نزول وحی سے لیکر وقت وفات تک کا زمانہ ہے۔ اور یہی آپ کا دور قطبیت تھا۔ اسی طرح ہر قطب کے لئے اپنے منصب خلافت پر فائز ہونے سے لیکر تا وقت وفات اسکا زمانہ ہو گا حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں۔ فمن زمان خلافته الی انتهاء مدت عمره فتوحات ص ۲۷ ج ۴ ایک اور مقام میں فرماتے ہیں۔ لکن الموت عزل الوالی ص ۲۸۹ ج ۴ لیکن موت نے والی معزول کر دیا یعنی وہ ایک قطب جو کبھی نہیں مرتا روح محمد ﷺ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب آپکے مظاہر و نواب اور اپنے اپنے دور کے قطب تھے اور آپ ہی سب کے مد تھے یہا تک کہ اپنے جسد عنصری کے ساتھ اس عالم میں جلوہ گر ہوئے تو زمانہ نزول وحی میں خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم قطب تھے اور آپکے بعد بھی ہر زمانہ میں تا قیامت

اقطاب ہوتے رہیں گے جو کہ آپ کے مظہر ہونگے یہاں تک کہ ختم ولایت محمدی (امام مہدی) اور ختم ولایت عامہ عیسٰی علیہ السلام بھی آپ کے مظہر اور اپنے وقت کے قطب ہونگے۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر فخر نوبت بنوبت اس مقام پر فائز ہوئے۔ امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مقام قطبیت پر تھے۔ کذافی الفتوحات فرماتے ہیں۔ ولا یزال الامر علی ذلک الی یوم القیامۃ یہ امر اسی طرح قیامت تک جاری رہیگا۔ فتوحات ص ۱۵۷ ج ۲ یعنی آپ اسی طرح قیامت تک جلوہ گری فرماتے رہیں گے اور ہر دور کا قطب آپ کا ہی مظہر اور آپ کا نائب ہو گا۔ دیکھئے حضرت ابوبکر و عمر بھی قطب و غوث اعظم ہیں حالانکہ وہ ائمہ اثنا عشر میں ہیں نہ ہی اہل بیت نبی سے نیز جب تمام انبیاء اپنے اپنے دور کے قطب اور خود سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے زمانہ کے قطب تھے تو علی الاطلاق یوں کہنا کس قدر نازیبا ہے کہ قطب تو حضرت شیخ جیلانی کا خادم اور چیلا ہے۔ نیز ثابت ہوا کہ اقطاب کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہیگا کسی پر بند نہ ہے بہت سے بزرگوں نے تو ختمیت کا دعوی بھی کیا ہے مگر کسی نے بایں معنی ایسا دعوی تسلیم نہیں کیا اسلئے کہ یہ فیض ہمیشہ کیلئے جاری ہے۔ اور اسکی بندش کی کوئی دلیل نہیں کیا کسی حدیث یا آیت میں آیا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ خاتم ولایت ہیں ان کے بعد کوئی ولی نہیں ہو گا۔ جب ولایت باقی ہے تو ولایت کے مراتب بھی رواں دواں ہیں ارشاد نبوی ہے " مثل امتی کمثل الغیث لایدری اولہ خیرام آخرہ" تو ثابت ہوا کہ اس امت مرحومہ میں امت کے لائق فیضان باری وخیریت جاری رہے گی فتوحات مکیہ شریف ص ۵۴۵ ج ۱ میں ہے۔ ما منع من المرتبۃ ولا حجر ھامن حیث لا تشریع۔ یعنی نبوت کے علاوہ کوئی مرتبہ منع کیا ہے نہ روکا ہے۔ نیز محی الدین ابن عربی فصوص الحکم کی فص عزیزیہ میں لکھتے ہیں۔ وھذا الحدیث قصم ظھور اولیاء اللہ کہ لا نبی بعدی کی حدیث نے اولیاء کی کمر توڑ دی ہے۔ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ قدمی الخ نے تو قطبیت اصلیہ کو بھی

ختم کر دیا مگر یار لوگوں کو کون سمجھائے کہ اگر مقام قطبیت بھی ختم ہو چکا ہوتا تو اسپر ضرور افسوس کا اظہار فرماتے کہ اولیاء کیلئے ذوق عبودیت کاملہ کا انقطاع تو لا نبی بعدی سے ہو گیا مگر ہمارے لئے تو عبودیت ناقصہ کا دروازہ بھی بند ہو گیا فتوحات کے ص ۲۲۹ ج ۱ میں فرماتے ہیں فهذا الحديث من اشد ماجرعت الاولياء مرارته فانه قاطع للوصلة بين الانسان وبين عبوديته پس یہ حدیث ان سب سے شدید ترین ہے جنکی تلخی اولیاء اللہ نے پائی ہے بلا شبہ یہ انسان اور اسکی عبودیت کے مابین تعلق کی قاطع ہے ص ۲۴ ج ۲ میں ہے وماعدا هذين المقامين فلنا الكلام فيه عن ذوق لان الله ماحجره۔ نبوت و رسالت کے سوا مقامات میں ہم اپنے مشاہدہ و ذوق سے بات کرتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالٰی نے یہ مقامات منع نہیں فرمائے۔

تمام اقطاب رسول کے خلفاء اور نواب ہوتے ہیں اور یہ قطبیت و خلافت حین موت تک ہوتی ہے

فتوحات مکیہ ص ۲۷ ج ۴ میں فرماتے ہیں وما زالت التوقيعات الالهية تنزل من الله على خلفائه بما يعدهم الله به من آمن بالله ورسله من الخير وما توعد به لمن كفر به من الشر مدة اقامة ذالک الخليفة المنزل عليه وهوالرسول الى حين موته فمن زمان خلافته الى انتهاء مدة عمره لا تزال التوقيعات الالهية تنزل عليه فاذامات واستخلف من شاء بوحى من الله له فى ذالک اوترک الامرشورى بين اصحابه فيولون من يجمعون عليه الى ان يبعث الله من عنده رسولا فيقيم فيهم خليفة آخرا لا اذا كان خاتم الخلفاء فان الله يقيم نوابا عنه فيكونون خلفاء الخليفة من عند الله لا انهم فى منزلة الرسل خلفاء من عند الله وهم الاقطاب و امراء المؤمنين الى يوم القيامه اور ہمیشہ توقیعات الٰہیہ اللہ کی طرف سے اسکے خلفاء

پر نازل ہوتی ہیں۔ جن سے وہ ان لوگوں کیساتھ خیر کا وعدہ فرماتا ہے۔ جو اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے اور انمیں شر کی وعید سنائی جاتی ہے جو کافر ہوئے۔ اور یہ توقیعات اس خلیفہ منزل علیہ کی مدت اقامت تک نازل ہوتی رہتی ہیں یعنی موت تک اور یہ خلیفہ رسول ہے پس اسکے زمان خلافت سے انتہاء مدت عمر تک ہمیشہ توقیعات اسپر نازل ہوتی رہتی ہیں۔ پس جب فوت ہو گیا اور اس نے بذریعہ وحی الٰہی جسے چاہا اپنا خلیفہ بنایا یا اس امر کو اپنے اصحاب کے مابین شوریٰ بنا دیا تو وہ جسپر مجتمع ہوگئے اسے اپنا والی بنا لیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی اور رسول مبعوث فرمائے گا تو وہ اللہ کے خلیفہ کے خلفاء ہونگے تو وہ ایک نئے خلیفہ کے طور پر ان میں قیام فرمائے گا مگر جب کہ وہ رسول خاتم الخلفاء (آخری نبی) ہو تو اللہ تعالیٰ اسکے نواب بنائے گا تو وہ اللہ کے خلیفہ کے خلفاء ہونگے نہ یہ کہ وہ رسولوں کے مقام میں ہوں کہ اللہ کے خلفاء بنیں اور وہ (خلفاء خلیفۃ اللہ) قیامت تک ہونے والے اقطاب و امراء مومنین ہیں۔ اس عبارت سے یہ نتیجہ بلا کسی خفاء کے واضح ہے کہ تمام اقطاب رسول (خلیفۃ اللّٰہ) کے خلفاء اور نواب ہوتے ہیں۔ قطب وقت اور رسول کے مابین کسی اور کا واسطہ نہیں ہوتا نیز قطبیت خلافت حین موت تک ہی ہوتی ہے۔

اقطاب محمدیین کی مدت خلافت

حضرت ابن عربی فتوحات مکیہ شریف ص ۷۷ ج ۴ میں محمدی اقطاب جن میں سے ایک ہر زمانہ میں پایا جاتا ہے جسپر عالم کا مدار ہوتا ہے کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

فاعلم ان الاقطاب المحمديين على نوعين اقطاب بعد بعثته واقطاب قبل بعثته فالاقطاب الذين كانوا قبل بعثته هم الرسل وهم ثلاثة مائة و ثلاثة عشر رسولا واما الاقطاب الذين بعد بعثته الى يوم القيامة وهم اثنا عشر قطبا (الى) واعلم ان كل قطب من هولاء الاقطاب له لبس فى العالم اعنى دعوتهم فى من بعث اليهم آجال مخصوصة مسماة تنتهى اليها ثم تنسخ بدعوة اخرى كما تنسخ الشرائع بالشرائع واعنى بدعوتهم مالهم من

الحکم والتاثیر فی العالم فلنذکر مدت اعمار هم فی حیاتهم الدنیا فمنهم من کان عمره فی ولایته ثلاثة وثلا ثین سنة واربعة اشهر ومنهم من کانت مدته ثلاثین سنة وثلا ثة اشهر وعشرة وعشرین یوما ومنهم من دامت مدته ثمانیاوعشرین سنة وثلاثة اشهر وعشرة ایام و منهم من دامت مدته خمساو عشرین سنة ومنهم من دامت مدته اثنتین وعشرین سنة و واحد عشر شهرا و عشرین یوما و منهم من دامت مدته تسع عشرة سنة وخمسة اشهر وعشرة ایام و منهم من دامت مدته ستة عشر سنة وثمانیة اشهر ومنهم من دامت مدته ثلاث عشرة اشهر وعشرین یوما ومنهم من دامت مدته احدی عشرة سنة وثلاثة اشهر وعشرة ایام و منهم من دامت مدته سنتین وتسعة اشهر وعشرة ایام ومنهم من دامت مدته ثمان سنین واربعة اشهر و منهم من دامت مدته خمس سنین وستة اشهر وعشرین یوما وهجیرهم واحد وهو اللّٰه اللّٰه (الی) فذلک هو هجیر القطبیة (الی) وقال علیه السلام لا تقوم الساعة حتی لا یبقی فی الارض من یقول اللّٰه اللّٰه یرید لا یبقی قطب یکون علیه مدار العالم ولا مفردیحفظ اللّٰه بهمته العالم وان لن یکن قطبا فلا تقوم الساعة الاعلی اشرار الناس

اور جان لے بلا شبہ اقطاب محمدیین دو قسم پر ہیں۔ آپکی بعثت کے بعد کے اقطاب اور بعثت سے قبل کے اقطاب۔ وہ اقطاب جو بعثت سے قبل تھے وہ رسل کرام ہیں۔ یہ تین سو تیرہ رسول ہیں۔ اور آپ کی امت کے اقطاب جو آپ کی بعثت کے بعد قیامت تک ہوئے تو یہ بارہ (قسم) کے اقطاب ہیں(تا) اور جان لے بلاشبہ ان اقطاب میں سے ہر قطب کیلئے عالم میں ٹھہرنے کی مدت ہے۔ یعنی ان کی دعوت ان لوگوں کیلئے جنکی طرف انکو بھیجا گیا کی مخصوص اور مقرر مدت ہے۔ اس مدت کے پورے ہونے پر وہ

دعوت اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ پھر دوسری دعوت کے ساتھ منسوخ کر دی جاتی ہے۔ جیسا شرائع شرائع کے ساتھ منسوخ کی جاتی ہیں۔ اور دعوت سے میری مراد عالم میں انکا حکم و تاثیر ہے۔ پس ہم انکی عمروں کی مدتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ انکی دنیاوی زندگی میں پس بعض کی ولایت(قطبیت) کی عمر تیس سال چار ماہ ہوتی ہے۔ اور بعض کی تیس سال تین ماہ بیس دن بعض کی اٹھائیس سال تین ماہ دس دن بعض کی پچیس سال کسی کی بائیس سال گیارہ ماہ بیس دن اور کسی کی انیس سال پانچ ماہ دس دن اور کسی کی سولہ سال آٹھ ماہ کسی کی تیرہ سال دس ماہ بیس دن کسی کی گیارہ سال تین ماہ دس دن۔ کسی کی دو سال نو ماہ دس دن کسی کی آٹھ سال چار ماہ کسی کی پانچ سال چھ ماہ بیس دن اور ان سب کا ذکر ایک ہی ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ اللہ ہے۔ یہ حجیر قطبیت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ زمین میں کوئی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جو اللہ اللہ کہے۔ آپ کی مراد یہ ہے کہ قطب باقی نہ رہے گا۔ جسپر عالم کا مدار ہوتا ہے۔ اور نہ کوئی افراد میں سے باقی ہو گا کہ جسکی ہمت سے اللہ تعالیٰ عالم کی حفاظت فرمائے خواہ وہ قطب نہ ہی ہو تو قیامت قائم نہ ہو گی مگر اشرار الناس پر اس عبارت سے خوب ظاہر ہے کہ ان حضرات کی خلافت و قطبیت مدت حیات تک ہی ہوتی ہے۔ اور موت ایک قاضی ہے جو امر خلافت کو دوسرے کی طرف منتقل کر دیتی ہے۔ اور کوئی فوت شدہ ہمیشہ ہمیشہ مقام قطبیت پر فائز نہیں رہتا۔

قطب اعظم و غوث اعظم کا اس دار دنیا میں بجسدہٖ زندہ موجود ہونا ضروری ہے جملہ اقطاب رسول کے نائب ہیں

فتوحات مکیہ ص ۵ تا ۶ ج ۲ واعلم ان للّٰہ فی نوع من المخلوقات خصائص (الی) وھذا النوع الانسانی ھو من جملۃ الانواع وللّٰہ فیہ خصائص وصفوۃ واعلی الخواص فیہ من العباد الرسل علیھم السلام ولھم مقام النبوۃ والولایۃ والایمان فھم

ارکان بیت ھذاالنوع والرسول افضلھم مقاما واعلاھم حالاای المقام الذی یرسل منه اعلی منزلة عنداللّٰه من سائر المقامات وھم الاقطاب والائمة والاوتاد والذین یحفظ اللّٰه بھم العالم کما یحفظ البیت بارکانه فلوزال رکن منھا زال کون البیت بیتا الاان البیت ھوالدین الاان ارکانه ھی الرسالة والنبوۃ والولایة والایمان الا ان الرسالة ھی الرکن الجامع للبیت وارکانه الا انھا ھی المقصودۃ من ھذا النوع فلا یخلو ھذا النوع ان یکون فیه رسول من رسل اللّٰه کما لا یزال الشرع الذی ھو دین اللّٰه فیه الا ان ذلک الرسول ھوالقطب المشار الیه الذی ینظر الحق الیه فیبقی به ھذا النوع فی ھذہ الدار ولو کفر الجمیع الا ان الانسان لا یصح علیه ھذاالاسم الا ان یکون ذا جسم طبعی وروح ویکون موجودا فی ھذا الدار الدنیا بجسدہ وحقیقته فلا بدان یکون الرسول الذی یحفظ اللّٰه به ھذا النوع الانسانی موجودا فی ھذا النوع فی ھذہ الدار بجسدہ وروحه یتغذی وھو مجلی الحق من آدم الی یوم القیامة ولما کان الامر علی ما ذکر ناہ ومات رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه واله وسلم بعد ماقرر الدین الذی لا ینسخ والشرع الذی لا یبدل ودخلت الرسل کلھم فی ھذہ الشریعة یقومون بھا والارض لا تخلو من الرسول حی بجسمه فانه قطب العالم الانسانی ولو کانو الف رسول یکون الواحد من ھولاء ھو الامام المقصود فابقی اللّٰه بعد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه واله وسلم من الرسل الاحیاء باجساد ھم فی ھذہ الدار الدنیا ثلاثة وھم ادریس علیه السلام بقی حیا بجسدہ واسکنه اللّٰه السماء الرابعة والسموت السبع ھم من عالم الدنیا و تبقی ببقائھا وتفنی صور تھا بفنائھا فھی جزء من

الدار الدنیا فان الدار الا خری تبدل فیها السموت والارض
بغیر هما کما تبدل هذه النشأة الترابیة من نشاءة آخر غیر
هذه کما وردة الا خبار فی السعداء من الصفا والرقة واللطافة
فهی نشأة طبعیة جسمیة لا تقبل الاثقال فلا یغوطون ولا
یبولون ولا یتمخطون کما کانت هذه النشائة الدنیاوی وکذلک
اهل الشقاء وابقی فی الارض ایضا الیاس وعیسی وکلا هما
من المرسلین وهما قائمان بالدین الحنیفی الذی جاء به النبی
صلی اللّٰہ علیه واله وسلم فهولاء ثلاثة من الرسل المجمع
علیهم واما الخضر وهوالرابع فهو من المختلف فیه عند غیر
نا لاعند نا فهوء لاء باقون باجسادهم فی الدار الدنیا فکلهم
الاوتاد و اثنان منهم الامامان و واحد من هم القطب الذی هو مو
ضع نظر الحق من العالم فما زال المرسلون فلا یزالون فی هذه
الدار الی یوم القیامة وان لم یبعثوا بشرع ناسخ ولاهم علی غیر
شرع محمد صلی اللّٰہ علیه واله وسلم ولکن اکثر الناس لا
یعلمون والواحد من هوء لاء الاربعة الذین هم عیسی والیاس
وادریس و خضر هو القطب واحد ارکان بیت الدین وهو رکن
الحجر الاسود واثنان من هم هما امامان واربعة هم الاوتاد
فبالواحد یحفظ اللّٰہ الایمان وبالثانی یحفظ اللّٰہ الولایة وبالثالث
یحفظ اللّٰہ النبوة وبالرابع یحفظ اللّٰہ الرسالة وبالمجموع
یحفظ اللّٰہ الدین الحنیفیه فالقطب من هولاء لا یموت ابدا ای
لا یصعق وهذه المعرفة التی ابرزنا عینها للناظرین لا یعرفها
من اهل طریقنا الا الافراد الامناء و لکل واحد من هؤلاء الاربعة
من هذه الامة فی کل زمان شخص علی قلوبهم مع وجود هم هم
نوابهم فاکثر الاولیاء من عامة اصحابنا لا یعرفون القطب

والامامین والوتد الاالنواب لا هوء لاء المرسلون الذین ذکر نا
هم ولهذا یتطاول کل واحد من الامة لنیل هذه المقامات واذا
حصلوا او خصوا عرفوا عند ذلک انهم نواب لذلک القطب
ونائب الامام یعرف ان الامام غیره وانه نائب عنه وکذلک الوتد
فمن کرامة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه واله وسلم محمد ان جعل
من امته و اتباعه رسلا وان لم یرسلو افهم من اهل المقام الذی منه
یرسلون وقد کانوا رسلا فاعلم ذلک ولهذا صلی رسول اللّٰه
صلی اللّٰه علیه واله وسلم لیلة اسرائه بالانبیاء علیهم السلام فی
السموات لتصح له الامامة علی الجمیع حسابجسمانیته
وجسمه فلما انتقل صلی اللّٰه علیه واله وسلم بقی الامر
محفوظابهولاء
الرسل فثبت الدین قائما بحمد اللّٰه ماانهدم منه رکن اذکان له
حافظ یحفظه وان ظهر الفساد فی العالم الی ان یرث اللّٰه الارض
ومن علیها وهذه نقطة فاعرف قدرها۔ فانک لست تراهافی
کلام احد منقول عنه اسرار هذه الطریقة غیر کلا منا ولو لا ما
القی عندی فی اظهار ها ما اظهر تها لسر یعلمه اللّٰه ما اعلمنا به
ولا یعرف ما ذکر ناه الانوابهم خاصة لا غیر هم من الاولیاء
فاحمد اللّٰه یااخواننا حیث جعلکم اللّٰه ممن قرع سمعه اسرار
اللّٰه المخبوة فی خلقه التی اختص اللّٰه بها من شاء من عباده
فکونوا لها قابلین مومنین بها فلا تحرموا التصدیق بها فتحر
مواخیرها قال ابویزید البسطامی وهواحد النواب لا بی موسی
الدیبلی یا ابا موسی اذا راء یت من یومن بکلام ابل هذه الطریقة
فقل له یدعولک فانه مجاب الدعوة (الی)

اور جان لے بلا شبہ مخلوق کی ہر نوع میں اللہ کے خصائص ہیں۔ اور یہ نوع انسانی بھی
جملہ انواع میں سے ہے۔ اور اس میں بھی اللہ کے چنیدہ و برگزیدہ ہیں۔ اور خواص میں

سے اعلی رسل علیہم السلام ہیں اور انکے لئے مقام نبوت و ولایت وایمان ثابت ہے۔
پس وہ اس نوع کے بیت کے ارکان ہیں اور رسول مقام و حال کے اعتبار سے ان میں افضل و اعلی ہے۔ یعنی وہ مقام جس سے رسول بھیجا جاتا ہے۔ عند اللہ تمام مقامات سے اعلی ہے۔ اور وہی اقطاب ائمہ و اوتاد ہیں۔ اور انہیں کے ساتھ اللہ تعالیٰ عالم کی حفاظت فرماتا ہے۔ جیسے مکان کی حفاظت اسکے ارکان کے ساتھ کیجاتی ہے۔ اگر ایک رکن بھی ذائل ہو گیا تو بیت کا بیت ہونا باقی نہ رہا خبردار بیت سے مراد دین ہے خبردار اس کے ارکان رسالت نبوت ولایت اور ایمان ہیں۔ خبردار بلا شبہ رسالت ھی ایسا رکن ہے جو بیت اور اسکے ارکان کا جامع ہے۔ خبردار یہی اس نوع کا مقصود ہے۔ تو یہ نوع اس سے خالی نہ ہو گی کہ اس میں اللہ کے رسولوں میں سے کوئی رسول ہو جیسے کہ شریعت جو کہ اللہ کا دین ہے ہمیشہ رہے گی خبردار بلا شبہ یہ رسول ھی وہ قطب ہے۔ جو مشار الیہ ہے۔ جسکی طرف حق تعالی نظر فرماتا ہے۔ پس اسی کے بسبب دار دنیا میں اس نوع کو باقی رکھتا ہے خواہ سارے کے سارے کافر ہوں خبردار بلاشبہ انسان پر یہ اسم (قطب) درست نہ ہو گا مگر یہ کہ بجسدہ زندہ ہو اور اپنے جسم اور حقیقت کے ساتھ موجود ہو لہٰذا ضروری ہے کہ وہ رسول جسکے بسبب اللہ تعالیٰ اس نوع کی حفاظت فرماتا ہے۔ اس نوع انسانی میں دنیا کے اندر اپنے جسد و روح کے ساتھ موجود ہو۔ غذا کھاتا ہو اور وہی تجلی گاہ حق ہے از آدم علیہ السلام تایوم قیامت اور جب معاملہ وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غیر منسوخ دین اور غیر متبدل شریعت مقرر کر دینے کے بعد وفات پا چکے اور سارے کے سارے رسول اس شریعت میں داخل ہو چکے اسی کو قائم کریں گے اور زمین بجسدہ زندہ رسول سے خالی نہیں تو وہی رسول عالم انسانی کا قطب ہے۔ اگرچہ ہزار رسول ہوں مگر ضروری ہے کہ ان میں سے ایک ہی امام مقصود ہو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد اس دار دنیا میں تین رسول اپنے اجساد کے ساتھ زندہ رکھے ادریس علیہ السلام اپنے جسم کے ساتھ زندہ ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں چوتھے آسمان پر ٹھرایا۔ ساتوں آسمان عالم دنیا میں سے ہیں اس کی بقا کے ساتھ باقی رہیں گے اور اس کے فناء کے ساتھ انکی شکل و

صورۃ فناء ہو جائے گی۔ تو یہ دار دنیا کا ایک جز ہیں۔ بلا شبہ دار آخری میں آسمان و زمین تبدیل کردیئے جائیں گے جیسے کہ یہ نشات ترابیہ دیگر نشات کے ساتھ تبدیل کر دی جائے گی جیسے کہ نیکوں کی صفائی رقت اور لطافت کے بارے میں خبریں وارد ہوئی ہیں۔ تو یہ طبیعت جسمانیہ کی نشات نو ہے۔ جو ثقل قبول نہیں کرتی نہ وہ لوگ بول و براز کرینگے اور نہ ناک سے فضلہ چھینکیں گے جیسے کہ دنیا میں ہے یونہی اھل شقاء۔ اور الیاس و عیسٰی علیہماالسلام بھی زمین میں باقی رکھے گئے ہیں یہ دنوں رسولوں سے ہیں اوردین حنیفی پر قائم ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم لائے تو یہ تین رسول ہیں جنکا رسول ہونا متفق علیہ ہے۔ چوتھے خضر ہیں یہ دوسروں کے نزدیک مختلف فیہ ہیں نہ ہمارے نزدیک۔ یہ حضرات اپنے اجساد کے ساتھ دار دنیا میں موجود ہیں۔ یہ سب اوتاد ہیں۔ ان میں سے دو امام اور ایک قطب ہے۔ جو موضع نظر حق تعالٰی ہے۔ تو اس دار دنیا میں رسول قیامت تک ہمیشہ رہیں گے اگرچہ انہیں کسی شرع ناسخ کے ساتھ مبعوث نہیں کیا گیا۔ اور نہ ھی وہ شریعت محمد صلی اللہ علیہ ؤالہ وسلم کے علاوہ کسی اور شریعت پر ہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور ان چار عیسی 'الیاس' ادریس' خضر' میں ایک قطب ہے۔ اور وہ ارکان بیت دین میں سے ایک ہے۔ اور وہ رکن حجر اسود ہے۔ اور ان سے دو امام ہیں اور وہ چاروں اوتاد ہیں۔ پس ایک کے ساتھ اللہ تعالی ایمان کی اور دوسرے کے ساتھ ولایت کی تیسرے کے ساتھ نبوت اور چوتھے کے ساتھ رسالت کی اور مجموع کے ساتھ دین حنیفی کی حفاظت فرماتاہے۔ پس ان میں سے قطب کبھی نہ مریگا یعنی اسے صعقہ نہ ہوگا۔ اور یہ وہ معرفت ہے جسے ہم نے ناظرین کے سامنے رکھ دیا ہے۔ جسے افراد امناء کے سوا ہمارے اہل طریق میں سے کوئی نہیں جانتا اور ہر زمانہ میں ان میں سے ہر ایک کے قلب پر امت میں سے ایک شخص ہوتا ہے۔ یہ لوگ انکے نواب ہیں پس اکثر اولیاء ہمارے عامہ اصحاب میں سے قطب 'امامین' وتدکو نہیں جانتے صرف نواب کو جانتے ہیں۔ ان رسل کرام کو نہیں جانتے جن کا ہم نے ذکر کیا اسی لیئے امت میں سے ہر شخص ان مقامات کو پانے کی خواہش کرتا ہے۔ جب وہ پا لیتے ہیں یا خاص بنا دیئے جاتے ہیں تو جان جاتے ہیں کہ وہ تو اس قطب کے نواب ہیں۔

اور نائب امام جان لیتا ہے کہ امام (درحقیقت) کوئی اور ہے۔ اور یہ خود اسکا نائب ہے۔ ایسے ہی وند ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کرامت و بزرگی سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسل کرام کو آپکی امت و اتباع میں سے بنایا اگرچہ رسول بنا کر نہیں بھیجے گئے مگر وہ اس مقام کے اھل ہیں جس سے رسول بھیجے جاتے ہیں اور انہیں رسول بنا کر بھیجا بھی گیا تھا پس اسے جان لو۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آسمانوں پر لیلتہ الاسراء میں انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی۔ تا کہ جسم اور جسمانیت کے ساتھ حسی طور پر آپکی سب پر امامت درست ہو جائے تو یہ امر (دین) ان رسل کرام کے بسبب قائم و محفوظ ہے۔ تو دین بحمد اللہ قائم ہے۔ اسکا کوئی رکن منہدم نہیں ہوا اسلیئے کہ اسکی حفاظت کرنے والا موجود ہے۔ جو اسکی حفاظت کرتا ہے۔ اگرچہ عالم میں ظہور و غلبہ فساد ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ارض و من علیہا کا وارث ہو گا یہ بہت بڑا نکتہ ہے۔ اسکی قدر جان تو اسے کسی کے کلام میں منقول نہ پائے گا۔ ماسوا ہمارے کلام کے۔ اگر ان کے اظہار کا القاء نہ کیا جاتا تو میں ان اسرار کا افشا نہ کرتا۔ اس (اظہار کا) راز اللہ ہی جانتا ہے۔ ہمیں اس کا علم نہیں دیا جو کچھ ھم نے ذکر کیا ہے اسکا عرفان صرف انکے نواب کو ھی حاصل ہے۔ دوسرے اولیاء اس راز کو نہیں جانتے اے بھائیو اللہ تعالیٰ کا حمد کرو کہ تمہیں ان لوگوں میں سے بنایا جن کے کانوں میں اپنے مخفی اسرار ڈال دیئے جنکے ساتھ اپنے خاص بندوں میں سے جسے چاہا خاص فرمایا پس ان کو قبول کرنے والے اور تصدیق کرنے والے ھو جاؤ ان کی تصدیق سے محروم نہ ہو کہیں انکی خیر سے محروم نہ رہ جاؤ۔ بایزید بسطامی جو کہ خود نواب میں سے ایک ہیں۔ ابوموسی الدیبلی سے فرمایا اے ابوموسی جب تو ایسے شخص کو دیکھے جو اھل طریقت کے کلام کی تصدیق کرتا ہے۔ تو اس سے اپنے لئے دعا کراؤ اس لئے کہ وہ مستجاب الدعا ہے۔ (تا)

ولكن الاقطاب المصطلح على ان يكون ذلك الاسم مطلقامن غير اضافة لا يكون منهم فی الزمان الاواحد وهو الغوث ايضا وهو من المقربين سيد زمانه ومنهم من يكون ظاهر الحكم ويحوز الخلافة الظاهرة كما حاز الخلافة الباطنة من جهة المقام كابی بكر و عمر وعثمان وعلی والحسن ومعاوية ابن يزيد و عمر بن عبدالعزيز و المتوكل ومنهم من له الخلافة الباطنة خاصة ولا حكم له فی الظاهر كاحمد بن هارون الرشيد السبطی وكابی يزيد البسطامی و اكثر الاقطاب لا حكم لهم فی الظاهرو منهم رضی اللّٰه تعالٰی عنهم الائمة ولايزيدون فی كل زمان علی اثنين لا ثالث لهما الواحد عبدالرب والآخر عبدالملک والقطب عبداللّٰه قال تعالٰی وانه لما قام عبداللّٰه يعنی محمدا صلی اللّٰه عليه وسلم فلكل رجل اسم الهی يخصه به يدعی عبداللّٰه ولو كان اسمه ما كان فالا قطاب كلهم عبداللّٰه والائمة فی كل زمان عبدالملک وعبدالرب وهما اللذان يخلفان القطب اذمات وهما للقطب بمنزلة الوزيرين الواحد منهم مقصور علی مشاهدة عالم الملكوت و الاخر مع عالم الملک لیکن اصطلاحی اقطاب کہ ان پر یہ نام بلا اضافت مطلقاً بولا جائے تو ان میں سے ایک زمانے میں صرف ایک ہی ہو گا اور یہی غوث بھی ہے یہ اللہ کے مقربین میں سے اپنے زمانے کا سردار ہے بعض ان میں سے ایسے ہیں جنکا حکم ظاہر ہوتا ہے۔ اور خلافت باطنیہ اور ظاھریہ اپنے مقام و مرتبہ کے بسبب جمع کر لیتا ہے جیسے ابوبکر عمر، عثمان، علی، حسن، معاویہ بن یزید، عمر بن عبدالعزیز، متوکل اور ان میں سے بعض کیلئے صرف خلافت باطنیہ ہوتی ہے انکے لئے ظاہر میں حکم نہیں ہوتا جیساکہ احمد بن ہارون الرشید السبطی اور بایزید بسطامی۔ اکثر اقطاب کیلئے ظاھری حکومت نہیں ہوتی اولیائے کرام میں سے آئمہ ہیں۔ جو ہر زمانے میں صرف دو ہوتے ہیں ان کے ساتھ

کوئی تیسرا نہیں ہوتا۔ ایک کا نام عبدالرب اوردوسرے کا نام عبدالملک ہوتا ہے۔ اور قطب کا نام اپنے مقام کے اعتبار سے عبداللہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وانه لما قام عبداللّٰه یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس ہر آدمی کیلئے ایک مخصوص اسم الٰہی ہے قطب کو اپنے مقام کے اعتبار سے عبداللہ کہا جائے گا خواہ اس کا کوئی بھی نام ہو پس اقطاب سارے کے سارے عبداللہ ہیں اور آئمہ ہر زمانے میں عبدالملک اور عبدالرب ہیں اور یہی دونوں قطب کے فوت ہونے پر اسکے خلیفہ بنتے ہیں اور یہ دونوں قطب کیلئے بمنزلہ وزیر ہیں ایک عالم ملکوت کے مشاہدہ میں مصروف ہے دوسرا عالم ملک کے مشاہدہ میں حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام کے بارے لکھتے ہیں وهو القطب الذی لم یمت الی الآن والاقطاب فینا نوابه فتوحات مکیہ ص ۴۵۵ ج ۲ اور یہی وہ قطب ہے جو اب تک فوت نہیں ہوا اور ہم میں اقطاب اس کے نواب ہیں نیز فرماتے ہیں ولا بد فی کل زمان وجود قطب علیه یکون مدار ذلک الزمان اور ہر زمانے میں قطب کا وجود ضروری ہے جس پر اس زمانہ کا دارومدار ہو گا فتوحات ص ۱۹۴ ج ۴ لو جی اب تو سارے ہی نائب بن گئے کوئی بھی اصلی قطب نہ رہا تو قطبیت اصلیہ وغیر اصلیہ کی بحث کا سرے سے مکمل خاتمہ ہو گیا اگر کوئی اصلی قطب ہے تو وہ صرف رسول ہے ماسوائے رسل عظام کے سارے حضرات نائب قطب ہیں کیا شیخ عبدالقادر جیلانی اور کیا حضرت بایزید بسطامی اور جو بھی نائب ہیں وہ قطب کے نائب ہیں جو کہ رسول ہے نہ کسی اور کے وللہ الحمد اب یا تو سب کو اصلی مان لو یا کوئی بھی اصلی نہ رہیگا

مانو نہ مانو جان من تمہیں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

یہ تو بہت بڑے قادری شیخ کے ارشادات ہیں جن کے دادا پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں اور جو لسان القوم ہیں اف۔ جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

موت کے بعد خلافت دوسرے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے

الامام الحافظ ابونعیم الا صبہانی حلیۃ الاولیاء ص ۹ ج ا پر حدیث بیان فرماتے ہیں عن عبداللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان للّٰہ عزوجل فی الخلق ثلاث مائۃ قلوبھم علی قلب آدم علیہ السلام وللّٰہ تعالٰی فی الخلق اربعون قلوبھم علٰی قلب موسٰی علیہ السلام وللّٰہ تعالٰی فی الخلق سبعۃ قلوبھم علٰی قلب ابراھیم علیہ السلام وللّٰہ تعالٰی فی الخلق ثلاثۃ قلوبھم علٰی قلب میکائیل علیہ السلام وللّٰہ تعالٰی فی الخلق واحد قلبہ علٰی قلب اسرافیل علیہ السلام فاذا مات الواحد ابدل اللّٰہ عز وجل مکانہ من الثلاثۃ واذامات من الثلاثۃ ابدل اللّٰہ مکانہ من الخمسۃ واذا مات من الخمسۃ ابدل اللّٰہ مکانہ من السبعہ واذامات من السبعۃ ابدل اللّٰہ مکانہ من الاربعین واذا مات من الاربعین ابدل اللّٰہ مکانہ من الثلاث مائۃ واذا مات من الثلاث مائۃ ابدل اللّٰہ مکانہ من العامۃ فبھم یحیی ویمیت ویمطر وینبت ویدفع البلاء قیل لعبد اللّٰہ بن مسعود کیف بھم یحیی ویمیت قال لانھم یسئلون اللّٰہ عزوجل اکثار الامم فیکثرون ویدعون علی الجبابرہ فیقصمون ویستسقون فیسقون ویسئلون فتنبت لھم الارض ویدعون فیدفع بھم انواع البلاء

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپنے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل کے مخلوق میں تین سو ایسے ولی اللہ ہیں جن کے دل آدم علیہ السلام کے دل پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مخلوق میں چالیس ایسے ولی ہیں جن کے قلوب موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مخلوق میں سات ایسے ولی ہیں جن کے قلوب قلب ابراہیم علیہ السلام پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مخلوق میں تین ایسے ولی ہیں جن کے قلوب قلب میکائیل علیہ السلام پر ہیں اور اللہ

تعالیٰ کا مخلوق میں ایک ایسا ولی ہے جسکا قلب قلب اسرافیل علیہ السلام پر ھوتا ہے۔ جب وہ ایک فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تین میں سے ایک شخص اسکے مقام پر مقرر فرماتا ہے اور جب تین میں سے کوئی فوت ہو جائے تو پانچ میں سے ایک شخص اور جب پانچ میں سے کوئی فوت ہو جائے تو سات میں سے ایک شخص اور جب سات میں سے کوئی فوت ہو جائے تو چالیس میں سے ایک شخص اور جب چالیس میں سے کوئی فوت ہو جائے تو تین سو میں سے ایک شخص اور جب تین سو میں سے ایک شخص فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ عام لوگوں میں سے کوئی ایک شخص اسکی جگہ پر مقرر فرماتا ہے۔ پس انکے بسبب زندہ فرماتا ہے اور مارتا ہے اور بارش دیتا ہے اور انگوری اگاتا ہے اور بلا دفع کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کو کہا گیا کہ کیسے انکے بسبب زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے فرمایا اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے امم کے زیادہ کرنے کا سوال کرتے ہیں تو ان کو بڑھا دیا جاتا ہے جبابرہ کے خلاف دعا کرتے ہیں تو انکو توڑ دیا جاتا ہے۔ اور بارش طلب کرتے ہیں تو بارش دیئے جاتے ہیں۔ اور اللہ سے سوال کرتے ہیں تو زمین انکے لئے انگوریاں اگا دیتی ہے۔ اور دعا کرتے ہیں تو انکے بسبب انواع بلا دفع کر دی جاتی ہیں۔

ہر زمانے میں ایک شخص حضور علیہ السلام کے قلب انور یا قدم اطہر پر ہوتا ہے

حضرت محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ شریفہ ص ۱۳ ج ۲ پر فرماتے ہیں۔ ومنھم رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم اربعۃ انفس فی کل زمان لا یزیدون ولا ینقصون (الی) احدھم علی قلب محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم والاخر علی قلب شعیب علیہ السلام والثالث علی قلب صالح علیہ السلام والرابع علی قلب ھود علیہ السلام اور ان میں سے رضی اللہ تعالیٰ عنھم چار اشخاص ہر زمانے میں ہوتے ہیں جو نہ زیادہ ہوتے ہیں نہ کم (تا) ان میں سے ایک قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دوسرا قلب شعیب علیہ السلام اور تیسرا قلب صالح علیہ السلام پر چوتھا قلب ھود علیہ السلام پر ہوتا ہے۔ حضرت

مجدد الف ثانی مکتوبات ص ۸۴ ج ۲ پر لکھتے ہیں۔

اور وہ اولیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین جو آپ کے (نبی اکرم ﷺ) قدم پر ہیں ص ۸۵ ج ۲ پر فرماتے ہیں اولیاء اللہ کا ایک گروہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم وبارک کے قدم مبارک پر ہے نیز اور وہ گروہ جو آں سرور علیہ و علیہم السلام کے قدم مبارک پر ہے نیز ص ۹۳ ج ۲ میں ہے۔ قطب محمدی المشرب ہوتا ہے۔ اور محمدیوں کیلئے تجلی ذات ہے یہ قطب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوتا ہے (ملخصا) نیز مکتوبات کے ص ۱۰۹ ج ۲ پر ہے۔ ولایت کا درجہ پنجم خاتم الرسل علیہم الصلوۃ والسلام کے زیر قدم

ابن عربی فرماتے ہیں اعلم ان لهذا المنزل اربعة عشر حكما الاول يختص بصاحب الزمان والثاني والثالث يختص بالامامين والرابع و الخامس والسادس والسابع يختص بالاوتاد والثامن والتاسع والعاشر والاحد عشر والاثنا عشر والثالث عشر والرابع عشر يختص بالابدال وبهذه الاحكام يحفظ الله عالم الدنيا فمن علم بذالمنزل علم كيف يحفظ الله الوجود عالم الدنيا ونظيره من الطب علم تقويم الصحة كما انه بالابدال تنحفظ الاقاليم وبالاوتاد ينحفظ الجنوب والشمال والمغرب والمشرق وبالامامين ينحفظ عالم الغيب الذى في عالم الدنيا وعالم الشهادة وهو ما ادركه الحس وبالقطب ينحفظ جميع هولاء فانه الذى يدور عليه امر عالم الكون والفساد وهولاء على قلب اربعة عشر نبيا وهم آدم وادريس و نوح و ابراهيم و يوسف و هود و صالح و موسى و داوودو سليمان و يحيى وهارون و عيسى و محمد سلام الله عليهم وعلى المرسلين والحمد لله رب العلمين ص ۵۲۰ ج ۴ فتوحات جان لے بلاشبہ اس منزل کے ۱۴ حکم ہیں اول صاحب زمان (قطب وقت) کے ساتھ خاص ہے دوسرا اور تیسرا امامین کے ساتھ مختص ہے۔ چوتھا پانچواں چھٹا ساتواں اوتاد کے ساتھ خاص آٹھواں نواں دسواں

گیارھواں اور بارھواں تیرھواں چودھواں ابدال کے ساتھ اختصاص رکھتا ہے۔ ان احکام کے ساتھ اللہ تعالیٰ عالم دنیا کی حفاظت فرماتا ہے۔ جو اس کو جان لے وہ یہ معلوم کرلیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وجود عالم دنیا کی کیسے حفاظت فرماتاہے۔ اسکی نظیر طب میں علم تقویم صحت ہے جیسے ابدالوں کے ساتھ اقالیم کی اور اوتاد کے ساتھ جنوب شمال مغرب مشرق کی امامین کے ساتھ عالم الغیب کی جو عالم دنیا میں ہے اور عالم شھادۃ کی جسکا حس ادراک کرتی ہے اور قطب کے ساتھ ان سب کی حفاظت کی جاتی ہے اسی پر عالم کون وفساد کا دارومدار ہے اور یہ حضرات چودہ نبیوں کے قلب پر ہوتے ہیں۔ آدم ادریس نوح ابراہیم یوسف ہود صالح موسیٰ داوود سلیمان یحیٰ ھارون عیسیٰ اور محمد سلام اللہ علیہم وعلی المرسلین ہیں والحمدللہ رب العلمین نیز فرماتے ہیں فلا بدفی کل زمان وجود قطب ص ۱۹۴ ج ۴ ھر زمانہ میں قطب کا وجود ضروری ہے۔ فرماتے ہیں ولھذا لا یکون فی الزمان الاواحد یسمی الغوث والقطب وھوالذی ینفرد بہ الحق ویخلوبہ دون خلقہ فاذا فارق ھیکلہ المنور انفرد بشخص آخر لا ینفرد بشخصین فی زمان واحد فتوحات ص ۵۵ ج ۲ یہی وجہ ہے کہ زمانہ میں صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ جسے غوث اور قطب کہا جاتا ہے اور یہی وہ ہے جس کے ساتھ حق تعالیٰ منفرد ہوتا ہے جب اس کی صورت منورہ سے جدا ہوتا ہے تو کسی اور شخص کے ساتھ منفرد ہوتا ہے۔ ایک زمانے میں دو شخصوں کے ساتھ منفرد نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عربی سرکار ﷺ کے قدم پر

نیز فرماتے ہیں فمنھم من ھو علی قلب آدم علیہ السلام ومنھم من ھو علی قلب ابراھیم علیہ السلام و من ھم من ھو علی قلب عیسی علیہ السلام ومنھم من ھو علی قلب محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم (الی ان قال) والذی علی قلب محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم لہ رکن الحجر الاسود و ھولنا بحمد اللّٰہ فتوحات ص ۱۶۰ ج ۱ نیز فرماتے ہیں علی قلب فلان و ربما یقول بعضھم علی

قدم فلان و ھو بھذالمعنی نفسہ فتوحات ص ۹ ج ۲ یعنی اولیاء کرام میں سے بعض قلب آدم پر بعض قلب ابراہیم پر بعض قلب عیسی علیہ السلام اور بعض قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتے ہیں(الی ان قال) وہ جو قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا ہے اس کیلئے رکن حجر اسود ہوتا ہے اور وہ بحمد اللہ ہمیں حاصل ہے فرمایا بعض قلب فلاں کہتے ہیں اور بعض قدم فلاں اور اسکا بعینہٖ وہی معنی ہے یعنی علی قلب فلاں وعلی قدم فلاں کا مقصد و مفہوم ایک ہی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سید نا محی الدین ابن عربی قطب اعظم و غوث اعظم تھے حالانکہ آپ سادات میں سے ہیں نہ آئمہ اثناعشر سے نیز آپ غوث پاک کے بعد پیدا ہوئے ہیں اور دعوی کر رہے ہیں کہ میں قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں تو واضح ہو گیا کہ "انی علی قدم النبی بدر الکمال کا مفہوم یہ نہیں کہ کوئی دوسرا اس بدر کمال کے قدم پہ ہو ہی نہیں سکتا بلکہ اس کا صحیح مفہوم یہ ہو گا کہ اولیاء کرام کی قدسی جماعت سے بعض حضرت آدم علیہ السلام کے قدم پہ بعض حضرت موسی کے قدم پہ بعض حضرت خلیل اللہ کے قدم پر بعض عیسی علیہ السلام کے قدم پر اور بعض حضرات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوتے ہیں اور میں ان اولیاء میں سے ہوں جنکا قدم سرکار کے قدم پر ہے

اکابر مشائخ چشت اہل بہشت میں سے ہر شیخ سرکار ﷺ کے قدم پر ہے

غوث زمان سیدنا حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی فرماتے ہیں۔

ہست ھریک پیر چشتی اے فتا   بر قدم گاہ محمد مصطفیٰ

انتخاب مناقب سلیمانیہ فارسی شائع کردہ گولڑہ شریف یعنی مشائخ چشت اہل بہشت میں سے ہر پیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے۔

غوث اعظم و قطب اعظم نہ زندہ غائب ہو سکتا ہے

نہ فوت شدہ نیز قطب کیلئے نسل کی کوئی قید نہیں۔

عارف رومی فرماتے ہیں۔

پس بہر دورے ولی قائم است تا قیامت آزمائش دائم است۔

پس ایک ولی قائم (قطب الاقطاب) ہر دور میں ہے قیامت تک آزمائش دائم ہے۔

ہر کرا خوئے نکوباشد برست ہر کسے کو شیشہ دل باشد برست

جسکی عادت اچھی ہو وہ نجات پا گیا جس کا دل شیشہ کا ہو گا وہ ٹوٹ گیا

پس امام حی و قائم آں ولی است خواہ از نسل عمر خواہ از علی است

پس زندہ اور قائم امام (قطب) وہ ولی ہے خواہ حضرت عمر کی نسل ہو یا حضرت علی کی۔

مہدی وہادی ویست اے نیکخو ہم نہان وھم نشستہ پیش او

اے نیک بخت مہدی وہادی وہی ہے چھپا ہوا اور سامنے بیٹھا ہوا بھی ہے

اوچوں نوراست و خرد جبریل او آں ولی کم از وقندیل او۔

مثنوی مولانا روم ص۔ ۸۷ دفتر دوم

وہ نور کیطرح اور عقل اسکی جبرائیل ہے اس سے کم (درجہ کا) ولی اسکا قندیل ہے

ولی قائم اور امام حی وقائم سے مراد قطب الاقطاب ہے شیعہ مسلک کے مطابق ایسا امام صرف اہل بیت سے ہو سکتا ہے مولانا رو فرماتے ہیں کہ قطب کیلئے نسل کی کوئی قیدو خصوصیت نہیں وہ نسل عمر سے بھی ہو سکتا ہے اور نسل علی سے بھی اور ھر دور میں جو قطب الاقطاب ہوتا ہے وہی زندہ و قائم امام ہے مہدی بھی وہی ہے اور ھادی بھی تو ثابت ہوا کہ امام وقت یعنی غوث اعظم و قطب اعظم نہ زندہ غائب ہو سکتاہے نہ فوت شدہ اور نہ ہی یہ منصب ختم ہوا ہے ایسا زندہ ولی ھر دور میں ہونا ضروری ہے شیعان علی کا عقیدہ ہے کہ قطب زندہ غائب ہے اور محبان مفرط شیخ جیلانی کا عقیدہ ہے کہ فوت شدہ قیامت تک کیلئے قطب ہے۔

شعر غوث اعظم درمیان اولیاء الخ علامہ رومی

کی طرف نسبت افتراء محض ہے

بعض کذاب مثنوی شریف مولانا روم سے یہ شعر منسوب کرتے ہیں

غوث اعظم درمیان اولیاء الخ

حالانکہ پوری مثنوی شریف میں اسکا کوئی نام ونشان نہیں۔ نیز غوث اعظم کسی ایک شخص کا نام نہیں اس منصب پر قائم ھرولی کا لقب ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال تھے صاحب مقام نہ تھے

حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب حال صدق تھے صاحب مقام صدق نہ تھے آپ ہی کے تلمیذ شیخ عاقل ابوالسعود صاحب مقام صدق تھے مقام صدق حال صدق سے اعلی ہے فتوحات ص ۲۲۳ ج ۲ فتوحات مکیہ ص ۱۷۷ ج ۳ پر فرماتے ہیں۔

وصاحب الحال له الشطح وكذلك كان رضي الله تعالٰی عنه ولا يلزم الادب الا صاحب مقام اور صاحب حال کیلئے شطح ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ ایسے ہی تھے ادب صرف صاحب مقام ھی لازم پکڑتا ہے۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں اصحاب الاحوال مغلوب العقل ہوتے ہیں۔ فتوحات ص ۶۸۴ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔ انما هذا المقام لاصحاب الاحوال المغلوب علی عقولهم ص ۳۵۸ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔ فان حكم صاحب الحال حكم المجنون الذی ارتفع عنه القلم فلايكتب لاله ولا عليه (الی) فالمحب ان كان صاحب علم هوا تم من كو نه صاحب حال فالحال فی هذه الدار الدنيا نقص وفی الآخرة تمام والعلم هنا تمام وفی الاخرة تمام واتم

بلاشبہ صاحب حال حکم مجنون میں ہے جو کہ مرفوع القلم ہے پس نہ اس کیلئے کچھ لکھا

جاتا ہے نہ۔اس پر (تا) پس خدا کا محب صاحب علم و عقل ہو تو وہ صاحب حال سے اتم ہے۔ پس حال اس دار دنیا میں نقص ہے اور آخرت میں تمام اور علم یہاں بھی تمام ہے اور آخرت میں بھی بلکہ اتم ہے۔ ص ۵۰۲ ج ا میں فرماتے ہیں۔

فان اصحاب الاحوال محجوبون بالحال عن العلم الصحيح فصاحب الحال اذالم يكن محفوظا عليه ادبه لم يواخذ بسوء الادب اذكان لسانه لسان الحال وصاحب العلم مواخذ بادنى شيئى لا نه ظاهر فى العالم بصورة الحق وكم بين من يظهر فى وجوده بربه وبين من يظهر بحاله شتان بين المقامين ومابعد مابين المنزلتين شاهد العلم عدل وشاهد الحال فقير الى من يزكيه فى حاله ولا يزكيه الاصاحب العلم ولما كان العلم بهذه العزت شرعت التزكية فى حكم الشرع بغلبة الظن فيقول احسبه كذا واظنه كذالانه لا يعلم كل احد مامنزلة ذلك المزكى عند الله فلا يزكى على الله احدا واذا افتقر صاحب الحال الى التزكية بغلبة الظن فهو الى العالم صاحب العلم افقر وافقر فانه مع من يزكيه كلا هما محتاجان الى صاحب العلم العلم منجلى يظهر نفسه والحال ملتبس يحتاج الى دليل يقويه لضعفه ان يلحق بدرجة الكمال فصاحب الحال يطلب العلم وصاحب العلم لا يطلب الحال اى عاقل يكون من يطلب الخروج من الوضوح الى اللبس پس بلاشبہ اصحاب احوال علم صحیح سے محجوب ہوتے ہیں پس صاحب حال جب محفوظ الادب نہ ہوتو سوء ادبی کیوجہ سے اس پر مواخذہ نہیں کیا جاتا اسلئے کہ اسکی لسان لسان حال ہے۔ اور صاحب علم ادنی شئی پر بھی مواخذ ہوتا ہے۔ اسلئے کہ وہ عالم میں بصورت حق ظاھر ہے۔ اور بہت زیادہ فرق ہے اس شخص میں جو اپنے رب کے ساتھ ظہور کرتا ہے۔ اور اسمیں جو حال کے ساتھ ظہور کرتا ہے۔ دونوں مقاموں کے درمیان کس قدر فاصلہ ہے اور دونوں منزلوں میں کتنا بعد ہے۔ شاہد علم شاھد عدل ہے اور شاھد حال مزکی کا فقیر و محتاج اوراسکا تزکیہ

صرف صاحب علم ہی کرے گا اور جب علم کا یہ عزو مرتبہ ہے تو شریعت کے حکم کے مطابق تزکیہ غلبہ ظن کے ساتھ مشروع کیا گیا تو یوں کہے میں اسے ایسا گمان کرتا ہوں۔ میرا اسکے بارے میں اسطرح ظن ہے۔ اسلئے کہ ھر کوئی نہیں جانتا کہ اس مزکی کا عند اللہ کیا مرتبہ ہے۔ لہٰذا اللہ کی ذات پر کسی کا تزکیہ نہ کرے۔ جب صاحب حال غلبہ ظن کے ساتھ تزکیہ کا محتاج ہے تو وہ صاحب علم عالم کا بہت ہی محتاج ہے۔ اسلئے کہ وہ (صاحب حال) اپنے مزکی سمیت دونوں ہی صاحب علم کے محتاج ہیں علم ایک روشنی ہے جو خود ظاھر ہے اور حال ایک ملتبس و مشتبہ چیز ہے جو اپنے ضعف کی بنا پر ایسی دلیل کا محتاج ہے جو اسے تقویت دے صاحب حال علم کا طالب ہے۔ اور صاحب علم حال کو طلب نہیں کرے گا۔ کونسا عاقل ہے جو وضوح (وضاحت و روشنی) سے التباس و اشتباہ کیطرف خروج طلب کرے فتوحات ص ۳۱۹ ج ۲ میں ہے فان الکامل کلما علا فی المقام نقص فی الحال بلا شبہ کامل جس قدر مقام میں بلند ہوا حال میں کم ہوا فتوحات ص ۴۵۸ ج ۳ میں ہے۔ فان الوارث یجب علیہ ستر الحال فان اظھارہ موقوف علی الامر الالھی الواجب بلا شبہ وارث پر ستر حال واجب ہے پس بلاشبہ اس کا اظہار امر الہی واجب پر موقوف ہے۔ یعنی امر وجوبی کے بغیر اظہار نہ کرے ص ۲۷۰ ج ۲ میں ہے۔ فان ظھر من ھذا الولی مایدل علی منزلتہ من ربہ بما یعطی من التمکن والتصرف فی العالم ولیس برسول فھو رعونۃ وصاحب نقص پس اگر اس ولی سے کوئی ایسی بات ظاھر ہوئی جو اسکے رب کے ہاں منزلت و مرتبت پر دلالت کرے اس چیز کے سبب کہ اسے عالم میں تمکن و تصرف دیا گیا ہے حالانکہ وہ رسول نہیں تو یہ رعونت ہے اور وہ صاحب نقص ہے۔ حضرت بایزید بسطامی کے بارے فرماتے ہیں سب مقامات جمع کر لینے کے بعد لا مقام تک پہنچ گئے تو آپکو محمدی کہا جائیگا ص ۲۲۳ ج ا یعنی شیخ ابوالسعود حضرت شیخ جیلانی سے افضل تھے اور حضرت بایزید بھی قطب اعظم ہیں اور شیخ جیلانی قدس سرہ سے افضل و اعلی تھے نیز فرماتے ہیں فمن الاولیاء من حصل جمیع ہذہ الانواع کابی یزید و سھل

بن عبداللّٰہ ص ۴۰ ج ۲ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی و حضرت شیخ ابوالسعود کے ذکر کے بعد حضرت شیخ ابوالسعود کے بارے ایک اور مقام میں فرماتے ہیں انی اقطع ان میزانہ بین الشیوخ کان راجحا ص ۱۲۴ ج ۲ فتوحات۔

قطبیت عظمیٰ اہل بیت کے ساتھ مختص نہیں

غوث صمدانی سیدنا عبدالوہاب شعرانی اپنے شیخ قطب وقت حضرت علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے قطبیت کے بارے میں سوال کیا وسالتہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ عن القطبیۃ ھل لھامدۃ یقیم فیھا صاحبھا من سنۃ فما دونھا الی ثلثۃ ایام الی یوم کماقیل فقال رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اعلم انہ لیس للفروع الاماکان للاصول فقد اقام صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی القطبیۃ مدۃ رسالتہ وھی ثلث وعشرون سنۃ علی الاصح واتفقو اعلی انہ لیس بعدہ احد افضل من ابی بکر الصدیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ وقد اقام فی خلافتہ عن اللّٰہ ورسولہ سنتین ونحوار بعۃ اشھر وھو اول الخلفاء الاقطاب واستمرت القطبیۃ بعدہ الی ظھور المھدی فھو آخر الخلفاء المحمدیین ثم یتولی بعدہ قطب وقتہ وخلیفۃ اللّٰہ عیسی بن مریم علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام فیقیم فی الخلافۃ اربعین سنۃ فالحق عدم تقدیر مدۃ القطبیۃ بمدۃ معینۃ قال وقد بلغنا عن الشیخ ابی النجاء سالم المروزی انہ اقام فی القطبیۃ دون العشرۃ ایام وکذالک الشیخ ابی مدین المغربی فقلت لہ فھل یختص القطب بکونہ لایکون الامن اھل البیت کماسمعتہ من بعضھم فقال لا یشترط ذلک، ولعل من اشترط ذلک کان شریفا فتعصب لنسبہ واللّٰہ اعلم (درر الغواص علی فتوی سیدی علی الخواص علی حاشیۃ الابریز ص ۹۰)

ترجمہ۔ میں نے آپ سے قطبیت کے بارے سوال کیا کہ کیا اس کی کوئی مدت مقرر ہے سال یا سال سے کم تین دن تک یا ایک دن تک جیسا کہ کہا گیا ہے آپ نے فرمایا جان لے کہ بے شک فروع کیلئے نہیں ہے مگر وہ جو اصول کیلئے تھا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مقام قطبیت پر مدت رسالت میں قائم رہے۔ جو کہ تیئس سال ہے اصح قول کے مطابق اور اس بات پر سب متفق ہیں کہ آپ کے بعد کوئی بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل نہیں تو حضرت ابوبکر اللہ ورسول کے خلافت میں دو سال اور تقریبا چار ماہ رہے آپ خلفاء اقطاب میں سے اول ہیں آپ کے بعد قطبیت ہمیشہ جاری رہی امام مھدی کے ظہور تک وہ محمدی خلفاء میں سے آخری ہیں۔ پھر آپ کے بعد قطبیت کے والی ہوں گے اپنے وقت کے قطب اور اللہ کے خلیفے عیسیٰ علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام ۔ آپ اس خلافت میں چالیس سال قیام فرمائیں گے تو حق یہ ہے کہ قطبیت کیلئے کوئی مدت مقرر اور معین نہیں۔ ہمیں شیخ ابوالنجاء سالم المروزی کے بارے پہنچا ہے کہ آپ دس دن سے بھی کم مقام قطبیت میں رہے۔ اسی طرح شیخ ابی مدین مغربی۔ میں نے حضرت علی الخواص کو عرض کی کہ کیا قطب صرف اہل بیت میں سے ہی ہو سکتا ہے اور اہل بیت کے ساتھ مختص ہے دوسرے لوگوں سے نہیں ہو سکتا جیسا کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شرط نہیں اور شاید کہ جس نے یہ شرط لگائی ہے وہ سید تھا تو اس نے اپنے نسب کیلئے تعصب کیا واللہ اعلم۔

اس عبارت سے کئی چیزیں واضح ہو گئیں۔

نمبر ۱:۔ قطبیت کے لئے کوئی مدت معین و مقرر نہیں کی گئی۔

نمبر ۲:۔ نیز جو مقام قطبیت پر قائم کیا جاتا ہے وہ اپنی آخر حیات تک ہی اس منصب پر قائم رہتا ہے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نمبر ۳:۔ ھر زمانے کا علیحدہ علیحدہ قطب ہوتا ہے سیدنا عیسی علیہ السلام بھی اپنے وقت کے قطب ہونگے۔

نمبر ۴:۔ نیز مقام غوثیت عظمی اہل بیت کے ساتھ مختص نہیں۔
نمبر ۵:۔ قطبیت ہمیشہ ہمیشہ جاری ہے۔

رسول پاک سے بلاواسطہ فیض

حضرت شیخ امام احمد ابو العباس المرسی فرمایا کرتے تھے۔

لی اربعون سنة ماحجبت عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولو حجبت طرفة عین ماعددت نفسی من جملة المسلمین

طبقات الکبری شعرانی کہ مجھے چالیس سال ہو گئے ہیں کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حجاب نہیں کیا گیا اگر آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی حجاب کر دیا جائے تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہ کروں یہ شیخ ابو العباس وہ ہیں جن کے بارے۔

حضرت ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ

فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو شیخ ابو العباس کو لازم پکڑو اس کی پاس جنگلی شخص آتا ہے جو اپنی ایڑیوں پر بولکرتا ہے تو واپس نہیں جاتا مگر یہ اسکو اللہ کے ساتھ ملا دیتا ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے شیخ کے بارے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ماضی زمانہ میں میرے شیخ حماد الدباس تھے اور اب میں دو دریاؤں سے پلایا جاتا ہوں بحر نبوت و بحر فتوت یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کو کہا گیا کہ آپ کا شیخ کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں شیخ عبدالسلام بن مشیش کیطرف منسوب کیا جاتا تھا اور اب میں کسی کیطرف منسوب نہیں ہوں بلکہ میں دس دریاؤں سے فیض حاصل کرتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر، عثمان، علی، اور جبرائیل، میکائیل، عزرائیل اسرافیل، اور الروح الاکبر۔ الطبقات للشعرانی

حضرت ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی الہجویری رحمۃ اللہ علیہ غوث اعظم سیدنا ابراہیم بن ادھم

قدس سرہ کے بارے میں لکھتے ہیں منھم امیر الامراء وسالک طریق لقا ابواسحاق ابراھیم بن ادھم منصور رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ یگانہ بود اندر طریق خود و اندر عصر خود سید اقران خود بود مرید حضرت پیغمبر صلی اللّٰہ علیہ وسلم بود کشف المحجوب ص ۴۷ یعنی حضرت ابراھیم بن ادہم یکتائے روز گار اور اپنے عصر کے قطب اعظم اور براہ راست سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرید تھے۔

حضرت ابراہیم المبتولی

علامہ نبہانی افضل الصلوۃ ص ۱۰۲ پر لکھتے ہیں سیدی ابراھیم المبتولی ھو شیخ الوارث المحمدی الشیخ علی الخواص شیخ سیدی عبدالوھاب الشعرانی وقد ترجمه فی طبقات الاولیاء بترجمة حافلة قال فی اولھا کان من اصحاب الدوائر الکبری فی الولایة ولم یکن له شیخ الارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وکان یقول وعزة ربی مار ایت فی الاولیاء اکبر فتوة من سیدی احمد البدوی رضی اللّٰہ تعالٰی عنه ولذلک اخی بینی وبینه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ولو کان ھناک من ھو اکبر فتوة منه لاخی بینی وبینه سیدی ابراہیم المبتولی سیدی عبدالوہاب الشعرانی کے شیخ الوارث المحمدی علی الخواص کے شیخ تھے۔ طبقات الاولیاء میں امام شعرانی نے آپکے حالات بیان فرمائے ہیں جن کی ابتداء میں فرمایا کہ آپ (ابراہیم المبتولی) ولایت میں اصحاب دوائر کبری میں سے تھے اور آپکا کوئی شیخ نہ تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ فرمایا کرتے تھے مجھے اپنے رب کی قسم ہے میں نے اولیاء میں میدان فتوۃ کے اندر سیدی احمد البدوی سے بڑا کوئی نہیں دیکھا۔ اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اس کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی۔ اگر یہاں فتوۃ میں اس سے بڑا کوئی اور ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور اسکے درمیان مواخاۃ قائم فرماتے۔

شیخ اکبر ابن عربی

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قادری فتوحات مکیہ ص ۷۷ ج ۴ پر رقمطراز ہیں وعاشرت من الرسل محمدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم و ابراھیم وموسی و عیسی و داوود و مابقی فروية لا صحبة میں نے رسولوں میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابراھیم موسیٰ عیسیٰ ہود داؤد علیہم السلام کے ساتھ باقاعدہ معاشرت کی باقی انبیاء کرام کی رویت ہوئی نہ کہ صحبت فتوحات کے ص ۵۷۲ ج ۲ پر تحریر کرتے ہیں۔ مجھے ایک شخص امام وقت ملے اور فرمایا لا تنتم الا للّٰہ فلیس لا حد ممن لقیتہ علیک ید مما انت فیہ بل اللّٰہ تولاک بعنایتہ (الی) ولا تنتسب الیھم وانتسب الی ربک (الی) وکان حال ہذا الامام مثل حالی سواء لم یکن لاحد ممن لقیہ علیہ ید فی طریق اللّٰہ الا اللّٰہ سوائے اللہ کے کسی کی طرف اپنی نسبت نہ کر اس لئے کہ تو اللہ کی جس نعمت میں ہے۔ اس میں تیرے ملنے والوں میں سے کسی کا تجھ پر احسان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت خاص سے تیری تولیت فرمائی ہے۔ اپنی نسبت انکی طرف نہ کر اپنے رب کی طرف کر۔ (تا) اور اس امام کا حال میرے جیسا تھا اسے ملنے والوں میں سے کسی کا بھی طریق خدا میں اس پر کوئی احسان نہ تھا ماسوائے اللہ تعالیٰ کے۔

شیخ محقق کا فیصلہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح فتوح الغیب ص ۱۰۴ پر لکھتے ہیں۔

و بعضے از مجذوباں و محبوباں باشند کہ درابتدائے حال نیزاگرچہ در صحبت مشائخ واہل تربیت باشند امادرحقیقت تربیت و ترقیت ایشاں از جائے دیگر باشد چنانچہ حال شریف وے رضی اللہ تعالیٰ عنہ بود کہ فرمود

انا ما ربانی رسول اللّٰہ ولیس لا حد علی منة بعد اللّٰہ ورسولہ و شیخ ابن عطاء اللّٰہ اسکندری از شیخ مکین الدین اسمر نقل

کردہ کہ گفت انا ما ربانی الارسول اللّٰہ علیہ السلام و از شیخ عبدالرحیم قناوی آوردہ کہ گفت انا لا منۃ لا حد علی الا لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (الی) وبہر تقدیر وظیفہ بعد از وصول نفی غیر وقطع از ماسوائے حق است اور مجذوبوں و محبوبوں سے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ابتداء حال میں اگرچہ مشائخ و اھل تربیت کی صحبت میں ہوتے ہیں مگر درحقیقت انکی تربیت و ترقی کسی دوسرے مقام سے ہوتی ہے جیساکہ آپ کا حال تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ آپ فرماتے ہیں میں وہ ہوں جسکی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اوراللہ اور رسول اللہ کے بعد کسی کا مجھ پر احسان نہیں اور شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری شیخ مکین الدین اسمر سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میری کسی اور نے تربیت نہیں کی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور شیخ عبدالرحیم قناوی کے بارے ذکر کیاکہ آپ نے فرمایا میرے اوپر کسی کا احسان نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (تا) اور بہر تقدیر وظیفہ بعد از وصول غیر کی نفی اور ماسوائے حق سے منقطع ہونا ہے یعنی بہرصورت بعد ازوصل ھر واصل کیلئے نفی غیر و عدم و ساطت لازمی ولابدی ہے اسی کا نام وصل ہے ورنہ وصل کیسا

حضرت سیدنا محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء قدس سرہ

کی شان میں حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اے شہرت عاشقی بجامت

وزدوست زماں زماں پیامت

در سیر وصال ھر دو عالم

داخل بمسافت دوگامت

شد سلک فرید از تو منظوم

زانست کہ شد لقب نظامت

درگاہ تو قبلہ ملائک

پراں چوں کبوتراں بیامت

نیز لکھتے ہیں ۔

اے خاصہ قرب لی مع اللہ

سرخیل مقربان درگاہ۔

بعض دیگر عظیم المرتبت مشائخ کرام کے کلمات والہ برعلو

فقیر یہاں مزید وضاحت کیلئے ذکر کرتا ہے ان میں سے بعض حضرات نے صراحتا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی پر اپنی افضلیت بیان کی ہے تو ان اقوال سے بھی واضح ہوتا ہے کہ حضرت شیخ اپنے زمانہ قطبیت میں ہمعصر حضرات سے افضل تھے۔ آپ کے ہمعصر حضرات سے بھی بعض شیخ سے فضیلت حاصل کر گئے جیسے کہ پہلے بھی ثابت ہو چکا ہے۔

حضرت سیدی ابراہیم الدسوقی فرماتے ہیں شیخ عبدالقادر میرے پیچھے تھے

سیدی عارف ربانی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی نے طبقات کبری ص ۱۵۸ ج ۱ میں شیخ المشائخ عارف باللہ سیدی ابراہیم الدسوقی کا ذکر فرمایا آپ کے ملفوظات کے ذکر سے پہلے ملخصا وہ کلمات مبارکہ بھی ملاحظہ فرمایئے جن سے حضرت امام شعرانی نے حضرت شیخ دسوقی کی تعریف کی ہے۔

ومنهم الشيخ العارف باللّٰه تعالٰے سيدى ابراهيم الدسوقى القرشى رضى اللّٰه تعالٰى عنه هو من اجلاء مشائخ الفقراء اصحاب الخرق وكان من صدور المقربين وكان صاحب كرامات ظاهرة و مقامات فاخرة له المعراج الا على فى المعارف و المنهاج الاسنى فى الحقائق و الطور الارفع فى المعالى والقدم الراسخ فى احوال النهاية واليد البيضاء فى علوم الموارد و الباع الطويل فى التصريف النافذ وهو احد من اظهره

اللّٰہ تعالٰی الی الوجود و ابرزہ رحمۃ للخلق واوقع لہ القبول التام عند الخاص والعام صرفہ فی العالم ومکنہ فی احکام الولایۃ وقلب لہ الاعیان وخرق لہ العادات وانطقہ بالمغیبات واظہر علی یدہ العجائب وصومہ فی المہد رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ ۔

حضرت شیخ الدسوقی فرماتے ہیں۔

انا موسی علیہ السلام فی منا جاتہ انا علی فی حملاتہ انا کل ولی فی الارض خلعتہ بیدی البس منہم من شئت ان فی السماء شاھدت ربی وعلی الکرسی خاطبتہ انا بیدی ابواب النار غلقتھا و بیدی جنۃ الفردوس فتحتھا من زارنی اسکنتہ جنت الفردوس و اعلم یا ولدی ان اولیاء اللّٰہ تعالٰی الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون متصلون باللّٰہ و ماکان ولی متصل باللّٰہ تعالٰی الا وھو یناجی ربہ کما کان موسی علیہ السلام یناجی ربہ وما من ولی الا و یحمل علی الکفار کما کان علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ یحمل و کنت انا و اولیاء اللّٰہ اشیا خافی الازل بین یدی قدیم الازل و بین یدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ عزوجل خلقنی من نور رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و امرنی ان اخلع علی جمیع الاولیاء فخلعت علیھم بیدی وقال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا ابرھیم انت نقیب علیھم فکنت انا و رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و اخی عبدالقادر خلفی و ابن رفاعی خلف عبدالقادر ثم التفت الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و قال لی یا ابراھیم سرالی مالک فقل لہ یغلق النیران و سر الی رضوان و قل لہ یفتح الجنان ففعل مالک ما امر بہ و رضوان ما امر بہ

میں اپنی مناجات میں موسی علیہ السلام ہوں اور اپنے حملوں میں علی ہوں تمام روئے زمین کے ھر ولی کو میں اپنے ہاتھ سے خلعت دیتا ہوں جسے چاہوں پہناؤں۔ میں نے آسمان میں اپنے رب کا مشاہدہ کیا اور کرسی پر اس سے خطاب کیا۔ میں نے اپنے ہاتھوں ابواب نار کو بند کیا اور ابواب جنت کو کھول دیا جس نے میری زیارت کی اسے میں جنت الفردوس میں ٹھہراؤنگا اور اے میرے بیٹے جان لے بلا شبہ اولیاء اللہ جن پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہونگے اللہ کے ساتھ متصل ہوتے ہیں اور جو بھی متصل باللہ ولی ہے، وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے جیسے موسی علیہ السلام اپنے رب سے مناجات کرتے تھے اور کوئی ولی نہیں مگر وہ کفار پر حملہ کرتا ہے جیسے حضرت علی حملہ کرتے تھے میں اور اولیاء اللہ ازل میں ہی مشائخ تھے قدیم ازل کے سامنے اللہ تعالیٰ نے مجھے نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا فرمایا اور مجھے حکم دیا کہ تمام اولیاء کو خلعت دوں تو میں نے انہیں اپنے ہاتھ سے خلعت پہنائی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابراہیم تو ان پر نقیب ہے تو میں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے بھائی عبدالقادر میرے پیچھے تھے اور ابن رفاعی عبدالقادر کے پیچھے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابراہیم مالک کی طرف جا اور اسے کہہ دے کہ جہنم کو بند کر دے اور رضوان کی طرف جا کر اسے کہہ دے کہ جنت کو کھول دے تو مالک نے وہ کچھ کیا جس کا امر دیا گیا اور رضوان نے وہ کچھ کیا جس کا امر دیا گیا۔

حضرت امام شعرانی فرماتے ہیں۔

هذا الکلام من مقام الاستطالة تعطی الرتبة صاحبها ان ینطق بما ینطق وقد سبقه الی نحوذلک الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللّٰہ تعالٰی عنه

یہ کلام مقام استطالتہ سے ہے اس کے صاحب کو یہ رتبہ دیا جاتا ہے کہ جو چاہے بولے اور آپ سے پہلے ایسے ہی مقام پر شیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے ہیں۔

آپکی ایک نظم میں ہے۔

سقانی محبوبی بکاس المحبة فتهت عن العشاق سکر ابخلوتی

ولاح لنا نور الجلالة لواضا لصم الجبال الراسیات لدکت

وکنت انا الساقی لمن کان حاضرا اطوف علیہم کرۃ بعد کرۃ

ونادمنی سرا ببسر وحکمۃ وان رسول اللہ ﷺ شیخی وقدوتی

وعاھدنی عھدا حفظت بعھدہ وعشت وثیقا صادقا بمحبتی

وحکمنی فی سائر الارض کلھا وفی الجن والاشباح والمردیۃ

وفی ارض الصین والشرق کلھا لاقصی بلاد اللہ صحت ولایتی

انا الحرف لا اقرء لکل مناظر وکل الوری من امر ربی رعیتی

وکم عالم قد جاءنا وھو منکر فصار بفضل اللہ من اھل خرقتی

وما قلت ھذا القول فخرا وانما اتی الاذن کی لا یجھلون طریقتی

ایک اور نظم کے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

انا ذلک القطب المبارک امرہ فان مدار الکل من حول ذروتی

انا شمس اشراق العقول ولم اقل ولا غبت الا عن قلوب عمیۃ

وبی قامت الانباء فی کل امۃ بمختلف الاراء والکل امتی

ولا جامع الاولی فیہ منبر وفی حضرۃ المختار فزت ببغیتی

نعم نشاتی فی الحب من قبل آدم وسری فی الاکوان من قبل نشاتی

انا کنت فی العلیا مع نور احمد علی الدرة البیضاء فی خلویتی

انا کنت فی رؤیا الذبیح فدائه بلطف عنایات و عین حقیقة

انا القطب شیخ الوقت فی کل حالة انا العبد ابراهیم شیخ الطریقة

الطبقات الکبری جزء ثانی میں حضرت شیخ ابراہیم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

وکان یقول لکل زمان واحد لا مثل له فی علمه وحکمه من اهل زمانه ولا ممن هو فی زمان سابق علی زمانه لا نه سبقه زمان آخر ولسان هذا الواحد یقول لتلامذته کنتم خیر امة اخرجت للناس لانهم اخذو اعن امام لم یقدمه مثله ولم یعاصره نظیر وان للما موم حکم امامه فان قال لهم ذلک بلسانه فذلک منه حق رصدق آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہر زمانہ میں ایک ایسا ہوتا ہے کہ اہل زمان میں سے کوئی علم و حکم میں اسکا مماثل نہیں ہوتا اور نہ سابق زمانہ میں کہ سابق زمانہ اور تھا اور اس واحد کی لسان اپنے تلامذہ کو کہتی ہے "کنتم خیر امة اخرجت للناس" اسلئے کہ انہوں نے ایسے امام سے اخذ فیض کیا ہے کہ جس کا مثل نہ اس سے قبل ہوا نہ اسکے عصر میں اسکی نظیر ہے اور ماموم کیلئے وہی حکم ہے جو امام کا ہے تو اگر یہی بات اپنی زبان سے انہیں کہہ دے تو یہ حق و صدق ہے۔ یعنی ہر زمانہ کا قطب بے مثل و بے مثال ہوتا ہے وہ ایسی بات کہہ سکتا ہے اور اسکی بات حق و صدق بھی ہے مگر ایسی باتوں سے اسکا فرد وقت ہونا ھی مفہوم ہوتا ہے۔ نہ کہ جمیع متقدمین و متاخرین ہر عصر پر افضلیت

سیدی محمد وفا سیدی علی وفا

الطبقات الکبری جزء ثانی میں امام شعرانی فرماتے ہیں۔

منهم عارف باللّٰہ سیدیمحمد وفا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کان من اکابر العارفین واخبر ولدہ سیدی علی وفا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ انہ خاتم الاولیا صاحب الرتبۃ العلیۃ قال سیدی و والدی صاحب الختم الاعظم فالشاذلی وجمیع الاولیاء من جنود مملکتہ فھویحکم ولا یحکم علیہ من سائر الدوائر فلا یقال لنا لم لا تقرؤن حزب الشاذلی لانکم من اتباعھم فافھم

سیدی و والدی صاحب ختم اعظم ہیں تمام اولیاء آپکی مملکت کے سپاھی ہیں تو تمام ادوار میں آپ حاکم ہیں اور آپ پر حکم نہیں کیا جاتا تو ہمیں نہیں کہا جاسکتا کہ تم حزب شاذلی کیوں نہیں پڑھتے کہ تم تو ان کے اتباع سے ہو۔ پس سمجھ لو۔

امام شعرانی تبصرہ فرماتے ہیں

قلت قد ادعی مقام الختمیۃ جماعۃ من الصادقین فی الاحوال والذی یظھر ان لکل زمان ختما بقرینۃ قولہ فیما سبق لکل ولی خضر واللّٰہ اعلم

امام شعرانی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں مقام ختمیت کا صادقین فی الاحوال کی ایک جماعت نے دعوی کیا ہے اور جو ظاھر ہے یہ ہے کہ ھر زمانہ کا ایک ختم ہوتا ہے اسپر آپکا سابق قول قرینہ ہے کہ ھر ولی کا ایک خضر ہے واللہ اعلم۔

سیدی ابوالحسن الشاذلی وسیدی شمس الدین الحنفی

اب آپ سیدی ابوالحسن الشاذلی و سیدی شمس الدین محمد الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ امام شعرانی کے الفاظ میں سنئے

منھم الشیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ شیخ الطائفۃ الشاذلیۃ وکان کبیر المقدار عالی المنار (الی ان قال) بانہ قطب الزمان والحامل فی وقتہ لواء اھل الصیاف حجۃ الصوفیۃ علم المھتدین زین العارفین استاذ الاکابر زمزم الاسرار و معدن الانوار القطب الغوث الجامع ابوالحسن الشاذلی رضی اللّٰہ

تعالٰی عنه وکان الشیخ تقی الدین بن دقیق العید رضی اللّٰه تعالٰی عنه یقول مارایت اعرف باللّٰه من الشیخ ابی الحسن الشاذلی رضی اللّٰه تعالٰی عنه ومنهم سیدنا و مولانا شمس الدین محمد الحنفی رضی اللّٰه تعالٰی عنه وکان رضی اللّٰه عنه من اجلاء مشائخ مصر و سادات العارفین صاحب الکرامات الظاهرة والافعال ال فاخرة والاحوال الخارقة والمقامات السنیة والهمم العلیة صاحب الفتح المولق و الکف المخرق (الی ان قال) کان له الباع الطویل فی التصریف النافذ والید البیضاء فی احکام الولایة والقدم ال راسخ فی درجات النهایة (الی ان قال) وهواحد من اظهره اللّٰه تعالٰی الی الوجود وصرفه فی الکون و مکنه فی الاحوال وانطقه بالمغیبات۔ وخرق له العوائد وقلب له الاعیان و اظهر علی یدیه العجائب (الی ان قال)

وکان یقول الشیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللّٰه تعالٰی عنه سیظهر بمصر رجل یعرف بشمس الدین الحنفی یکون فاتحا لهذا البیت ویشتهر فی زمانه ویکون له شان عظیم ویقول الحنفی خامس۔ خلیفة من بعدی وکان یقول الشیخ شمس الدین محمد الحنفی وجدت مقام سیدی ابی الحسن الشاذلی رضی اللّٰه تعالٰی عنه اعلی من مقام سیدی عبدالقادر الکیلانی رضی اللّٰه تعالٰی عنه۔ وذکر یوما عنده سیدی عبدالقادر الجیلی رضی اللّٰه تعالٰی عنه فقال لوحضر عندنا عبدالقادر هنا لکان تادب معنا

شیخ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے تھے عنقریب مصر میں ایک مرد ظاہر ہو گا جو شمس الدین الحنفی کے نام سے معروف ہو گا اور وہ اس بیت کا فاتح ہو گا اپنے زمانہ میں مشہور ہو گا اور اسکی عظیم شان ہو گی اور فرماتے حنفی میرے بعد

پانچواں خلیفہ ہو گا اور شیخ شمس الدین محمد الحنفی فرمایا کرتے تھے میں نے سیدی ابوالحسن الشاذلی کا مقام سیدی عبدالقادر الکیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اعلیٰ پایا ہے۔ ایک دن آپکے پاس سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر عبدالقادر یہاں ہمارے پاس حاضر ہوتے تو ہمارا ادب کرتے۔

کان یقول الشیخ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اقام فی درجۃ القطبانیۃ ستۃ واربعین سنۃ وثلاثۃ اشھر و ایاما و ھو القطب الغوث الفرد الجامع ھذہ المدۃ

شیخ اسماعیل فرمایا کرتے تھے کہ شیخ شمس الدین الحنفی ۴۶ سال ۳ ماہ کچھ دن مقام قطبیت میں رہے اور اس مدت میں آپ ہی قطب غوث و فرد جامع تھے۔

ناظرین حضرت شیخ دسوقی کی درج ذیل عبارات پر خصوصی غور فرمائیں۔

نمبر ۱:۔ تمام اولیاء کی خلعت میرے ہاتھ میں ہے جسے چاہوں پہنادوں یہ حکم مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔

نمبر ۲:۔ میں ان پر نقیب ہوں۔

نمبر ۳:۔ شیخ عبدالقادر مرتبہ میں مجھ سے پیچھے ہیں۔

نمبر ۴:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شیخ ہیں۔

نمبر ۵:۔ حضور علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمام روئے زمین کا حاکم بنا دیا۔

نمبر ۶:۔ کل مخلوق میرے رب کے امر سے میری رعیت ہے۔

نمبر ۷:۔ میں نے یہ بات فخر سے نہیں حکم سے کہی ہے۔

نمبر ۸:۔ سب میری امت ہیں اور تمام کا دارومدار مجھ پر ہے میں قطب شیخ وقت ہوں ہر حالت میں۔

ہاں تو کیا یہاں بھی وقت سے تمام ازمنہ مراد ہونگے؟ کہ مطلق ہے اور کوئی ناسخ نہیں۔ نیز اقوال مذکورہ بحکم الٰہی کہے گئے ہیں۔ اور حضرت شیخ دسوقی حضرت شیخ جیلانی سے متاخر ہیں۔ لہٰذا ان کے بحکم الٰہی صادر شدہ اقوال اقوال متقدمہ کے ناسخ ہونگے۔ نیز سیدی شیخ محمد وفا کے متعلق سیدی علی کا بیان ہے کہ "سیدی و والدی

صاحب الختم الاعظم والشاذلی و جمیع الاولیاء من جنود مملکته فهو یحکم ولا یحکم علیه فی سائر الدوائر"

"یعنی تمام اولیاء ان کی حکومت کے سپاہی ہیں تمام ادوار میں انکا حکم نافذ ہے لیکن ان پر حکم نہیں کیا جاسکتا" قابل توجہ ہے یہاں تو ختمیت عظمی کا دعوی بھی ہے نیز حضرت شیخ شمس الدین الحنفی کا ارشاد کہ "شیخ ابوالحسن الشاذلی کا درجہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے اعلی ہے نیز اگر شیخ عبدالقادر ہمارے پاس حاضر ہوتا تو ہمارا ادب کرتا۔ قابل غور ہے۔ ان اقوال سے واضح ہے کہ متقدمین میں سے کم ازکم کسی کا بھی یہ خیال نہیں تھا کہ شیخ عبدالقادر جمیع اولیاء ھر عصر سے افضل تھے ورنہ یہ اولیاء عظام و اکابرین امت ایسی باتیں نہ کرتے اور نہ ھی امام شعرانی یہ سب اقوال یوں بلا تردید نقل فرماتے بلکہ آپ تو فرماتے ہیں۔ " قدادعی مقام الختمیة جماعة من الصادقین فی الاحوال والذی یظهر ان لکل زمان ختما بقرینة قوله فیما سبق ان لکل ولی خضر واللہ اعلم

ارشادات غوث زمان سیدنا خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی

مناقب المحبوبین ملفوظات حضور خواجہ خواجگان قطب زماں شہباز چشت حضرت خواجہ سیدنا شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور ہے کہ ایک شخص بیعت کیلئے حضرت صاحب کی خدمت میں آیا اور عرض کی مجھے سلسلہ قادریہ میں بیعت کرلیں آپ نے فرمایا سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہو جاؤ اس نے بار بار یہی عرض کیا کہ آپ مجھے سلسلہ قادریہ میں بیعت کرلیں آخر جب دیکھا کہ اس کے خیال میں چشتیہ سلسلہ قادریہ سلسلہ سے کم تر ہے تو فرمایا کہ تو اسلئے سلسلہ قادریہ میں بیعت کرنا چاہتا ہے کہ اس سلسلہ میں محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں کہنے لگا ہاں آپ نے مسکرا کر فرمایا سلسلہ چشتیہ میں محبوب سبحانی کی طرح کے، بے شمار محبوب ہیں آخر اسے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کر لیا۔ مناقب المحبوبین ص ۱۸۰

مناقب المحبوبین ص ۱۹۴ میں ہے مولانا دیدار بخش پاکپتنی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت غوث زماں (سیدنا شاہ سلیمان) سے سنا ہے فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ نے مجھے "

قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للّٰہ "میرا قدم ہرولی اللہ کی گردن پر ہے" کا مقام دیا ہوا ہے۔

مولانا شرف الدین اھروی نے جو حضرت صاحب کے خلفاء میں سے تھے ایک دن عرض کیا کہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا " واعلامی علی راس الجبال" (ترجمہ اور میرا جھنڈا پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہے) تو آپ نے فرمایا ہاں حق تعالیٰ نے مجھے بھی یہ رتبہ دیا ہے میں بھی کہتا ہوں " واعلامی علی راس الجبال" مناقب المحبوبین ص ۱۹۴ص ۱۹۵۔

قطب وقت حضرت کریم خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کریم تونسوی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے بارے میں یہی فرماتے ہیں کہ آپ کے وقت کے ساتھ مخصوص ہے جمیع متقدمین و متاخرین ہمہ اعصار مراد نہیں۔ بروایت مہر منیر آپ نے فرمایا ہم تو اپنے پیران عظام پر کسی کو فضیلت نہیں دیتے اور اس قول کو بچگانہ قرار دیا۔ مہر منیر ص ۳۰۵

حضرت خواجہ سدید الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ غلام حسین دیپالپوری نے حضرت خواجہ سدید الدین تونسوی سے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ کے متعلق سوال کیا تو حضرت تونسوی نے فرمایا "ھو مخصوص بزمانہ لا فی کل زمان" کوئی قادری دم نہیں مار سکتا ہمارے سامنے اس زمانے میں۔

حضرت خواجہ غلام زکریا تونسوی قدس سرہ

حضرت خواجہ غلام زکریا تونسوی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے تھے۔ بروایت مولانا احمدیار چشتی سیالوی۔

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس قول کو آپ کے وقت کے ساتھ

مقید فرماتے تھے۔ اور جمیع ازمنہ کے قائل لوگوں کو جاہل و متعصب قرار دیتے تھے۔

شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ

مرآت العاشقین ص ۲۹۳ ملفوظات حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی بعد ازاں سید عرب شاہ نے عرض کیا کہ سلسلہ قادریہ دوسرے سلسلوں پر افضلیت رکھتا ہے اس لئے کہ حضرت غوث الاعظم محبوبیت کے درجے پر پہنچے ہیں۔ فرمایا " اگرچہ تمام سلسلوں کے مشاغل جدا جدا ہیں لیکن مقصود ایک ہی ہے اور وہ معرفت الٰہی ہے پھر فرمایا تمام اولیاء اللہ نے اپنی استعداد کے مطابق مقام محبوبیت حاصل کیا ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا ؎

تو مگو اندر جہاں یک بایزیدے بود وبس   ہر کہ واصل شد بجاناں بایزیدے دیگر است

بعد ازاں فرمایا کہ حضرت غوث الاعظم چار دن مقام محبوبیت میں رہے اور خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سترہ دن محبوبیت کے مقام میں رہے۔

مرات العاشقین ص ۱۵۳ فرمایا خواجہ تونسوی کی زیارت سے پہلے میرے دل میں خیال آتا تھا کہ بزرگان سلف مثلاً حضرت غوث الاعظم و شیخ بہاؤالدین وغیرہ ولایت میں کمال درجے کو پہنچے ہیں۔ جب میں بیعت سے مشرف ہوا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ شاید متقدمین بھی اس مرتبے کو نہ پہنچے ہوں جو خواجہ تونسوی کو ملا ہے بعد ازاں فرمایا حضرت خواجہ تونسوی کی خدمت میں کبھی کبھی خضر علیہ السلام آیا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ میں خواجہ صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ ایک شخص سفید ریش اور پریشان حال شخص اپنی پیٹھ پر کوئی چیز باندھے خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی تعظیم کی جب وہ آدمی چلا گیا تو آپ نے دوستوں کو بتایا کہ یہ آدمی خضر تھا پھر فرمایا سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں بھی اکثر خضر علیہ السلام آتے تھے چنانچہ ایک دن وہ مجلس میں تشریف لائے اور ایک صاحب وجد صوفی کی پیٹھ پر سے خس وخاشاک جھاڑتے رہے۔ جو حالت وجد میں لگ گئے تھے مرآت العاشقین ص ۱۵۳

ارشادات حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۷۶-۹-۳۰ کو فقیر بمعیت صوفی برکت علی سیالوی حضرت شیخ الاسلام کی

خدمت بابرکت میں حاضر ہوا حضرت اسوقت دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے بارے عرض کی تو آپ نے اپنے ارشادات قلمبند کرائے اور پھر ملاحظہ فرما کر دستخط بھی ثبت فرمائے۔

"ہر زمانے میں ایک غوث الاعظم ہوتا ہے جس کا قدم اس زمانے کے سب اولیاء پر ہوتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قدم بھی ہر زمانے کے تمام اولیاء پر نہیں استثناء تو کرنا پڑیگا جیسے حضرت شیخ کے مشائخ کرام آپ نے قدمی هذه علی رقبة کل ولی للّٰہ مقام فنا میں فرمایا ہے جیسے درخت سے آواز آئی انی انا اللّٰہ اور حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا سبحانی ما اعظم شانی

آپکے دستخط کے الفاظ یہ ہیں۔

هذا ما عند تراب نعال الاولیاء رضوان اللّٰہ تعالٰی علیهم اجمعین واللّٰہ ورسوله اعلم

محمد قمر الدین السیالوی غفر له

اسکے بعد فقیر نے حضرت سے مزید کچھ سوالات کئے جن کے آپ نے جوابات عنایت فرمائے وہ سوالات و جوابات انہیں الفاظ کے ساتھ ضبط تحریر میں لائے گئے جو ھدیہ ناظرین ہیں۔

سوال ۱:۔ ہمارے مشائخ چشت میں سے بھی کوئی غوث اعظم کے مقام پر فائز ہے۔

جواب:۔ میرے نزدیک تمام مشائخ چشت غوث اعظم کے مقام پر فائز ہیں۔

سوال ۲:۔ کیا کوئی آدمی مامور من اللہ ہو سکتا ہے۔

جواب:۔ نہیں امر نہیں کہنا چاہئے ملہم ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے سے ثابت شدہ شیئی کے متعلق اسکے دل میں القاء کیاجائے کہ کرے یا نہ کرے کوئی نیا امر ثابت نہیں ہو سکتا تشریع تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔

سوال ۳:۔ حضرت مجدد فرماتے ہیں صحو بغیر آمیزش سکر کے نہیں ہوتا۔

جواب:۔یہ اولیاء کا صحو ہے خواص کا صحو۔

سوال ۴:۔اولیاء اللہ کے لئے اپنے کمالات کا اظہار بہتر ہے یا ستر۔

جواب:۔اخفاء ضروری ہے۔

سوال ۵:۔قرآن کریم میں ہے " اما بنعمة ربک فحدث جواب:۔تحدیث نعمت سے یہ مراد نہیں کہ اپنے کمالات بیان کرتے پھرو تحدیث نعمت سے یہ مراد ہے اگر اللہ نے تمہیں مال دیا ہے تو اچھے کپڑے پہنو۔ علم دیا ہے تو عمل کرو دوسروں کو سکھاؤ۔

سوال ۶:۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں انا سید ولد آدم ولا فخر

جواب:۔ہاں بے شک انبیاء کا حکم بخلاف اولیاء کے ہے انبیاء کے لئے اظہار ضروری ہے کہ ان حضرات نے تشریع کرنی ہوتی ہے اور پہلے ثابت شدہ احکام کو منسوخ کرنا ہوتا ہے نیز انکا کہنا بحکم خداوندی ہوتا ہے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

سوال ۷:۔اولیاء نے بعض وقتوں میں اظہار فرمایا ہے۔

جواب:۔یہ احیانا بضرورت و مجبوری ہو سکتا ہے۔

سوال ۸:۔الدرر والجواھر میں امام شعرانی نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ نے اس قول سے رجوع فرمالیا زمین پر رخسار رکھکر استغفار کی تھی۔

جواب:۔ہاں جب مقام فنا سے گزر گئے تو رجوع فرمایا۔

سوال:۔ کہتے ہیں کہ حضرت غریب نواز علیہ الرحمتہ نے بل علی راسی و عینی کہا۔

جواب:۔ میں اسکا جواب دے چکا ہوں کہ جب یہ قول مقام فنافی الرسول میں صادر ہوا تو اولیاء کا جھکنا حضور علیہ السلام کے سامنے تھا جیسے درخت سے انی انا اللّٰہ کی آواز۔

انتھی کلام قمر الاسلام

میں کہتا ہوں کہ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس قول سے آپکی افضلیت

ثابت نہیں ہوتی اسلئے کہ ضروری نہیں کہ متجلی علیہ متجلی لہ سے افضل ہو بلکہ متجلی لہ افضل ہو سکتا ہے۔

جیسے درخت اور موسی علیہ السلام۔

مرآت العاشقین ص ۲۹۷

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ نے فرمایا اعلی حضرت سیالوی خواجہ شمس الحق والدین رضی اللہ تعالی عنہ اپنے وقت کے غوث اعظم تھے۔

حاشیہ (ا)

یعنی وہ اس دور کا والی (حاکم) ہوتا ہے اور دوسرے اولیاء اس کے زیر حکم و تصرف ہوتے ہیں البتہ افراد دائرہ قطب سے خارج ہوتے ہیں نیز ممکن ہے کہ وہاں کوئی دوسرا

اس سے بھی افضل موجود ہو مگر کسی مصلحت کی وجہ سے والی اسکو مقرر کردیا گیا ہو۔ نیز حضرت شیخ کے ہم عصر اگر آپ کے زیرقدم تھے تو آپ بھی ان اقطاب کے زیر قدم تھے جو آپ سے قبل مقام قطبیت پرفائز ہوئے اور آپ نے ان کا زمانہ پایا۔ اگر کہا جائے کہ آپ افراد میں سے تھے اور آنے والے وقت کے قطب بھی لہٰذا آپ زیر قدمی سے خارج تھے تو یہی جواب آپکے ہم عصر افراد وادوار آئندہ کے اقطاب کیلئے کافی ہوگا صدور قول قدمی ہذہ چونکہ مقام فنا میں تھا لہٰذا اس وقت میں موجود لوگوں کا سر جھکانا کسی اور کیلئے تھا اور آپکا معاملہ شجر موسیٰ کا تھا۔

من المؤلف غفر لہ

ارشادات قطب وقت شیخ الاولیاء حضرت میاں علی محمد خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین بسی شریف مزار پر انوار آستانہ عالیہ فریدیہ پاک پتن شریف فقیر راقم الحروف نے حضرت شیخ الاولیاء قدس سرہ سے حضرت شیخ جیلی قدس سرہ کے اس قول کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا

"ہمارے مشائخ کرام چشت اہل بہشت کسی سے کم نہیں بلکہ بڑھ کر ہیں"۔

حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ کا مقام تو بہت ھی بلند ہے

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ آپکو امام قرار دیتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ کے اس قول کو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمتہ نے از قبیل سکر قرار دیا ہے۔

ارشادات حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ خواجہ محمد فخر الدین چشتی نظامی پاکپتنی قدس سرہ

"حضرت کا یہ قول حالت سکر میں صادر ہوا اور آپ اس زمانہ میں دیگر اولیاء سے افضل تھے نہ کہ تمام متقدمین و متاخرین اولیاء سے" روایت حضرت مولانا محمد اکبر فخری بلوچ اور جناب صوفی چراغ الدین صاحب فخری

سلطان الاولیاء و المشائخ سیدنا حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ

سلطان الاولیاء و المشائخ حضرت محبوب الٰہی شہنشاہ بحروبر زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے متعلق اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے

پیر ما پیر است مولانا فرید
ہیچو او در خلق مولانا فرید

کہ ہمارے پیر حضرت مولانا فرید ہیں کہ آپ جیسا اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں پیدا نہیں فرمایا۔ سبع سنابل شریف ص ۵۷ اسی کتاب کے ص ۶۱ میں ہے کہ حضرت خضر حضرت محبوب الٰہی کی محفل سماع میں آتے اور لوگوں کی نعلین کی حفاظت کرتے اور بارہا حضرت محبوب الٰہی یہ شعر پڑھا کرتے

از کاسہ رباب مرا نغمتے رسید
شد آفتاب ھر کہ ازو ذرہ چشید

یعنی کاسہ رباب سے مجھے بہت بڑی نعمت ملی جس نے اس سے ایک ذرہ چکھا آفتاب ہو گیا۔

ارشادات قطب الاولیاء حضرت خواجہ غلام فرید

مقابیس المجالس ص ۲۷۸ ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمہ میں ہے حضرت غوث پاک کے اس قول کے بارے میں فرمایا کہ سب اولیاء ہمعصر و ہم زمان حضرت کے زیر قدم ہو کر سرفراز ہوئے سوائے اولیائے مقدم (یعنی پہلے زمانے کے) اور اولیائے متاخر اور مبتدیاں اور سالکان کے جو ابھی انتہائے سلوک کو نہیں پہنچے تھے کیونکہ یہ لوگ اس حکم سے خارج ہیں اسوجہ سے کہ یہ حکم خاص ان منتہیوں کے لئے ہے جو آپ کے ہم عصر تھے خواہ مرتبہ میں حضرت شیخ کے برابر یا مساوی تھے یا مرتبہ میں کم مگر درجہ انتہا تک پہنچے ہوئے تھے ملخصا مقابیس المجالس ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمہ ص ۸۸۶ میں ہے کہ اس کے بعد راقم الحروف نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ اس سال ماہ جمادی الاول س ۱۳۱۷ میں جب حضرت ملتان تشریف لے گئے تو دیوان صدر الدین سجادہ نشین خانقاہ حضرت بندگی موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ اور وہاں کے دوسرے لوگوں کے ساتھ حضرت غوث اعظم کے قول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ پر حضور کے ساتھ گفتگو ہوئی تھی وہ کس طرح ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا وہ اسطرح ہے کہ جب میں ملتان شریف پہنچا تو دیوان صدر الدین صاحب اپنے دوستوں بھائیوں اور چند مولویوں کے ساتھ ملنے آئے ان کے ساتھ مختلف مضامین پر گفتگو ہوتی رہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ آپس میں مشورہ کر

کے آئے تھے کہ مجھ سے یہ مسئلہ دریافت کریں۔

آخر چند متفرق باتوں کے بعد انہوں نے پوچھا کہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے فرمایا کہ "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ" کیا اس میں تمام مشائخ متقدمین اور متاخرین اور اس زمانے کے تمام اولیائے کرام شامل ہیں؟

میں نے کہا کہ مشائخ متقدمین اور متاخرین (یعنی جو اولیاء کرام حضرت غوث اعظم سے پہلے اور بعد تھے) اس قول میں شامل نہیں ہیں۔ اور مشائخ ہم عصر خواہ وہ حاضر ہوں یا غائب سب شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں یہ دیکھا ہے کہ اس میں تمام اولیاء کرام شامل ہیں خواہ متقدمین ہوں متاخرین ہوں یا ہم عصر ہوں میں نے کہا مشائخ متقدمین میں تو حضرت غوث الاعظم کے پیران عظام بارہ امام اور صحابہ کرام بھی اولیائے اللہ تھے انبیاء نہیں تھے لہٰذا یہ کہنا کہ اس قول میں تمام اولیائے متقدمین شامل ہیں کمال بے ادبی ترجیح بلا مرجح اور دعوی بلا دلیل ہے اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ چونکہ حضرت غوث اعظم کے پیران عظام اور مشائخ طریقت اس وقت آپ کے ساتھ موجود اور ہم زمان تھے اسلئے ان کی گردنوں پر آپکا قدم مبارک۔ بالذات و بالاصالتہ آیا ہے اور متاخرین پر بالتبع اور بالمعنی نہ کہ اصالۃ یا حقیقۃ اکثر کتب ملفوظات صحیح نہیں ہیں اور بلا تحقیق لکھی گئی ہیں میرے نزدیک ان کی سند قابل اعتبار نہیں ہاں اگر یہ بات معتبر اور مستند کتابوں مثل نفحات الانس اخبار الاخیار' اور مکتوبات امام ربانی میں درج ہے تو میں ماننے کے لئے تیار ہوں۔

حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۱۴۶ھ

سے سوال کیا گیا کہ بعض اولیاء کلمہ عینیت اور بعض لواء (پرچم) محمد ﷺ سے بھی اوپر اپنا لواء رکھنے کا دعوی کرتے ہیں۔ اور حضرت ایشاں (مجدد الف ثانی) کی طرف سے بھی ایک بات کہی جاتی ہے کہ میں نے اپنا مقام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے

بھی بلندی پر پایا اور حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی کی طرف سے بھی یہ کلمہ مشہور ہے کہ میرا یہ قدم اللہ کے تمام ولیوں کی گردن کے اوپر ہے۔ کیا آپ اس قسم کی مثالوں کو متشابہات میں سے گنتے ہیں۔ یا ممکنات میں سے آپ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ایں ہمہ اقوال متشابہات اند۔ کہ بے تاویل یا تسلیم راہبر با مقصود نمی شوند۔ یہ تمام اقوال متشابہات میں سے ہیں کیونکہ تاویل کے بغیر یا سیدھی طرح مان لینے سے مقصود تک نہیں پہنچاتے۔ حضرت غوث پاک کے قول کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قول ثانی میں جو حضرت غوث الثقلین سے منقول ہے تمام صحابہ اور امام مہدی پر فضیلت لازم آتی ہے حالانکہ امام مہدی کی افضلیت بموجب حدیث و اجماع جمہور بعد از صحابہ جمیع اولیائے امت پر تاقیامت ثابت و مقرر ہے۔ اور اسکی مخالفت ایک متقرر و مسلم امر کی مخالفت ہے۔ اور یہ بدعت و ضلالت ہے۔ عزیز من! حضرت غوث امام مہدی کی اپنے اوپر فضیلت کو ھرگز برا نہیں جانتے اور آپ کیسے برا سمجھیں کہ بوجہ تعلیم علم لدنی انکی افضلیت کو جانتے ہیں اور آپ اس چیز کا بھی علم رکھتے ہیں کہ امام مہدی کی فضیلت پر احادیث وارد ہوئی ہیں اور خود انکی فضیلت پر کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی

سوال:۔ اگر ان بزرگوں کو ماننے والا کوئی شخص ان چاروں باتوں کا قائل ہو اور عبارت کے ظاھر پر عقیدہ رکھتا ہو اور اسکو فرط عقیدت کا نام دے تو اسکے بارے میں کیا حکم ہو گا؟

جواب:۔ یہ فرط محبت نہیں بلکہ فرط حرص و ہوا ہے اور اپنے پیر کی مخالفت کرنا اس سے بدی کرنا ہے اور اس بات میں انکی ناراضگی ظاھر۔ مشکل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی طرح پیرو کاروں کے عقیدوں سے خود پیشوا بھی زیر عتاب آجاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ خدا مانو تو متبوع سجدہ میں گر کر نجات چاہیں گے اور کہیں گے تیری ذات پاک ہے کہ ہم نے انہیں تیرے اس حکم کے سوا کچھ نہیں کہا کہ اللہ کی عبادت کرو جو

ہمارا اور تمہارا رب ہے۔ اسلئے ھر پیروکار پر لازم ہے کہ انکی اطاعت کرے اوراس بات کی تصدیق کرے جس پر انکے متبوع ہیں کہ انکے متبوع حق پر ہیں۔ جس میں باطل کا کوئی دخل نہیں یا اسکی کوئی ایسی تاویل کریں جو انہیں صراط مستقیم کیطرف ہدایت دے۔

سوال:۔ چونکہ ایسی باتوں سے چھٹکارا شاذو نادر ہی ہوتا ہے اسلئے ان چاروں اقوال سے جو کچھ مقصود ہے ان کی تاویل بیان فرمائیں۔

جواب:۔ حضرت غوث پاک کے قول کی تاویل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت حماد نے فرمایا کہ یہ بچہ اپنے وقت کے تمام اولیاء پر فضیلت رکھے گا۔ کہ ایں طفل برھمہ اولیائے وقت خود فضل خواہد یافت۔ اسی طرح حضرت شیخ العالم بابا فرید الدین گنجشکر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ نے بھی اس قول کو اسوقت کے ساتھ خاص فرمایا لکھتے ہیں ازیں دو قول اکابر معلومشد کہ قدم ایشاں برگردن اولیائے آں وقت بودہ وبعد آں نہ۔ کہ ان دو اکابر اولیاء کے اقوال سے معلوم ہوگیا کہ آپ کا قدم اسوقت کے اولیاء کی گردن پر تھا اور اسکے بعد نہیں مزید لکھتے ہیں۔ وھر کہ از مرتبہ غوثیت گزشتہ وبامرتبہ امامت پیوست برابر ایشاں باشد بلکہ فوق ایشاں سبحان اللہ چہ کوتاہ اندیشی است کہ حصر مراتب عروج تامرتبہ غوثیت مے کنند و ازمرتبہ امامت کہ فوق غوثیت و مرتبہ خلافت کہ فوق مرتبہ امامت است جاہل اند۔ عزیز من! ایشاں مخاطب با حضرت غوث اند نہ با امام و خلیفہ (تا) وھر ولی کہ غیر صحابہ کرام و غیر حضرت امام مہدی است و از مرتبہ غوثیت گزشتہ باکمالات امامت یا خلافت رسیدہ امامت یا خلافت خفی دار دو خلافت جلی خاصہ حضرات اصحاب کرام و بعد ایشاں نصیب حضرت امام مہدی است پس باید فہمید کہ ھرگاہ آں ولی کہ باخلافت خفی بہرہ منداست از آں کس کہ باغوثیت منصوب آمدہ اگرچہ حامل دو منصب باشد یعنی قطبیت و غوثیت اعلی و افوق شد۔

ترجمہ:۔ اور ہر وہ شخص جو مرتبہ غوثیت سے گزر کر مرتبہ امامت پر پہنچ گیا (اس زیر قدمی سے باہر ہے اور جائز ہے کہ غوثیت سے اوپر کے مرتبہ اور مقام میں انکے برابر ہو بلکہ ان سے بھی اعلیٰ و افضل ہو سبحان اللہ کیسی کوتاہ اندیشی ہے کہ مراتب عروج کو مرتبہ غوثیت میں منحصر کر دیتے ہیں اور مرتبہ امامت سے جو غوثیت کے اوپر ہے اور مرتبہ خلافت سے جو مرتبہ امامت سے بھی برتر ہے جاہل ہیں۔ عزیز من وہ مخاطب باغوث ہیں نہ باامام و خلیفہ آگے لکھتے ہیں کہ مرتبہ خلافت و امامت دو قسم پر ہے جلی و خفی اور ھر ولی صحابہ کرام اور امام مہدی کے بغیر جب مرتبہ غوثیت سے گزر کر کمالات امامت یا خلافت تک پہنچتا ہے تو امامت یا خلافت خفی رکھتا ہے۔ خلافت جلی حضرات اصحاب کرام کا خاصہ ہے اور انکے بعد حضرت امام مہدی کو نصیب ہو گی۔ پس سمجھنا چاہئے کہ ہر گاہ وہ ولی جو خلافت خفی سے بہرہ مند ہے اس شخص سے اعلیٰ اور بالا تر ہے جو غوثیت کے منصب پر ہے اگرچہ دو منصب کا جامع ہے یعنی قطبیت باغوثیت تو اس خلیفہ جلی کی شان کیا بیان کی جائے جو خلفائے راشدین کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ اور اس کا فضل شان احادیث میں مذکور و مرقوم ہے۔

مجموعۃ الاسرار ص ۱۳۵ تا ۱۴۱ مکتوبات حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی علیہ الرحمہ۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب انوار الاقتباس ص ۱۳۵ اقوال حکمت نمبر ۹ میں بیان کرتے ہیں فرمایا ایک روز دو آدمی آپس میں بحث کرتے تھے ایک کہتا تھا کہ حضرت شیخ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الاعظم قدس سرہ سے افضل ہیں اور دوسرا حضرت غوث پاک کو شیخ پر فضیلت دیتا تھا۔ میں نے کہا کہ ہم کو نہ چاہئے کہ بزرگوں کی ایک دوسرے پر فضیلت بیان کریں اگرچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وفضلنا بعضهم علی بعض

جس سے ثابت ہوا کہ واقع میں تفاضل ہے لیکن ہم دیدہ بصارت نہیں رکھتے اس واسطے مناسب شان ہمارے نہیں کہ محض رائے سے ایسی جرائت کریں۔ البتہ مرشد اپنے کی اسکے معاصرین پر فضیلت باعتبار محبت کے دینا مضائقہ نہیں کیونکہ ہر شخص کو اپنے باپ کی محبت چچا سے زیادہ ہوتی ہے اور اس میں آدمی معذور ہے اس پر اس آدمی نے دلیل پیش کی کہ جسوقت حضرت غوث پاک نے فرمایا

قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰہ تو حضرت معین الدین نے فرمایا بل علی عینی یہ ثبوت افضلیت حضرت غوث پاک کا ہے۔ میں نے کہا اس سے تو فضیلت حضرت معین الدین چشتی اجمیری کی حضرت غوث پاک پر ثابت ہو سکتی ہے نہ برخلاف اسکے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غوث پاک اسوقت مرتبہ الوھیت یعنی عروج میں تھے اور حضرت شیخ مرتبہ عبدیت یعنی نزول میں اور نزول کا افضل ہونا عروج سے مسلم ہے انوار الاقتباس ص ۱۳۵ اقوال حکمت نمبر ۹ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ شمائم امدادیہ ص ۴۳

حضرت میاں میر قادری لاہوری

فرماتے ہیں اہل تحقیق جو فی الواقع اپنے مطالب اور مرادوں کی انتہا کو پہنچے ہیں ان سے مختلف کلمات ظاہر ہوئے ہیں۔ جیسا شیخ حسین منصور سے انا الحق اور شیخ بایزید سے سبحانی ما اعظم شانی اور مافی جبتی سوی اللہ اور شیخ عبدالقادر گیلانی سے قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ ظاہر ہوا ان سب کے مجمل معنی یہ ہیں کہ میں خود بالذات حق ہوں۔ ان سب کی نظر اس اصلی لامحدود وجود پر پڑی۔ اور جب اس لا محدود میں اپنے محدود وجود کو کھو بیٹھے تو ایسی حالت میں اگر وہ انا الحق کہیں تو اس سے مراد وہی لا محدود وجود ہے ان کی نظروں میں وہی ذات پاک کا نقشہ ہے۔ الحمد للہ علی کل حال

کہ ہمارے فقیروں کا مشرب اسی مطلب اعلیٰ کو پہنچنا ہے۔ سکینتہ الاولیاء ص ۱۴۱ مکتوب حضرۃ میاں میر لاہوری تصنیف شہزادہ محمد دارا شکوہ قادری'

بقیتہ السلف حضرۃ خواجہ احمد علی دامت برکاتہم سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن شریف

اس قول کا تعلق صرف اولیاء آں عصر سے ہے نہ کہ جمیع متقدمین و متاخرین سے ہمارے اکابر مشائخ کرام مثلاً نائب رسول اللہ حضرت خواجہ خواجگان غریب نواز اجمیری قدس سرہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ حضرت زہد الانبیاء فرد الافراد بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ حضرت سلطان الاولیاء و المشائخ سیدنا خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ۔ حضرت خواجہ شاہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے بھی افضل و اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔ ہمارے سلسلہ عالیہ چشتیہ سے وابستہ تمام مشائخ کا یہی عقیدہ و نظریہ ہے۔ اور یہی برحق و مبنی برحقیقت ہے۔

مولانا شاہ رکن الدین الوری نقشبندی

سوال:۔ اس جگہ یہ بھی بتلا دیجئے کہ صحابہ اور آئمہ اطہار کے بعد اولیاء اللہ کے اندر کس کو سب پر فضیلت ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جمیع اولیاء پر فضیلت حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کو ہے۔ اس واسطے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ تمام اولیاء کی گردنوں پر میرا قدم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو تمام اولیاء پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر جس قدر تمام اولیاء اللہ پر اللہ پاک نے

نیکی کی ہے تنہا تمہارے پیر پر (یعنی میرے اوپر) کی ہے اور جس قدر سب پیروں کے مریدوں پر نیکی کی ہے تنہا تمہارے اوپر کی ہے (یعنی میرے مریدوں پر) اسی طرح ہر ایک پیشوا یان طریقت کی نسبت ایسی فضیلت ثابت کرتا ہے جس میں مقصود دوسروں کی تنقیص ہوتی ہے۔ اس بارے میں اسلم و احوط عقیدہ کیا ہونا چاہئے؟

جواب:۔ بھائی فضیلت دو قسم کی ہوتی ہے جزئی اور کلی۔ جزئی فضیلت ایک کو دوسرے پر ہوا ہی کرتی ہے۔ کلام فضیلت کلی میں ہے اور فضل کلی زیادتی قرب الٰہی کی ہے اور یہ امر باطنی ہے اس پر اطلاع قطعی طور سے بجز قرآن اور حدیث کے کیونکر ہو اور قرآن و حدیث اس افادہ قطعیت سے ساکت کیونکہ ان حضرات کے وجود قرآن اور سنت کے بعد ہوئے رہا کشف وہ محتمل خطا۔ اسی واسطے مخالف پر حجت نہیں اور اقوال مریدین کے خالی غلو محبت پیرون سے نہیں اعتبار سے ساقط پس طریق اسلم اور احوط یہ ہے کہ علم الٰہی کے سپرد کرے اور یہ سمجھے کہ ھر بزرگ اپنی شان میں یکتا ہے اس سے فردیت اور یکتائی بھی ثابت ہو گئی کیونکہ جو جس شان اور صفت کا مظہر ہے دوسری شان اور صفت کا مظہر ہو نہیں سکتا اس سے نہ کسی کی تفضیل ہوئی نہ تنقیص اور ان حضرات کے مقولوں کی تاویلیں کی جائیں جیسا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت غوث پاک کے کلام مبارک کی تاویل کی ہے یعنی یہ جو آپ نے فرمایا میرا قدم کل اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے یہ کل استغراقی نہیں ہے ورنہ متقدمین میں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور متاخرین میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کو بھی شامل ہو گا حالانکہ ان حضرات کی فضیلت تمام اولیائے امت پر قطعی ہے پس اس کلام سے مراد اس وقت کے اولیاء اللہ ہونگے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زبدۃ الآثار میں اکثر مشائخ کے اقوال قید زمانہ کے ساتھ ہی تحریر فرمائے ہیں۔ اس طرح اور حضرات کے مقولوں کو بھی موول سمجھا جائے کسی کی تنقیص نہ

کی جائے اور سب کی بزرگیوں کا معتقد ہے اور سب کواپنا پیشوا جانے اور ان فضولیات سے اپنی زبان کو روکے کہ یہ ضروریات دین میں داخل نہیں ہکذافی کلمات طیبات ص ۱۰۴ تا ۱۰۵ رکن الدین حصہ دوم توضیح العقائد۔

شہزادہ محمد دارا شکوہ قادری مرید و خلیفہ

حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ

حسنات العارفین کے ص ۲۸ پر رقمطراز ہیں۔

شیخ حضرت غوث الاعظم نے فرمایا کہ مردوہ ہے جو قضا و قدر سے منازعت کرے نہ وہ کہ قضا و قدر سے موافقت کرے حضرت غوث الثقلین نے فرمایا کہ مجھ کو کہتا ہے اے میرے عزیز تو آسمان و زمین میں یگانہ ہے اور تیرے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور نیز فرمایا کہ زہد ایک ساعت کا عمل ہے اور ورع دوساعت کا اور معرفت ہمیشہ عمل میں رہنا ہے یعنی معرفت عمل لا متناہی ہے اورنیز آں حضرت نے فرمایا

قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰه

یعنی یہ میرا قدم تمام ولیوں کے کندھے پر ہے یہ شطح بہت بڑی ہے۔ اور میرے پیر حضرت شیخ میر قدس سرہ فرماتے تھے کہ مراد قدم سے طریقہ ہے اور آگے چل کر طریقہ سے مراد توحید بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا خذ التوحید التوحید اجماع الکل اور مراد اجماع کل سے اتفاق اولیاء و انبیاء ہے۔ نیز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا من ارد العبادة بعد الوصول فقد اشرک باللّٰه یعنی جس نے معرفت کے بعد عبادت کی اس نے خدا کا شریک ٹھہرایا یہیں شہزادہ داراشکوہ نے شیخ منصور بایزید .سطامی وغیرھما اولیاء کی شطحیات کا بھی ذکر کیا یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا یہ قول بھی انا الحق انا اللّٰه لوائی ارفع من لواء محمد کے قبیل سے ہے۔

قطب وحید سیدنا خواجہ غلام فرید قدس سرہ

اولیاء کرام کے سکر و مستی و شطحیات کے کلمات ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے

ہیں۔

حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے واصل باللہ ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کیا پس اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا۔ نیز فرمایا اگر میں راز کو مردہ پر ڈالوں تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اٹھ کھڑا ہو میرا نقارہ آسمان میں بجتا ہے اور زمین ریزہ ریزہ ہو گئی۔ میرے جھنڈے پہاڑوں پر گڑے ہوئے ہیں اور نیز فرمایا۔ میرا یہی قدم ہر ولی اللہ تعالیٰ کی گردن پر ہے۔

فوائد فریدیہ ص ۸۱

حضرت شاہ رؤف احمد خلیفہ اجل شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی قدس سرہ

حضرت ایشاں فرمودند کہ جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند و حضرت شیخ محی الدین جیلانی و حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت شیخ شہاب الدین سہرودی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہر یک ازیں اکابراں مصدر اسرار الٰہی است و مظہر انوار نا متناہی یک رابر دیگرے فضل دادن نشاید و کمال یکرا فوق کمال دیگرے دانستن زیبا نمے نماید مثل ایں بزرگواراں مثل آئینہ ہاست کہ مختلف الالوان باشند مثلاً چہار آئینہا اند کہ یکے سرخ است و دومے سبز سومے زرد و چہارمے سفید و در ہر یک عکس آفتاب منجلی است و شعسان و انوار و حدت شمس ہویدا پس در پر تو آفتاب ہمہ مساوی اند اگرچہ تغایر در رنگ است اما در فیض آفتاب ہریک از دیگرے ہم سنگ است درر المعارف ص ۵۴ و ص ۵۵

حضرت نے فرمایا کہ جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند و حضرت شیخ محی الدین جیلانی و حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت شیخ شہاب الدین سہرودی رضی اللہ عنہم اجمعین ان اکابرین میں سے ہر یک مصدر اسرار الٰہی و مظہر انوار نا متناہی ہے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دینی چاہیے کہ ایک کے کمال کو دوسرے کے کمال سے فوق جاننا زیبا نظر نہیں آتا ان بزرگوں کی مثال مختلف الالوان آئینوں کی ہے مثلاً چار آئینے ہیں ایک

سرخ دوسرا سبز تیسرا زرد چوتھا سفید ہر ایک میں عکس آفتاب منجلی اور انوار وحدت شمس ہویدا ہیں پر تو آفتاب میں سب مساوی ہیں اگرچہ ہر ایک کے رنگ میں تفاوت ہے مگر فیض آفتاب میں ہر ایک دوسرے کے ہم سنگ و ہم وزن ہے۔

ارشادات شیخ المشائخ محمد المغربی الشاذلی قدس سرہ العزیز

شیخ المشائخ سیدی محمد المغربی الشاذلی قدس سرہ العزیز نے اپناواقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حج کیلئے گیا جب مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو ایک دن نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوت و التسلیمات کی قبر شریف کی زیارت کرتے ہوئے میں نے شیخ محمد البکری علیہ الرحمتہ کو دیکھاوہ اسوقت مسجد نبوی میں تدریس کا کام کرتے تھے گفتگو کے درمیاں انہوں نے فرمایا کہ مجھے ابھی حکم ہوا ہے کہ میں کہوں قدمی هذه علی رقبة کل ولی للّٰہ تعالٰی مشرقا کان اومغربا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں تو مجھے علم ہوگیا کہ ان کو قطبیت کبری کا مقام عطا کر دیا گیا ہے۔

فبادرت الیه مسرعا وقبلت قدمیه و اخذت علیه المبایعة پس میں نے ان کی طرف جلدی سے بڑھ کر ان کے مبارک قدموں کو چوم لیا اور بیعت ہوگیا۔ عمدة التحقیق علی حاشیة روض الریاحین ص ۳۷۷ سطر ۱ تا ۶ مطبوعہ مصر للعلامہ ابراھیم مالکی جامع کرامات الاولیا ص ۳۰۴ ج ۱۔ افضل الصلوۃ ص ۱۴۶۔ للعلامہ النبھانی منقول از "ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت" مصنفہ مولانا محمد ضیاء اللہ قادری سیالکوٹی۔

افضل الصلوة علی سید السادات ص ۱۴۶ کی عبارت یہ ہے فان سیدی محمدا هذا کسیدی عبدالقادر الجیلی فی عصره من حیث الناطقیة عن المرتبة قال صاحب عمدة التحقیق قال فی الکواکب الدری و من کراماته یعنی سیدی محمدا البکری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه حج سنة من السنين و زار قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلما جلس بين الروضة و المنبر خاطبه النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاها و قال له بارک الله فيک وفی ذريتک ثم قال قال الشيخ محمد المغربی الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا ببرکته انه حج سنة من السنين الی بيت الله الحرام و کان بالحج الشريف الشيخ محمد البکری قال فذهبت الی المدينة المنوره علی ساکنها افضل الصلوة والسلام فدخلت يوما ازور قبر النبئ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوجدت الشيخ محمد البکری بالحرم النبوی وقد عمل درسا قال فی اثنائه امرت ان اقول آلان قدمی هذه علی رقبة کل ولی لله تعالیٰ مشرقا کان اومغربا وعلمت انه اعطی القطبانية الکبری وهذا لسان حالها فبادرت اليه مسرعا وقبلت قدميه واخذت عليه المبايعة ورايت الاولياء تتساقط عليه الاحياء بالاجسام والاموات بالارواح انتهی

روایت

بقیۃ السلف حجۃ الخلف۔ حضرت خواجہ سید مسلم النظامی نبیرہ حضرت گنج شکر قدس سرہ خواہر زادہ حضرت سیدنا محبوب الٰہی قدس سرہ لا زالت شمس فیضہ طالعۃ از شیخ الاولیاء فرید العصر حضرت سیدنا خواجہ میاں علی محمد خان قدس سرہ (بسی شریف)

حضرت سیدی و مرشدی میاں صاحب قبلہ حج سے واپس تشریف لائے تو حضرت کے ساتھیوں نے حضرت پر دوران طواف ایک عجیب وغریب کیفیت کے ورود کا اپنی اپنی

استعداد اور انداز میں ذکر کیا چنانچہ میرے دل میں شوق پیدا ہوا کہ میں خود حضرت سے ہی اس کیفیت کے بارے میں دریافت کروں میرے کئی بار استفسار کرنے کے بعد حضرت وضو کر کے باہر نکلے تو کھڑے ہو گئے مجھے بلایا اور فرمایا مسلم نظامی عجیب و غریب واقعہ وہاں حج میں پیش آیا تم پوچھ رہے تھے کوئی ایسی بات ہو تو بتاؤ۔ ہم طواف کرتے تھے یہ فرما کر میاں صاحب پر گریہ طاری ہو گیا اور بھرائی ہوئی آواز میں انہوں نے کہنا شروع کیا۔ ہم طواف کرتے تھے لیکن حجاب وجود جو تھا حجاب ہستی جو تھا وہ رفع نہ ہوا تو ہم نے بزرگوں سے استمداد شروع کی طواف کرتے رہے یہ کہہ کر پھر میاں صاحب پر گریہ طاری ہے اتنے میں حاجی فضل اللہ مرحوم حضرت کا خادم آگیا۔ حضرت نے اسے سختی کے ساتھ فرمایا جاؤ بات کرنے دو اور فرمایا یہاں تک کہ ہم نے بہت سے بزرگوں کیطرف توجہ کی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کیطرف بھی توجہ کی۔ مگر حجاب رفع نہ ہو سکا۔ پھر میں نے حضرت غریب نواز خواجہ خواجگان اجمیری قدس سرہ کیطرف توجہ کی یہ فرما کر آپ پر اسقدر گریہ طاری ہوا کہ زور زور سے رونا شروع کر دیا اور مجھ پر بھی بے اختیار گریہ طاری تھا پھر فرمایا بس حضرت کے توجہ کرنے سے ایسا معلوم ہوا کہ تمام حجابات رفع ہو گئے اور بس وہ ہی وہ رہا پھر فرمایا سبحان اللہ خواجہ خواجگان کی کیا بات ہے۔

خواجہ خواجگان معین الدین   فخر کون و مکاں معین الدین

عمدۃ العارفین حضرت خواجہ عبدالرزاق نقشبندی علیہ الرحمہ

من مسمی امام الدین شاہ نعت خوان ساکن بصیر پور سندھ کے دورہ میں اپنے پیرو مرشد عمدۃ العارفین حضرت خواجہ سائیں عبدالرزاق علیہ الرحمہ کے ساتھ تھا۔ نواب شاہ میں ایک مجلس کے اندر میں نے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک نظم پڑھی جس کے ایک شعر کا مفہوم یہ تھا کہ آپ کا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ جب میں نظم مدحیہ پڑھکر فارغ ہوا تو آپ نے مجھے اپنے پاس بلالیا اور فرمایا ھر دور میں ایک غوث ہوتا ہے جسکا قدم اپنے زمانہ کے اولیاء پر ہوتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا قدم بھی اپنے زمانہ کے اولیاء پر تھا نہ کہ جمیع

متقدمین و متاخرین پر

سیرت غوث اعظم مولفہ مولانا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی نقشبندی مجددی

میں ص ۸۶ پر موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کے اس ارشاد کے صحیح معنے کیا ہیں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر حلقہ بگوشان آپ کے حق میں بہت غلو کرتے ہیں اور محبت میں افراط سے کام لیتے ہیں یہ لوگ اولیائے متقدمین و متاخرین کو اس حکم میں داخل کرتے ہیں جو خلاف صواب ہے۔ بلکہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ خاص ہے اولیائے متقدمین کے حق میں کیسے جائز ہو سکتا ہے جن میں صحابہ کرام اور خلفائے اربعہ بھی شامل ہیں جنکی فضیلت احادیث سے تمام اولیاء اللہ پر ثابت ہے اور اولیائے متاخرین میں کیسے جائز ہو سکتا ہے جنمیں حضرت مہدی علیہ السلام بھی شامل ہیں جنکے آنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دیکر امت کو انکے وجود کی خوشخبری دی ہے اور انکے حق میں خلیفۃ اللہ فرمایا ہے اور ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام جو اولوالعزم نبی ہیں کیسے نبھی۔ یہ صرف میرا ہی خیال نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء صوفیاء نے بھی اس حکم کو صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص کیا ہے اے چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح فتوح الغیب فارسی کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں

" باید دانست کہ ایں حکم مخصوص باولیائے آں وقت است اولیائے ماتقدم وماتاخر ازیں حکم خارج اند" جاننا چاہیے کہ یہ حکم صرف اسی وقت کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے اولیائے متقدمین و متاخرین اس حکم سے خارج ہیں (مکتوب دوصد ونودوسوم جلد اول) اب رہ گئے قدم کے معنی سو اس کے متعلق شیخ محمد بن یحی التادفی الحنبلی مصنف قلائد الجواھر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ قدم کے یہاں پر حقیقی معنے مراد نہیں بلکہ مجازی مراد ہیں چنانچہ شان ادب بھی اس امر کی مقتضی ہے قدم سے مجازا طریقہ بھی مراد

ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے۔

فلان علی قدم حمید ای طریقۃ حمیدۃ[2] یعنی فلاں شخص قدم حمید پر ہے یعنی طریقہ حمیدہ پر ہے۔ اب آپ کے اس قول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ کے معنے واضح ہو گئے کہ آپکا طریقہ۔ آپ کی فتوحات اپنے وقت کے اولیاء کے طریقوں اور فتوحات سے اعلی و ارفع اورانتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہے شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے بھی آپکے اس قول کو اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص کر کے اسکا یہی معنی لکھا ہے واللّٰہ اعلم بالصواب

حاشیہ:۔

۱۔ (بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سکری حالت کے کلمات تھے چنانچہ عوارف المعارف میں شیخ شہاب الدین سہروردی جو حضرت غوث الاعظم کے محرموں اور مصاحبوں میں سے تھے لکھتے ہیں کہ یہ حالت سکریہ کے کلمات تھے واللہ اعلم بالصواب من مصنف السیرت

۲۔ لفظ قدم طریقہ طریق یا صراط بولکر عمل کردار و دین مراد لیا جاتا ہے تو آپکے اس قول کا معنی یہ بنا کہ میرا یہ عمل و کرادار جو کہ شریعت مصطفیٰ ﷺ و سنت حبیب کبریا کے مطابق ہے سب اولیاء اللہ پر لازم ہے اور جس دین پر میں ہوں اسی کو اختیار کرنا سب پر ضروری ہے۔ یہ ساری امت کا متفقہ معنی ہو گا جس پر سارے کے سارے اختلافات ختم ہو جائینگے چنانچہ اس وقت کے اولیاء کرام کے سر جھکانے کا مفہوم یہ ہو گا کہ سب نے اس بات کو تسلیم کیا کہ ہاں ہم سب پر شریعت مصطفوی کے مطابق عمل کرنا لازمی ہے اور کوئی شخص صراط مستقیم و طریق سوی پر چلے بغیر کامیاب وکامران نہ ہو سکے گا۔ البتہ بہت سے اعمال میں یہ لوگ اپنے شیخ کی متابعت نہیں کرتے مثلاً رفع الیدین فی الصلوۃ فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر نیز بجو گوہ اور دریائی جانوروں کی حلت اور رفض تقلید وغیرھا مسائل لہٰذاقدم سے مراد صرف اعتقادیات و صوم و صلوۃ تسبیح و تہلیل صدقات و خیرات وغیرھا اعمال حسنہ ہی ہونگے قرآن کریم میں ہے افتزل قدم بعد ثبوتھا نیز فرمایا وبشر الذین آمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم)

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ محقق نے شرح فتوح الغیب میں جابجا وقت کی قید لگا کر اس قول کا آپکے وقت کیساتھ موقت و مخصوص ہونا واضح فرما دیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔
کل اولیائے وقت را در خفادہ انفاس وظل قدم ودائرہ امر اوگزاشت شرح فتوح ص ۴ آگے لکھتے ہیں
وجمیع اولیائے وقت از حاضران و غائبان قریب و بعید و ظاھر و باطن گردن اطاعت و سر انقیاد نہادند (الی ان قال)
فھو قطب الوقت شرح فتوح الغیب ص ۴ یہاں بھی وقت کی قید لگائی اور یہ بھی بتا دیا کہ قطب وقت ہونے کیوجہ سے آپکو یہ مقام ملا۔ نیز لکھتے ہیں۔قدم برگردن اولیائے وقت نہاد
شرح فتوح الغیب ص ۱۳
یہاں بھی وقت کی قید موجود ہے۔ مزید لکھتے ہیں
ہیچ کس از اولیائے وقت مانند و انبازے تو نتواند شد وقدم توازہمہ پیشتر قطبم من وقطب رامراتب ایں است
کہ اولیائے وقت میں سے تیرا کوئی مماثل نہیں اور تیرا قدم سب سے آگے ہے میں قطب ہوں اور قطب کے مراتب یہی ہیں شرح فتوح الغیب ص ۲۳ اب تو غوث پاک نے خود واضح فرما دیا کہ ہر قطب کے ایسے ہی مراتب ہوتے ہیں آگے لکھتے ہیں۔ مہر کردہ میشود در زمانے تو مرتبہ ولایت۔ شرح فتوح ص ۲۳ تیرے زمانہ میں تجھ پر مرتبہ ولایت کی مہر کی جائے گی۔
یہاں بھی زمانے کی قید موجود ہے۔ اس سے آگے شیخ عبدالحق فیصلہ کن بات لکھتے ہیں
و بحقیقت وے ﷺ ایں ہمہ احوال ومقامات بدایات و نہایات خود فرمودہ است و اولیاء و اقطاب امت رادر ھر وقت و زمان نیز می باشد شرح فتوح الغیب ص ۲۵ کہ درحقیقت

آپنے اپنے ہی احوال بدایات و نہایات بیان کئے ہیں۔ اور اولیاء واقطاب امت کیلئے بھی ہر وقت اور زمانے میں (یہ احوال) ہوتے ہیں۔

قطب وقت حضرت علی الخواص رضی اللہ عنہ

الدرر والجواہر ص ۱۱۳ میں ہے کہ

حضرت علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بلغنا ان الشیخ عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما حضرته الوفات وضع خده علی الارض فقال هذا هو الحق الذی کنا عنه فی حجاب الادلال فشهد علی نفسه بان مقام الادلال الذی کان فیه نقص بالنسبة الی حاله الذی ظهر له عند الموت فقلت له فی هذا دلیل علی عدم صحة امره بالتصریف والادلال کما هو مشهور بین اهل خرقته فقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعم لوکان اذن له فی ذلک ماوقع منه ندم ولکن من شدة صدقه تمم اللّٰه علیه حاله فمات علی کمال حال ثم قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعندی تلمیذه الشیخ ابوالسعود بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان اتم حالا من الشیخ عبدالقادر لانه لم یزل محفوظا من الادلال والتصریف ملازما للعبودیة مع الانفاس حتی مات فقلت له فصح قول الطائفة بدایة التلمیذا ذا صدق نهایة الشیخ فقال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعم

یعنی ہمیں یہ بات پہنچی کہ بلا شبہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ پر جب وقت وفات آیا تو آپ نے اپنا رخسارہ زمین پر رکھ دیا پس کہا یہی وہ حق ہے جس سے ہم حجاب ادلال میں تھے تو آپ نے اپنے آپ پر اس بات کی شہادت دی کہ وہ مقام ادلال جس میں آپ تھے نقص ہے بنسبت آپ کے اس حال کے جو بوقت وفات آپ پر ظاہر ہوا۔ تو میں نے عرض کی کہ اس میں اس بات کے غیر صحیح ہونے کی دلیل ہے کہ آپ کو تصریف و ادلال کا امر دیا گیا ہے جیسا کہ انکے اہل سلسلہ میں مشہور ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہاں اگر آپ کو اس کا اذن ہوتا تو آپ سے ندامت واقع نہ ہوتی لیکن شدت صدق کیوجہ سے

اللہ نے آپ کے حال کی تتمیم فرمادی تو کمال حال پر فوت ہوئے پھر آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک آپ کے تلمیذ شیخ ابوالسعود بن شبل

شیخ عبدالقادر جیلانی سے حال کے اعتبار سے اتم تھے اس لئے کہ آپ ادلال و تصریف سے ہمیشہ محفوظ رہے اور ساری زندگی عبودیت کو لازم پکڑے رکھا حتی کہ فوت ہو گئے۔ میں نے آپ کو کہا تو ایک جماعت کا یہ قول درست ہے کہ سچے تلمیذ کی بدایت شیخ کی نہایت سے ہوتی ہے تو آپ نے کہا ہاں۔

خواجہ شاہ محمد سلیمان پھلواری رحمۃ اللہ علیہ

شاہ محمد سلیمان قادری چشتی پھلواری رحمۃ اللہ علیہ شمس المعارف مکاتیب حضرت شاہ صاحب مذکور ص ۱۷۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔

قدماء میں شاذو نادر اور متاخرین اولیاء میں بکثرت دعاوی اور ان میں تفرد پایئے گا مگر اس وجہ سے ان کی بزرگی اور عظمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

پیرزادے عموماً" جب اپنے اسلاف کے خلاف کسی بزرگ کا قول سنتے ہیں تو فقط تعجب و سکوت ہی سے کام نہیں لیتے بلکہ طعن و تشنیع تک نوبت پہنچ جاتی ہے یہ ان کی کم علمی و قلت نظر کے بسبب ہے ہاں یہ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمارے سلسلہ سہروردیہ و چشتیہ کے بزرگان نے اپنے معارف و حقائق کے ضبط پر ہمیشہ قابو کئے رکھا اور حضرت نصیرالدین چراغ دہلی تک کبھی کسی بزرگ کی زبان مبارک سے ایسے کلمات نہ سرزد ہوئے جن سے جماعت صوفیاء میں اختلاف کی گنجائش ہو معارف توحید بھی پردہ خفا میں تھے۔

الا لا هله وهو بلسان القلب لا بلسان القلم۔

بجز اہلیت رکھنے والے لوگوں کے اور وہ بھی زبان قلب سے نہ لسان قلم سے میرے مخدوم میں اسی روش کو اسلم سمجھتا ہوں اور کشف و الہام کا ڈھول بجانا اور اپنے مدرکات و معارف کی تداعی کو اپنے پیروں کی روش کے خلاف سمجھتا ہوں۔ ہماری روش سوز و گداز ہے میں جناب کے لئے بھی سنوسیہ اور شاذلیہ روش سے بہتر اپنی قدیم چشتیہ روش کو سمجھتا ہوں۔ جس کا پہلا قدم سوز و گداز و جد و سوختگی ہے پھر

سوختگی کے بعد ابدی زندگی ہے۔ جہاں چشم بصیرت سب کچھ دیکھتی ہے مگر زبان اسے ادا نہیں کر سکتی اس کے لئے الفاظ نہیں۔ میں نہیں کہتا کہ یہ سوز و گداز دوسرے طرق میں نہیں ضرور ہے مگر۔

شمع کی بے قراری کو کہاں پاتا ہے پروانہ
لرزنا چپکے رہنا سر کٹانا صاف جل جانا

اور یہ بھی کہوں گا کہ ہندوستان میں قادریہ ہوں یا سہروردیہ یا نقشبندیہ جن میں سوز و گداز ہے وہ ہمارے ہی فیض چشتیہ کا انعکاس ہے چاہے ان کو اس کا ادراک ہو یا نہ ہو یہ ہمارے ہی حضرات کی شان ہے۔

سو ختم خود را وطرز سوختن
شمع را پروانہ را آموختم

شاہ حبیب اللہ کی عبارت

اور اس کا جواب

شرح قصیدہ غوثیہ مولفہ محمد فاضل کلا نوری کی ابتداء میں ناشر نے اسے بطور پیش لفظ درج کیا ہے۔ بعض لوگ اس عبارت کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔ قارئین پہلے اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں اور پھر اسکا جواب حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی کہ حال کمالات شاں از کتاب مآثر الکرام وغیرہ ظاہر استاسہ در مناقب اولیاء فرمودہ۔

سوال واز کلام الہامی قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ مراد اولیاء ہمہ عصر اند یا اولیاء ہم عصر؟

جواب:۔ مشہور آنست کہ مراد اولیاء ہمہ عصر اند اما شیخ احمد صاحب نقشبندی گفتہ کہ ایں حکم مخصوص باولیاء آں وقت است اولیاء ماتقدم وماتاخر ازیں حکم خارج اند چنانچہ از کلام جناب شیخ حماد معلوم مے شود کہ قدم او در وقت

اوبر گردن ہمہ اولیاء خواہد بود و ہمچناں از کلام غوثے کہ در بغداد بود وایں فقیر مے گوید ہر گاہ کہ غوث اعظم از حق سبحانہ بتکلم ایں کلام مامور گشت و تکلم نمود ازاں وقت ہر کہ داخل ولایت است مندرج است تحت ایں کلام چنانچہ عموم وکلیت آں کلام منادی است وازاں ہنگامی کہ امر الٰہی بہ لفظ کلی صادر گشتہ وہیچ حکمے ناسخ آں بظہور نہ پیوستہ ہمیشہ وقت اوست تاکہ ولایت باقی است چنانچہ بحیرا راہب وغیرہ از علو شان جناب پیغمبر خدا ﷺ خبر دادہ کہ در وقت او کفر ذلیل گردد وادیان دیگر نسخ پذیرد مراد ازاں یک وقت مخصوص نیست بلکہ از وقت نزول امر الٰہی تا قیامت

وقت اوست وبالفرض اگر اولیاء آں عصر مراد داشتہ شوند یقینی است کہ اولیاء آں عصر پیران اولیاء ماتاخر شدند ہرگاہ پیراں منقاد شدند وگردن نہادند مریداں بطریق اولیٰ وکلام شیخ حماد وغیرہ باوجود آنکہ نفی ماتقدم وماتاخر نمی کند ناسخ کلام الٰہی نمی تواند بود۔

ا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مآثر الکرام میں شاہ حبیب اللہ چشتی کے حالات درج ہی نہیں ہیں

حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی کہ جن کے کمالات کا حال کتاب ماثر الکرام وغیرہ سے ظاہر ہے نے مناقب اولیاء میں فرمایا۔

سوال:۔ کلام الہامی قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ سے مراد اولیاء ہمہ عصر ہیں یا اولیاء ہم عصر۔

جواب:۔ مشہور یہ ہے کہ مراد اولیاء ہمہ عصر ہیں بہرحال شیخ احمد نقشبندی قدس سرہ نے کہا ہے کہ یہ حکم مخصوص باولیاء آں وقت ہے۔ اولیاء ماتقدم وماتاخر اس حکم سے خارج ہیں جیسے کہ جناب شیخ حماد کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قدم اس کے وقت میں تمام اولیاء کی گردن پر ہو گا۔ اس

طرح اس غوث کے کلام سے جو بغداد میں تھا اور یہ فقیر کہتا ہے جس وقت غوث اعظم حق سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے تبکلم ایں کلام مامور ہوئے اور تکلم فرمایا اس وقت سے جو بھی داخل ولایت ہے اس کلام کے تحت مندرج ہے جیسے کہ اس کلام کا عمومِ وکلیت منادی ہے اور جس وقت سے امر الٰہی بلفظ کلی صادر ہوا اور کوئی حکم اس کا ناسخ ظہور میں نہ آیا ہمیشہ اسی کا وقت ہے جب تک کہ ولایت باقی ہے۔ جیسے کہ بحیرہ راہب وغیرہ نے جناب پیغمبر خدا ﷺ کے علو شان کی خبر دی ہے کہ آپ کے وقت میں کفر ذلیل ہو گا اور ادیان دیگر نسخ پذیر ہوں گے اس سے مراد ایک وقت مخصوص نہیں بلکہ امر الٰہی کے نزول کے وقت سے تا قیامت آپ کا ہی وقت ہے اور بالفرض اگر اولیاء آں عصر ہی مراد ہوں تو یقینی ہے کہ اس زمانہ کے اولیاء اولیاء ماتاخر کے پیر ہیں ہر گاہ جو پیر منقاد ہو گئے اور گردن جھکا دی تو مرید بطریق اولی اور کلام شیخ حماد وغیرہ باوجود آنکہ ما تقدم و تاخر کی نفی نہیں کرتی کلام الٰہی کی ناسخ نہیں ہو سکتی

شاہ حبیب اللہ کی عبارت کا جواب

اولاً" تو اس عبارت کے ماخذ استدلال ہونے میں ہی کلام ہے جسے کسی ناشر نے پیش لفظ میں درج کر دیا ہو۔ اور جس کا کوئی اصل دستیاب نہ ہو سکے جو حضرت ایسی عبارت سے استدلال کرتا ہے۔ وہ اپنی علمی کم مائیگی اور علوم و تصوف سے ناآشنائی کا پتہ دیتا ہے ثانیاً" شاہ حبیب اللہ چشتی (جنکے متعلق یقینی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کون اور کیسے بزرگ ہیں ممکن ہے یہ بھی آجکل کے چشتی کہلانے والے حضرات کی طرح ہوں جو بلا تعمق نظر اپنے عظیم ترین مشائخ کا پاس نہ کرتے ہوئے اپنے مشائخ کی عظمت جو کہ ان حضرات کی خاموشی میں پنہاں ہے سے غفلت کے باعث بہت کچھ لکھ جاتے ہیں) کی تحریر کا جواب بھی ملاحظہ فرمایئے اگرچہ اتنی عظیم تر شخصیات کی شہادتوں

مکشوفات اور دلائل قرآن و سنت کے بعد اس کی کوئی وقعت نہیں رہتی اس لئے کہ اس کلام کے عموم و کلیتہ در ھر عصر کا بطلان تحریرات سابقہ سے اظہر من الشمس ہو چکا ہے۔ دوسرے بزرگوں کے ارشادات ناسخ بھی مذکور ہو چکے کہ وہ بھی امر الٰہی کے دعوی دار ہیں بلکہ آپ کا خود رجوع فرمانا بھی معلوم ہو چکا۔ نیز حضور علیہ السلام کی نبوت کا عموم بحیرہ راہب کی روایت سے ثابت نہیں ہوا۔

اگر لکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین اور لا نبی بعدی و غیرھما قرآن و حدیث میں نہ آتا تو تا قیامت عموم اس روایت سے ہرگز ثابت نہ ہو سکتا۔ نیز شاہ صاحب کی نقل کردہ روایت کے اس جملہ پر غور فرمایئے کہ " دروقت او کفر ذلیل گردد و ادیان دیگر نسخ پذیرد" فرمایئے اگر وقت او سے مراد اول آخر تمام ازمنہ ہیں تو حضور کی تشریف آوری سے پہلے بھی تمام شرائع و ادیان منسوخ تھے تو کیا حضرت موسیٰ و عیسیٰ و دیگر انبیاء کرام علی نبینا و علیہم السلام بے جا تبلیغ فرماتے رہے کہ شرائع تو ان کی منسوخ تھیں کہ ہم در وقت او ادیان دیگر نسخ پذیرد سے ہمہ عصر مراد لے رہے ہیں۔

ناطقہ سر بگریبان ہے اسے کیا کہئے
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے

نیز بعد میں امام مھدی کا تشریف لانا اس چیز کی واضح دلیل ہے کہ یہ قول ظاہر حیات سے ہی متعلق ہے جیسا کہ بے شمار بزرگوں نے آپ سے پہلے اور بعد میں اس قول کا اس وقت سے موقت و مقید ہونا بیان فرمایا

فی ھذا العصر فی ذلک الزمان فی ذلک الوقت و غیرھا قیدین بحوالہ بہجۃ الاسرار آپ ملاحظہ فرما چکے۔ نیز غوثیت عظمیٰ کا تا قیامت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مستمر ہونا اور ایک زندہ قطب کی وفات کے بعد دوسرے زندہ قطب کا قائم مقام ہونا بھی حوالہ جات سابقہ سے واضح ہو چکا۔

شاہ حبیب اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس زمانہ کے اولیاء بعد والوں کے پیر ہیں تو اس کے جواب میں اتنا عرض کر دینا کافی ہو گا کہ کیا۔ کوئی مرید اپنے پیر سے بلند پایہ نہیں ہو سکتا؟ تم لوگ تو حضرت شیخ کو ان کے مشائخ کی گردنوں پر چڑھا دیتے ہو کیا یہاں یہ بات یاد نہیں آتی کہ مرید اپنے پیروں کا تابع و منقاد ہوتا ہے؟ نیز حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے مرید شیخ ابو السعود افضل و اکمل ہو سکتے ہیں تو دوسرے حضرات کیوں افضل نہیں ہو سکتے کما تحقق فیما سبق۔

یہاں سے اس خواب کی حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ کسی نے خواب میں حضور علیہ السلام سے اس قول کے متعلق سوال کیا۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ صدق کیف لا وھو القطب وانا ارعاہ یعنی آپ کا یہ کلام اپ کے اس وقت کے لحاظ سے سچا ہے اور اس وقت وہی قطب ہیں لہٰذا اپنے ہم زمانہ لوگوں سے یہ کہہ سکتے ہیں وہ جھوٹ کیسے کہہ سکتے ہیں میں ان کا محافظ ہوں۔

جیسے کہ حضور اکرم ﷺ ہر قطب وقت کے محافظ ہوتے ہیں اور ہر فرد وقت ایسی بات کہہ سکتا ہے اگرچہ نہ کہنا افضل ہے اب یہاں سے اس کلام کا اسوقت کے لئے صادق ہونا ثابت ہوتا ہے نہ امر ہونا اور نہ ہی عموم در ہر عصر و جمیع از منہ بر جمیع اولیاء۔ کہ دلائل کثیرہ سے تحدید ثابت ہے جیساکہ فضلناکم علی العلمین واصطفاک علی نساء العلمین میں تحدید ہے لیکن اگر دوسرے لوگوں کی بات مان لی جائے تو یہ صدق ہی نہ رہے۔ گا کما ثبت بالدلائل۔ تو حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ یہ بات صرف اسی وقت کے لئے تھی۔ نیز اس کلام کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے۔ (ای من حیث وقتہ)

رہا مقام شطح واد لال میں اسکا مبتلا ہونا تو اس سے میں اسے بچا لوں گا چنانچہ آخری سانسوں میں آپ کو تنبہ ہو گیا اور آپ عبودیت محضہ کی طرف تائب

راجع ہو گئے۔ کما مضٰی تفصیلا"

نیز یہ بات بھی معلوم ہو کہ ہر حق اور سچ کا اظہار اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ و مقبول نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں۔

وکل قول حق لیس بمقبول عنداللّٰہ

وہ بات جو واقع کے مطابق ہو اگر واجب نہ ہو تو صدق ہے اگر واجب ہو جائے تو حق ہے۔ لہٰذا ہر صدق حق نہیں ہوتا اور ہر حق کا اظہار عنداللہ مقبول نہیں ہوتا بعض صدق حق نہیں باطل ہوتے ہیں۔ مثلاً" غیبتہ اور نمیمتہ یہ دونوں صدق تو ہیں مگر حق نہیں ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حرام کیا ہے اور انہیں باطل ٹھہرایا ہے۔ اگرچہ یہ صدق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یوم یسئال الصادقین عن صدقھم۔اللہ تعالیٰ روز قیامت صادقین سے ان کے صدق کے بارے پوچھ گچھ فرمائے گا۔

یعنی جوانہوں نے سچ بولا ہے وہ باذن الٰہی تھا یا بلا اذن خداوندی۔ اگر غیبت حق ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے صاحب پر مواخذہ نہ فرماتا اس لئے کہ اس نے وہ حق ادا کیا جو اس پر واجب تھا تو ثابت ہوا کہ ہر صدق حق نہیں یونہی بعض حقوق ایسے ہیں کہ جن کو پورا نہ کرنے والا ثنائے جمیل کا مستحق ہو گا مثلاً" مجرم اپنے جرم کی وجہ سے عذاب کا مستحق ہے لیکن صاحب حق اس کو معاف کر دے تو یہ حق ہے جس کو صاحب حق نے ختم کر دیا تو یہ ترک حق شرعاً" محمود ہے۔ غیبت اور نمیمتہ بھی صدق ہے جسے اس نے ادا کیا مگر یہ مذموم ہے اسی طرح زوجین کا حقوق زوجیت ادا کرنا یہ فعل حق و واجب ہے مگر اس حق و واجب کا افشاء و اظہار حرام ہے۔ خواب کے اندر سرور عالم ﷺ کے صدق فرمانے سے اس قول کا صرف صدق ثابت ہوا حق ہونا بھی ثابت نہ ہوا چہ جائیکہ حضرت شیخ قدس سرہ کا براہ راست مامور ہونا ثابت ہوتا لہٰذا حضور علیہ السلام کا صدق فرمانا قادری حضرات کے موقف کی تائید و تصدیق نہیں کرتا

قادری حضرات کے موقف کی تائید تب ہوتی جب سرکار دو عالم ﷺ او حی یا امر بہ یا قالہ باذن فرماتے مگر آپ یہ کیسے فرما سکتے تھے۔ جب کہ باب نبوت و تشریع مسدود ہو چکا۔

بعض اوقات اولیاء کرام امر یا مامور یا وحی کا لفظ استعمال فرما لیتے ہیں مگر ایسے اقوال مجاز یا متشابہات میں سے ہی شمار کئے جائیں گے۔ کہ ولی ملہم ہو سکتا ہے مامور نہیں ہو سکتا۔ اسی وجہ سے حضرت محی الدین ابن عربی نے فرمایا من قال من الاولیاء ان اللّٰہ امرہ بشیئی فھو تلبیس یہ التباس و اشتباہ میں ڈالنا ہے یعنی یہ قول متشابہات میں سے ہے۔

غزالئ زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی

مقالات کاظمی ص ۲۰۶ باب ختم نبوت میں لکھتے ہیں حضرات صوفیائے کرام نے اپنی عبارات میں غیر مبہم طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ فیضان نبوت جاری ہونے سے ہماری مراد یہ نہیں کہ نبوت اور شریعت جاری ہے بلکہ امر و نہی کا دروازہ قطعاً" مسدود ہو چکا ہے اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی بات کا امر فرمایا ہے یا کسی نہی سے مخاطب کیا ہے تو ایسا شخص مدعی نبوت و شریعت ہے اگر وہ احکام شرع کا مکلف ہے تو ہم ایسے شخص کی گردن مار دینگے ملاحظہ ہو (الیواقیت والجواہر جلد دوم ص ۳۴)

فان قال ان اللّٰہ امر نی بفعل المباح قلنالہ لا یخلوان یرجع ذالک المباح واجبا فی حقک او مندوبا و ذالک عین نسخ الشرع الذی انت علیہ حیث صیرت بالوحی الذی زعمتہ المباح الذی قررہ الشارع مباحا" مامورا" بہ یعصی العبد بترکہ وان ابقاہ مباحا" کما کان فی الشریعۃ فای فائدۃ لھذا الامر الذی جاء بہ ملک وحی ھذا المدعی۔ الخ۔

اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مباح کام کا امر فرمایا ہے تو ہم اس سے کہیں گے کہ یہ امر دو حال سے خالی نہیں یا یہ کہ جس مباح کام کا اللہ تعالیٰ نے تجھے امر فرمایا ہے وہ تیرے حق میں واجب ہو گا یا مندوب یہ دونوں صورتیں اس شریعت کے حق میں ناسخ قرار پائیں گی جس پر تو قائم ہے اس لئے کہ جس کام کو شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے مباح رکھا تھا۔ تو نے اسے اپنی وحی مزعوم کے ساتھ مامور بہ یعنی ضروری اور واجب (یا مستحب) قرار دے لیا جس کے ترک سے بندہ گنہگار یا تارک افضل ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس امر مباح کو تیرے حق میں مباح ہی رکھا جیسا کہ وہ شرعاً" پہلے سے مباح تھا تو تیری اس وحی اور امر سے کیا فائدہ ہوا؟

اس کے بعد امام شعرانی فتوحات مکیہ سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل فرماتے ہیں۔

وقال الشیخ ایضا" فی الباب الحادی والعشرین من الفتوحات من قال ان اللّٰہ تعالٰی امرہ بشیئ فلیس ذالک بصحیح انما ذالک تلبیس لان الامر من قسم الکلام و صفتہ وذالک باب مسدود دون الناس الخ۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ کی اکیسویں فصل میں فرماتے ہیں جو شخص اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی امر فرمایا ہے تو یہ ہرگز صحیح نہیں یہ تلبیس ابلیس ہے اس لئے کہ امر کلام کی قسم سے ہے اور یہ دروازہ لوگوں پر بند ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔

فقد بان لک ان ابواب الاوامر الالھیۃ والنواھی قدسدت و کل من ادعا ھا بعد محمد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم فھو مدع شریعۃ اوحی بھاالیہ سواء وافق شرعنا اوخالف فان کان مکلفا" ضربنا عنقہ والاضربنا عنہ صفحا"۔

یہ بات تم پر بخوبی واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواھی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے امر و نہی پہنچا ہے وہ مدعی شریعت ہے عام اس سے کہ جن اوامر و نواھی کا وہ مدعی ہے وہ ہماری شرع کے موافق ہوں یا مخالف وہ بہر کیف مدعی شریعت ہی قرار پائے گا اگر وہ عاقل و بالغ ہے تو ہم اس کی گردن مار دیں گے ورنہ اس سے پہلو تہی کریں گے۔ الیواقیت والجواھر جلد ۲ ص ۳۴۔ طبع مصر

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتوحات مکیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی ان تصریحات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ جو شخص اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امر و نہی کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے وہ مدعی شریعت ہے نیز یہ کہ حضرات صوفیائے کرام کے نزدیک شریعت کے معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر و نہی ہونے کے سوا کچھ نہیں۔ ۱۲

اعلی حضرتمولانا احمد رضا قادری الکوکبتہ الشہابیہ ص ۱۸ پر لکھتے ہیں اس ترقی سے صاف ظاہر ہے کہ مکالمہ کا مرتبہ نفس نبوت سے خاص تر ہے تو دنیا میں کسی کے لئے اللہ عزوجل سے کلام حقیقی کا دعویٰ صراحۃ اس کی نبوت کا دعویٰ ہے۔

شرح عقائد جلالی مطبع مصر ۱۰۶ اس مسئلہ کی دلیل میں کہ جو شخص دنیا میں اللہ عزوجل سے کلام حقیقی کا مدعی ہو کافر ہے فرمایا المکالمة شفاها منصب النبوة بل اعلی مراتبها و فيه مخالفة لما هو من ضروريات الدين و هوا نه صلی اللّٰه عليه وسلم خاتم النبيين عليه افضل صلوة المصلين

ترجمہ اللہ عزوجل سے کلام حقیقی منصب نبوت بلکہ اس کے مراتب میں اعلی مرتبہ ہے تو اس کے دعویٰ کرنے میں بعض ضروریات دین یعنی نبی ﷺ کے خاتم النبین ہونے کا انکار ہے۔ ص ۲۲ پر لکھتے ہیں جب ایک معصوم کو اعمال و عقائد و غیرھا

امور شرعیہ میں احکام الہیہ بے توسط انبیاء خود بذریعہ وحی آئے پھر نبوت اور کس شیئی کا نام ہے فقط وحی باطنی ہونا کچھ منافی نبوت نہیں بہت انبیاء علیہم السلام کو وحی الٰہی باطنی طور پر آتی۔

لفظ "کل" کی بحث

فنافی الرسول حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ کا مکتوب ص ۲۰۹ پر آپ ملاحظہ فرما چکے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اس قول سے صرف منتہی لوگ مراد ہیں آپ کے زمانہ قطبیت میں موجود باقی اولیائے کرام مراد نہیں ہیں صرف منتہی مراد ہیں خواہ وہ منتہی مرتبہ میں آپ سے کم تھے یا آپ کے مساوی۔ اس مکتوب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس دور کے بھی تمام اولیاء مراد نہیں تھے نیز منتہی لوگوں میں سے بعض آپ کے ہم مرتبہ اور مساوی تھے بعض لوگ لفظ "کل" کیوجہ سے اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ لفظ "کل" سے اسوقت میں موجود تمام افراد کا احاطہ و احصاء بھی ہمیشہ مقصود و مراد نہیں ہوتا قرآن کریم میں ہے۔ ثم اجعل علٰی کل جبل منھن جزاء۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ پھر ان پرندوں میں سے ہر پہاڑ پر کچھ حصہ رکھ دو۔

اب اس کی وضاحت تفاسیر میں ملاحظہ کیجئے۔

روح البیان ص ۴۲۹ ج ۱۔ الدرالمنثور ص ۔ ۳۳۵۔ ج ۔ ۱۔ صاوی علی الجلالین ص ۱۱۱۔ ج۔۱ مظہری ص ۵۱۔ ج۔۲ فتح القدیر ص ۲۸۳۔ ج۔۱ خازن ص ۲۸۳۔ ج۔۱ تفسیر کبیر للامام الرازی ص۔ ۴۵ ج۔۷ روح المعانی ص ۲۹۔ ج ۔ ۲ جمل علی الجلالین ص ۲۱۷۔ ن ۔۱

صاحب تفسیر مدارک التنزیل لکھتے ہیں

ثم جزھن و فرق اجزاءہن علی الجبال التی بحضر تک وفی ارضک و کانت اربعۃ اجبل او سبعۃ

مدارک ص ۸۰۔ ج۔۱

ہکذا فی تفسیر البیضاوی ص ۱۲۲۔ ج۔۱

تفسیر حسینی ص ۵۱۔ ج۔۱ میں ہے بر ہر کو ہے کہ ممکن باشد کہ جزوے از انہا بروتوانی نہاد چہ قسمت اینہا برجمیع جبال متعذ راست و ایں از قبیل ایراد عام وارادۂ خاص ملخص سخن آنست کہ بر ہر کوہ کہ نزدیک تو باشد و توانی بنہ۔

صاحب طریق النجات ص ۸۷ پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ فلیس المراد من لفظ "کل" کل جبل من جبال العالم الدنیوی جمیعھا بل المراد من کل جبل الجبال الاربعۃ اوالسبعۃ الحاضرۃ ھناک کما فی البیضاوی وھکذا "کل بدعۃ ضلالۃ"

ترجمہ:۔ لفظ "کل" سے دنیا کے تمام پہاڑ مراد نہیں ہیں بلکہ "کل جبل" کے لفظ سے چار یا سات پہاڑ مراد ہیں جو وہاں حاضر تھے جیسے کہ بیضاوی میں ہے اور اس طرح "کل بدعۃ ضلالۃ" میں تو ثابت ہوا کہ لفظ "کل" کی مراد قرائن ودلائل کے اعتبار سے ہی متعین کی جائے گی۔ نیز قرآن کریم میں یجبی الیہ ثمرات کل شیئی نیز اوتیت من کل شیئی نیز و اتیناہ من کل شیئی سببا

نیز وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق۔ ان آیات کریمہ میں بھی جمیع افراد موجود مراد نہیں ہیں۔ نیز ترمذی شریف ص ۲۲ میں ہے کہ جائز فی کلام العرب اذا صام اکثر الشهر صام کلہ۔ کہ کلام عرب میں یہ جائز ہے کہ جب اکثر مہینہ روزہ رکھ لیا تو کہہ دیتے ہیں کہ کل ماہ روزہ رکھا۔

فتاویٰ رضویہ ص ۳۴۷ ج۔۱ میں ہے "کل" سے مراد اکثر ہوتی ہے۔ شرح فتوح الغیب ص ۱۱۹ میں ہے یا مقصود مبالغہ است بحمل کل بر اکثر۔

حضرت مولانا علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب رسول الکلام فی بیان المولد والقیام ص ۲۳ میں لکھتے ہیں۔ کل بدعة ضلالة عام مخصوص کقوله تعالٰی تدمر کل شیئی وقوله تعالٰی اوتیت من کل شیئی۔

بحوالہ ملا علی قاری شرح مشکوۃ کہ کل بدعۃ ضلالۃ ایسا عام ہے جس میں تخصیص کی گئی ہے جیسے کہ ان دو آیات میں تخصیص ہے۔

اسی حدیث کل بدعة ضلالة پر تبصرہ فرماتے ہوئے پیر محمد حسین شاہ صاحب قادری لکھتے ہیں لفظ "کل" تخصیص اور استثناء کی گنجائش رکھتا ہے چنانچہ حدیث شریف الجمعة واجب علی کل مسلم ملاحظہ ہو اس میں غلام و عورت وغیرہ کا استثناء موجود ہے۔ اور خلق کل شیئی اور اوتیت من کل شئی میں تخصیص مسلم الثبوت ہے۔ اور فسجد الملائکة کلهم اجمعون میں لفظ "کل" اور اجمع اتنے امور مفید و مثبت عموم موجود ہیں مگر پھر بھی علماء نے جمیع ملائکہ مراد نہیں لی بلکہ خاص ملائکہ کی مراد لی ہے اور آج تک کسی نے ان علماء پر اعتراض نہیں کیا۔ پس تمام اہل اصول لفظ کل میں تخصیص اور اجراء تخصیص کے قائل ہیں۔ ختم اللہ علی قلب الخصم ص ۳۸۔

ہمارے مشائخ چشت اہل بہشت رضوان اللہ علیہم اجمعین

یعنی حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ۔ حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی

حضرت غوث العالم بابا فرید الدین گنج شکر۔ حضرت محبوب الٰہی سلطان الاولیاء حضرت مستغرق بحر شہود نصیرالدین محمود چراغ دہلی رضی اللہ عنہم کامل ترین اصحاب صحو تھے یہ لوگ عبودیت محضہ کے مقام پر فائز تھے ان حضرات سے ساری زندگی فخر و مباہات کے الفاظ صادر نہ ہوئے اور ایسے دعاوی سے کلی طور پر اجتناب رکھا اور ان لوگوں کے اسی نزول تام۔ کی وجہ سے ان کی دعوت و ارشاد موثر ترین ثابت ہوئی۔

حضرت خواجہ بزرگ اجمیری

ننانوے لاکھ انسان حضرت خواجہ بزرگ کی توجہ سے دولت اسلام سے مالا مال ہوئے اے۔

حضرت خواجہ بزرگ عطائے رسول اللہ نائب رسول اللہ اور فی الہند حبیب اللہ کے القاب سے ممتاز ہیں۔ ساری زندگی آپ کی زبان سے کوئی ایسی بات صادر نہ ہوئی حالانکہ مقام و مرتبہ یہ تھا کہ آپ کی وفات کے وقت بہت سے اولیاء کرام کو سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا میں اللہ کے محبوب معین الدین کا استقبال کرنے کے لئے آیا ہوں اور بعد از وفات آپ کی پیشانی اقدس پر قدرتی طور پر قلم نور سے یہ الفاظ لکھے گئے جن کو سب لوگوں نے دیکھا کہ "مات حبیب اللّٰہ فی حب اللّٰہ"

"حبیب اللہ' اللہ کی محبت میں فوت ہوئے۔" یوں ہی حضرت قطب الاقطاب شہید المحبت تھے آپ ساری زندگی حب خدا میں ہی محو اور مست رہے اور شہادت بھی اسی حال تسلیم و رضا و عبودیت میں ہوئی نیز۔

حاشیہ:۔

اے ولما کان تاثیر دعوۃ محمد علیہ الصلوۃ والسلام فی علاج القلوب المریضۃ وازالۃ ظلماتہا اکمل واتم وجب القطع

بکونہ نبیا ھوافضل الانبیاء والرسل شرح مواقف ص ۶۸۷

حضرت بابائے اولیاء سیدنا گنج شکر رضی اللہ عنہ

کے بارے حضرت خواجہ بزرگ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "بابا قطب شہباز عظیم بدام آوردہ کہ بجز سدرۃ المنتہٰی آشیانہ نمی گیرد' فرید. شمعیت کہ خانوادہ درویشاں منور سازد" آپ ایسے عظیم شہباز ہیں جو ولایت کے انتہائی مقام کے بغیر کہیں قرار نہیں پائیں گے اور فرید ایسی شمع ہے جو اولیاء کے پورے خاندان کو منور کرے گی۔" حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب پاک کی خدمت اقدس میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا۔

مقبول تو جز مقبل جاوید نشد
و ز لطف تو ہیچ بندہ نو مید نشد
عونت بکدام ذرہ پیوست دمے
کاں ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد

اپ کا مقبول ہمیشہ کے لئے مقبول ہو گیا اپ کے لطف و کرم سے کوئی غلام بے امید نہ ہوا آپ کی مدد جس ذرے کو بھی ایک لحہ نصیب ہوئی وہ ذرہ ہزار آفتاب سے بہتر ہو گیا۔

حضرت سلطان الاولیاء محبوب اللہ ہیں۔

مقام محبوبیت اور عبدیت محضہ میں آپ انتہائی بلند مقام پر فائز ہیں۔

خرقہ معراجیہ

شب معراج سرکار دو عالم ﷺ کو ایک خصوصی خرقہ۔ فقر بارگاہ رب العزت جل و علا سے عنایت ہوا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے صحابہ کو بلایا فرمایا مجھے ایک خرقہ ملا ہے اور حکم ہے کہ وہ خرقہ کسی ایک شخص کو دوں۔ میں اپنے دوستوں سے ایک بات پوچھوں گا دیکھتا ہوں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں حکم ہوا ہے کہ جو شخص وہ خاص جواب دے۔ اسے یہ خرقہ دے دو رخ انور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف کیا کہ اگر یہ خرقہ فقر تجھے دوں تو تو کیا کرے گا؟

حضرت ابو بکر نے کہا میں صدق سے کام لوں گا اور طاعت خداوندی کروں گا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر تجھے یہ خرقہ دے دوں تو تو کیا کرے گا۔ آپ نے عرض کی عدل و انصاف کروں گا اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر یہ خرقہ تجھے دے دوں تو تو کیا کرے گا۔ آپ نے عرض کی راہ خدا میں مال خرچ کروں گا اور سخاوت سے کام لوں گا۔ اس کے بعد حضرت علی سے پوچھا کہ اگر تجھے یہ خرقہ دے دوں تو تو کیا کرے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں پردہ پوشی کروں گا۔ بندگان خدا کے عیب چھپاؤں گا۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا۔ لو یہ خرقہ تجھے دیتا ہوں مجھے یہی حکم تھا جو شخص یہ صحیح جواب دے اسے یہ خرقہ دے دوں چنانچہ یہ خرقہ امام اولیاء امام حسن بصری کی وساطت سے مشائخ کرام چشت اہل بہشت تک پہنچا۔ حضرت خواجہ بزرگ اجمیری علیہ الرحمتہ سے قطب الاقطاب تک آپ سے حضرت بابا فرید گنج شکر تک اور ان سے محبوب الٰہی کو ملا حضرت محبوب الٰہی نے یہی خاص خرقہ فقر اپنی وفات کے وقت حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی علیہم الرحمتہ و الرضوان کو مرحمت فرمایا۔ آپ کے وصال کے وقت یہ خرقہ فقر آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی قبر شریف میں دفن کر دیا گیا۔

فوائد الفواد۔ سیر الاولیا۔ سیرت نظامی بحوالہ لطائف اشرفیہ۔ جامع القلم۔

راحت القلوب شب معراج حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نظام الدین کو ہمارا سلام پہنچانا۔ سرکار دو عالم نے حضرت علی کو وصیت فرمائی اور یہ وصیت سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ میں بتدریج حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی اسی سبب سے حضرت محبوب الٰہی کی آمد پر حضرت گنج شکر نے سلام میں سبقت فرمائی اور یہ شعر پڑھا۔

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جاں ہا خراب کردہ

سیرت نظامیہ ص ۲۲

سیر الاولیاء میں ہے ایک دفعہ حضرت وجیہ الدین پائلی کو کچھ مشکل درپیش ہوئی تو حضرت خضر نے اسے حل کر دیا مولانا نے کہا اگر آئندہ مجھ کو کوئی مشکل درپیش ہو تو آپ سے کہاں ملاقات ہو گی فرمایا حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء کے مطبخ میں۔ مولانا یہ سن کر حیران ہوئے اور اسی روز حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ سیرت نظامی میں بحوالہ کتاب سراج الہدایت ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز حبیب اللہ خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی ملاقات مردان غیب سے ہوئی ان میں سے ایک ابدال نے عرض کی اے خواجہ آپ نے دنیا کے شہروں میں شور برپا کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا قطب الدین نے۔ اس نے کہا نہیں فرمایا فرید الدین نے۔ اس نے کہا نہیں فرمایا نظام الدین نے۔ اس نے کہا ہاں حضرت نے فرمایا وہ تو مجھ سے چوتھے نمبر پہ ہیں۔ ابدال نے کہا آپ کے فرزندوں کی طرف سے جو بات ہو گی وہ آپ ہی کی طرف منسوب ہو گی۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت فرماتے ہیں حضرت محبوب الٰہی کو خداوند تعالیٰ نے دس قطبوں کی قوت عنایت فرمائی تھی اور ہر زمانہ میں ایک قطب ہوتا ہے جس کو غوث بھی کہتے ہیں الغرض حضرت محبوب الٰہی محبوبیت و معشوقیت کے جس درجہ پر فائز ہوئے وہ اور کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا۔ اہل طریقت کا اس پر اتفاق ہے۔ سیرت

نظامیہ مطلوب الطالبین حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا۔

"ہنوز نظام الدین محمد کا ظہور نہیں ہوا"۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی وہ کون ہیں۔ حکم ہوا میرے اور میرے رسول اللہ محمد ﷺ کے محبوب ہیں۔ اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اللھم اجعلنی من امة محمد۔

حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی نے بھی حضرت محبوب الٰہی سید نظام الدین اولیاء کے وجود باجود کی خبر دی تھی اور امام المحبوبین و امام الصدیقین کے لقب سے آپ کو یاد کیا اور مشتاقان و واصفان حضرت محبوب الٰہی سے تھے اور آپ کی طرف سلام بھیجا۔ حضرت قطب زماں شیخ اجل سرزی کی حضرت خواجہ علی بخاری جد بزرگوار حضرت محبوب الٰہی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا اے خواجہ علی تمہارے فرزند کو خداتعالیٰ ایسا بیٹا عنایت کرے گا کہ چشم فلک نے نہ اس جیسا دیکھا نہ سنا۔ وہ عارفان و محبوبان الٰہی کا پیشوا ہو گا۔

سیرت نظامیہ۔ مطلوب الطالبین۔

حضرت محبوب الٰہی کے لباس سے عجیب ترین خوشبو آتی تھی۔ سیر الاولیاء میں ہے حضرت محبوب الٰہی کی ذات مبارک دل کے تابع تھی اور دل روح مطہر کا تابع تھا۔ روح مطہر نے اپنے کمال سے قلب کو جذب کیا اور قلب نے قالب کو اپنے رنگ میں رنگ لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت محبوب الٰہی ہمہ تن روح مجسم تھے۔

کتاب جوامع الکلم سے منقول ہے۔ کہ حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ چاند نہایت لطافت اور حسن و جمال کے ساتھ میرے سر پر طالع ہوا اور باواز بلند مجھے خطاب ہوا وما ارسلنک الا رحمة للعلمین۔

میں نے اس خطاب کو سن کر سر جھکا لیا اور دل میں کہنے لگا کہ یہ خطاب جناب سرور کائنات ﷺ کا ہے۔ میں بیچارہ اس خطاب کے لائق کہاں۔ جب میں نے سر بلند کیا تو چاند نے مجھ سے پھر وہی خطاب کیا۔ وما ارسلنک الا رحمة

للعلمین۔سیرت نظامیہ قطب ربانی سید محمد مکی قدس سرہ دقائق المعانی میں لکھتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ مانند قطب کبار وحدت حضرت سلطان نظام الدین محمد البدایونی کے کوئی ولی آسمان کے نیچے آیا نہ آئے گا۔

کتاب معدن المعانی میں ہے کسی نے حضرت شیخ شرف الدین منیری قدس سرہ سے حضرت سلطان المشائخ کے احوال دریافت کئے۔ آپ نے فرمایا انکا مقام الطف ہے اور یہ محض لطف رب ہے۔ سوا سلطان المشائخ کے کسی ولی کو نصیب نہیں ہوا۔ مطلوب الطالبین۔

حاشیہ:۔

اے خرقہ معراجیہ کی سند میں سرکار دو عالم ﷺ سے لے کر حضرت خواجہ شاہ نصیرالدین چراغ دہلی تک جو حضرات آتے ہیں انہیں بائیس خواجگان کہا جاتا ہے سبحان اللہ کیسی عظیم الشان سند ہے۔

فقیر یہاں بطور تبرک پوری سند ذکر کرتا ہے وہو ھذا۔ وہ خرقہ فقر جو شب معراج درگاہ رب العزت سے حضرت رسول کریم ﷺ کو عطا ہوا تھا وہ آنحضرت ﷺ نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا حضرت علی نے حضرت خواجہ حسن بصری کو انہوں نے حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید کو انہوں نے حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض کو انہوں نے حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم کو انہوں نے حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی کو انہوں نے حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ بصری کو انہوں نے حضرت خواجہ ممشاد دینوری کو انہوں نے حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی کو انہوں نے حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی کو انہوں نے حضرت خواجہ ابو محمد چشتی کو انہوں نے حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی کو انہوں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کو انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کو انہوں نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کعکی کو انہوں نے حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر کو انہوں نے حضرت خواجہ

نظام الدین محبوب الٰہی کو انہوں نے حضرت خواجہ شاہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو عنایت فرمایا قدست اسرار ہم حضرت خواجہ شاہ نصیرالدین نے بوقت وفات وصیت فرمائی اس خرقہ خاص کو میرے ساتھ قبر میں دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق اسے سر شریف والی جانب میں آپ کی قبر شریف کے اندر دفن کر دیا گیا یہی وجہ ہے کہ آپ کے مزار شریف کے سرہانے کی طرف کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت خواجہ سید محمد مبارک علوی کرمانی

سیر الاولیاء ص ۱۹۲ پر فرماتے ہیں یہ ضعیف کہتا ہے کہ۔

ذاتے کہ در لطافت طبع و کرامتش
مثلش نبود و نیز نباشد دراین جہاں

امیر خسرو نے سلطان المشائخ کی مدح میں کیا اچھا کہا۔

قطب عالم نظام ملت و دیں
کافتاب کمال شد رخ او
وزجنید و زشبلی و معروف
یادگار یست ذات فرخ او
شیخ ایشاں اگر چنیں بودند
ورنہ بودند ایں چنیں شیخ او

آپ کا دریا جیسا باطن جو ہر لحظہ عالم غیب میں سقاھم ربھم شرابا طھورا (پلائی ان کو ان کے رب نے پاک شراب) کے ساقی سے بھرے ہوئے پیالے نوش کرتا ہے۔

کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔

دریا کشم از کف تو ساقی

نہ گزارم نیم جرعہ باقی

لیکن دوست کے راز کا ایک ذرہ بھی ظاہر نہ کرتے تھے چنانچہ بارہا یہ مصرعہ آپ کی زبان پر آتا تھا۔

ے

مرداں ہزار دریا خوردند و تشنہ رفتند

یہ کیسی غذا تھی اور کس قسم کا حوصلہ تھا کہ آخری دم تک صحو کے قاعدے پر تھے۔ یہ ضعیف کہتا ہے کہ۔ قطعہ

جنید را کہ ز اصحاب صحو میگیرند
بجنب قدرش اور انبود ایں مقدار

خواجہ شمس الدین دبیر نے کیا اچھا کہا ہے۔

ے

آہ سر بستہ من اشک مرادر دل گفت
خیز بارے تو بیروں روکہ گزریافتہ ای

شیخ سعدی نے بھی اس بارے میں کیا اچھا کہا ہے۔

گر نتم آتش دل در نظر نمی آید
نگاہ می نکنی آب چشم پیدارا

شیخ عطار نے بھی کیا اچھا لکھا ہے۔ رباعی

عاشقی چیست ترک جاں گفتن
سر کونین بے زبان گفتن
راز ہائے کہ در دل پر خون است
جملہ از چشم خوں فشاں گفتن

اگرچہ آپ شیخ شیوخ العالم علیہ الرحمتہ کے متاخر مریدوں میں سے تھے۔ کسی

بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔ قطعہ خاقانی۔

بعد از سہ مراتب آدمی زاد
بعد از سہ کتب رسید فرقان
گل باہمہ خرمی کہ دارد
از بعد گیاہ رسد بستاں

لیکن حق تعالیٰ کی محبت اور عشق میں آپ کے اعلیٰ اور سابق مریدوں اور مشائخ کبار سے بھی سبقت لے گئے تھے۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔

زمیں را باسماء نسبت نباشد
فلک باعرش کے دارد مساوات
تو بادشاھے و بے چارگاں اسیر کمند
تو شاھسوارے و عشاق خاک پائے سمند

اور محبت کی گیند دین کے شاھسواروں سے مرد بادشاھوں کی طرح اچک لی

صاحب سیر الاولیاء ص ۹۰ میں فرماتے ہیں۔

یہ کاتب الحروف نیک اعتقاد مریدوں کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ مشائخ شجرہ معظم بندگی خواجگان چشت قدس اللہ سرھم میں جن کا ذکر ہے ان میں سے ہر ایک محبت حق جل و علا میں سورج کی طرح روشن ہے انہوں نے جناب رسالت ماب ﷺ کے اتباع اور مقام محبت سے ترقی کی ہے اور درجہ محبوبیت کو پہنچے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے زمانے میں عبادت الٰہی اور ترک دنیا میں اکابر مشائخ کے برابر تھا لیکن عالم محبت میں یہ سب کے سب دوسروں سے ممتاز ہیں۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔ مثنوی

در عبادات یافتہ توفیق
بادشاہان عالم تحقیق

ہر یکے در زمان خود ممتاز
در محبت میان اہل نیاز

خصوصاً" خواجہ بندہ نواز سلطان المشائخ دارالملک راز نظام الحق والشرع والدین (ان سب میں ممتاز ہیں) یہ ضعیف کہتا ہے۔

زعشق حق مجسم بود ذاتش
جہان بندہ اں ذات پاکش

حقیقت یہ ہے کہ دونوں بزرگوں کے ارشادات ہی ان کے مقامات کو واضح کر رہے ہیں حضرت محبوب سبحانی محبت الٰہی کے پیالے نوش کرنے کی بات کرتے ہیں اور عشق کے پیالے نوش کر لینے کے بعد اپنے مست ہونے کا ذکر فرماتے ہیں۔ جبکہ حضرت محبوب الٰہی محبت الٰہی کے ہزاروں دریا نوش کرنے کی بات کرتے ہیں اور پھر بھی تشنگی ہے کیا مجال کہ اسرار الٰہی سے کچھ بھی زبان سے سرزد ہو جس قدر دریاؤں اور پیالوں میں فرق ہے اسی قدر محبوب سبحانی اور محبوب الٰہی کے مراتب و مقامات میں فاصلہ ہے۔ یہ کیسے صاحب تمکین اور عظیم الشان صاحبِ صحو ہیں کہ دریا ہائے اسرار خداوندی نوش کر جانے کے باوجود تشنہ ہیں اور زبان سے اسرار الٰہی میں سے کچھ بھی ظاہر نہیں ہونے دیتے اور پیالے پینے والے جو پیالہ بھی نوش کرتے ہیں مست ہو کر ظاہر کر دیتے ہیں۔

حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں۔

مرداں ہزار دریا خوردند و تشنہ رفتند

مرد ہزار ہا دریا نوش کر جاتے ہیں اور تشنہ رہتے ہیں۔

اور حضرت محبوب سبحانی فرماتے ہیں۔

سعت و مشت انحوی فی کؤس۔ فھمت بسکرتی بین الموالی

اور پھر کس حسین پیرایہ میں حضرت محبوب الٰہی نے بیان فرمایا ذکر مردان خدا کا ہے اپنا نام تک نہ لیا حالانکہ سب سے بڑے مرد تو آپ خود ہی تھے۔ علامہ رومی فرماتے ہیں۔

خوش تر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

کسی نے کتنا اچھا کہا ہے۔

کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جس میں جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

حیرت ہے جن غالی لوگوں کے شیخ تمام عمر بوجہ سکر و فنا و عروج و حال و ادلال و زھو و عموم دعاوئ طویلہ و عریضہ و شطحیات کثیرہ کا بکثرت اظہار فرماتے رہے وہ ہمارے مشائخ کو جو تامدت حیات مقام عبودیت محضہ میں رہے اور کامل ترین اصحاب صحو تھے کم قرار دیتے ہیں۔

ایسے ہی موقع کے لئے کسی نے یہ شعر کہا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

قادری حضرات کے شیخ اکبر حضرت ابن عربی قادری فرماتے ہیں۔

فان حکم صاحب الحال حکم المجنون الذی ارتفع عنه القلم ص ۳۵۸۔ ج۔۲

حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ ساری زندگی صاحب سکر و حال و ادلال ہی رہے اور عمر شریف کے آخری چار دن میں عبدیت و نزول کی طرف کسی قدر رجوع نصیب ہوا۔ مگر مقام عبدیت و نزول تام نہ ہو سکا۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی انہیں دنوں میں آپ نے اپنے قول قدمی ھذہ الخ سے رجوع فرمایا اور عجز و نیاز

تواضع کو حق اور اصل قرار دیا اس بات پر سارے کے سارے اولیاء کاملین کا اجماع و اتفاق ہے خواہ چشتی ہوں یا نقشبندی سہروردی ہوں یا قادری بلکہ قادری شیخ اکبر تو آپ کو صاحب مقام مانتے ہی نہیں فرماتے ہیں۔ وکان للامام عبدالقادر علی ماینقل الینا من احواله حال الصدق لا مقامه وصاحب الحال له الشطح و کذلک کان رضی اللّٰہ عنه فتوحات ص ۲۲۳ ۔ ج۲

حضرت شیخ اکبر مقام عبدیت کو ہی سب مقاموں سے اعلیٰ مقام قرار دیتے ہیں فرماتے ہیں ولم یتحقق بهذا المقام علی کمال مثل رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وآله وسلم فکان عبدامحضازاهدا فی جمتع الاحوال التی تخرجه عن مرتبة العبودیة ص ۲۱۴۔ ج۔۲

انوار الاسرار قلمی ص ۴۰ ملفوظات حضرت خواجہ صاحب تو گیروی علیہ الرحمہ و تصنیف لطیف حضرت خواجہ عبدالحلیم خلیفہ حضرت خواجہ صاحب مذکور میں ہے کہ شاہ شرف الدین بو علی قلندر نے حضرت امیر خسرو سے کہا کہ میں نے تیرے پیر کو حضرت سرور کائنات ﷺ کی مجلس شریف میں کبھی نہیں دیکھا امیر خسرو آپ کے اس کلام سے آزردہ خاطر ہوئے اپنے پیر و مرشد حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا اس کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ آج رات یہ وظیفہ پڑھ کر سوئے چنانچہ قلندر صاحب نے وہ وظیفہ ادا کیا۔جب خواب میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ کی آمد آمد کی آواز ہے۔ نقیبان خاص نے دربار سلطان السلاطین ﷺ لگا دیا صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے خیمے اپنے اپنے مقام پر نصب کر دیئے ان میں ایک دربستہ خیمہ سب سے اعلیٰ اور نہایت زیبا تھا قلندر صاحب رسول اللہ علیہ السلام کی زیارت کے بعد دوسرے خیموں کی زیارت کرنے لگے جب .بقصد زیارت اس خیمہ دربستہ کے پاس آئے جو سب سے اعلیٰ و زیبا تھا تو رقیبان بارگاہ نبوی نے ممانعت کر دی بہت کوشش کے باوجود اندر نہ جانے دیا رسول پاک ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا حضرت فلاں خیمہ میں کون ہے اس کی زیارت نہیں کرنے دیتے جناب سرور کائنات ﷺ نے فرمایا اس خیمہ میں ہمارا محبوب ہے۔ قلندر صاحب کے اشتیاق میں بے حد و عد اضافہ ہو گیا۔ الحاح تمام کے ساتھ درخواست زیارت کی جناب سید عالم ﷺ نے فرمایا میری اجازت کے بغیر اس کی زیارت کسی کو میسر نہیں اگر تو زیارت کرنا چاہتا ہے تو میرا سلام و پیام اس خیمہ کے رقیبوں کو پہنچاؤ اور زیارت کر لو قلندر صاحب نے ایسا ہی کیا جب رقیبوں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ جناب سلطان المشائخ بتجمل شاہانہ تخت مرصع جواہرانہ پر تشریف فرما ہیں۔ حضرت قلندر صاحب زیارت کرتے ہی بے خود ہو گئے۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو نادم ہوئے بوقت فجر حضرت امیر خسرو بحکم حضرت سلطان الاولیاء حضرت قلندر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قلندر رو رہے تھے اور حضرت امیر کے ساتھ کوئی بات نہ کی۔ نیز ص ۵۰ پر ہے۔

میں نے فیاض عالم حضرت خواجہ صاحب سے سنا کہ حضرت سلطان العارفین خواجہ بزرگ معین الحق والدین حسن سنجری اجمیری چشتی قدس سرہ ولایت بغداد میں تشریف فرما ہوئے اس ملک میں قحط پڑ گیا یہاں تک کہ آب چاہ و عذیر بھی خشک ہو گیا۔ لوگ حضرت غوث صمدانی محبوب شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس فریاد لے کر گئے۔ حضرت محبوب سبحانی نے نور باطن سے معلوم کر کے فرمایا کہ برادرم معین الدین چشتی اس ملک میں تشریف لائے ہیں۔ یہ قحط آپ کے فقر و فنا کی تاثیر ہے۔ لہٰذا آپ کو تلاش کر کے یہاں لاؤ لوگوں نے تلاش بسیار کے بعد آپ کو ایک ویران مسجد میں ایک صف میں ملفوف پایا اور بصد اعزاز و احترام حضرت غوث صمدانی کے پاس پہنچایا حضرت غوث نے استقبال و تعظیم و تکریم کے بعد حضرت خواجہ بزرگ کی دعوت تیار کرائی اور خادم کے ہاتھ کھانا بھیجا اور اسے فرمایا کہ حضرت جو اشارہ فرمائیں گوش ہوش سے سن کر مجھے بتانا جب خادم نے حضرت کی خدمت میں طعام پیش کیا تو آپ نے بعد از فراغ

فرمایا کہ نان بے نمک تھا خادم نے جو کچھ سنا حضرت غوث کی خدمت میں عرض کیا حضرت غوث پاک نے اشارہ کا معنی سمجھ لیا کہ آپ سماع چاہتے ہیں۔ "آنا" فانا" اپنے خادموں کو حکم فرمایا کہ قوال حاضر کریں چنانچہ ایک خالی حجرہ میں حضرت خواجہ بزرگ کے پاس مجلس سماع منعقد ہوئی حضرت غوث بذات خود دروازہ پر عصا پکڑ کر نگہبانی کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جب بغداد کے علماء کو علم ہوا تو شور و غوغا کرتے ہوئے بشوخی تمام پوچھنے لگے کہ یہ کون شخص ہے کہ جس نے یہ بدعت شروع کی ہے۔ حضرت غوث نے جواب میں فرمایا "ایں آں شخص است کہ محی الدین دربان اوست"[1] یہ وہ شخص ہے کہ محی الدین اس کا دربان ہے۔ اس پر سب لوگ خاموش ہو گئے اور کوئی مزاحمت نہ کی بعد از فراغ سماع دونوں حضرات تشریف فرما ہوئے حضرت غوث نے فرمایا مجھے آپ کے ساتھ گوشہ میں بیٹھنے کی ضرورت ہے حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا گوشہ نشینی میں دو چیزیں مانع ہیں ایک یہ کہ کہیں یہ بات میرے پیر دستگیر کے سمع مبارک تک پہنچے اور ازروئے غیرت آپ کا خاطر شریف آزردہ و رنجیدہ ہو۔

حاشیہ:۔

[1] صاحب جواہر فریدی لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بطریق انکار آپ کے پاس نہ جاؤ فتح نہ پاؤ گے۔ جب وہ لوگ حضرت خواجہ کے قریب گئے تو ایک ہی نگاہ سے بے ہوش ہو کر وجد کرنے لگے۔ ہوش میں آئے تو انکار و اعتراض سے تائب ہو کر مرید ہو گئے حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ نے اپنے فرزند شیخ عبدالوہاب کو فرمایا جاؤ اور حضرت خواجہ سے نعمت باطنی حاصل کرو چنانچہ شیخ عبدالوہاب حاضر خدمت ہو کر نعمت باطنی اور وصل حق کے طالب ہوئے حضرت خواجہ بزرگ نے انہیں نوازا چنانچہ ان کے سلسلہ میں سماع بکثرت رائج ہوا۔

حضرت اجمیری قدس سرہ کا ارشاد میں کسی کا کمال اپنے پیر کے کمالات سے زیادہ نہیں جانتا

صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں آپ نے فرمایا اور باعث خرابی عالم ہو اس لئے کہ میں اپنے اعتقاد میں کسی کا کمال اپنے پیر کے کمالات سے زیادہ نہیں جانتا اور نہ ہی میں آپ کی ذات بابرکات کو کسی سے کم سمجھتا ہوں اور آپ کو اکمل اکملین روز گار شمار کرتا ہوں۔اسے نیز گوشہ نشینی کی اس لئے بھی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ لوگ اگر محرم ہیں تو حق تعالیٰ کی باتیں ان سے پوشیدہ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں اگر محرم نہیں ہیں تو انہیں کیا معلوم کہ حضرت کیا فرماتے ہیں چنانچہ آپ کے اس جواب پر غوث پاک چپ ہو گئے اور کچھ جواب نہ دیا ہمارے شیخ المشائخ حضور خواجہ بزرگ نے جو کچھ حضرت غوث کے سامنے فرمایا ہم اپنے شیخ کی سنت ادا کرتے ہوئے وہی کچھ آج کے غالی قادری حضرات کے سامنے ڈنکے کی چوٹ پہ کہتے ہیں علی رؤس الاشہاد کہتے ہیں ہم اپنے اکابر مشائخ کرام کو سمیت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے کسی بھی سلسلہ کے اکابر مشائخ سے کم نہیں سمجھتے بلکہ اعلیٰ ترین و افضل ترین سمجھتے ہیں اور یہ صرف اظہار عقیدت ہی نہیں ایک حقیقت واقعیہ ہے جو دلائل قاہرہ سے ثابت ہو چکی ہے۔ اور روز روشن کی طرح عیاں ہے یہی سارے چشتیوں کا عقیدہ ہے اور بالفرض اگر کسی کا یہ عقیدہ نہ ہے تو وہ اپنے عظیم ترین مشائخ کے فیض سے محروم ہے۔

حضرت خواجہ سید محمد مبارک علوی کرمانی خلیفہ حضرت محبوب الٰہی سید نظام الحق والملۃ والدین سیر الاولیاء ص ۵۲۶ پر رقمطراز ہیں۔

اگر سست اعتقاد مرید کے دل میں یہ خطرہ گزرے کہ دنیا میں میرے پیر جیسا کوئی ہے کہ جو خدا تک پہنچا سکتا ہے۔ تو یقیناً" ایسے مرید کے دل پر شیطان ملعون قبضہ کر لیتا ہے اس پر پیر کے ساتھ مشغولی کے ہر دروازے کو بند کر دیتا ہے۔ اس کے اعتقاد میں خلل ڈالتا ہے اور اسے ایسی راہیں دکھاتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس کے اعتقاد و ارادت میں فساد واقع ہو۔ نعوذ باللہ منھا حضرت خواجہ حسن دہلوی حضرت محبوب الٰہی کی شان میں لکھتے ہیں خواجہ راستین کہ لقب یافتہ وما ارسلنک الا رحمۃ

للعلمین ملک الفقراء والمساکین نیز لکھتے ہیں سلطان دارالملک راز ملک المشائخ علی الاطلاق قطب الاقطاب العالم بالاتفاق۔ نیز لکھتے ہیں "قطب الاقطاب فی الارضین ختم المشائخ فی العالمین" نیز لکھتے ہیں۔ سلطان الاولیاء قطب العالم سلطان المشائخ والعارفین نظام الحق والشرع والدین متع اللّٰہ المسلمین بطول بقائہ۔

یکے از امت ختم النبیین
شد جزوے کے ختم المشائخ

حضرت سید محمد حسین شاہ قادری۔ ختم اللہ ص ۲۷ پر لکھتے ہیں۔

نظام الدین سلطان مشائخ شان محبوبی
محب مصطفٰی محبوب حق شایان محبوبی
صف عشاق چاروں سمت مشتاق زیارت ہے
نکل کر سبز خیمہ سے دکھا دو شان محبوبی
نہیں ہے اولیاء میں تیرا ثانی اے محب اللہ
ہے ایوان ولایت سے بلند ایوان محبوبی

حاشیہ:۔

ا۔ حضرت سیدنا خواجہ اجمیری کے فرمان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرۃ عثمان ہرونی اس وقت مقام فردیت میں تھے اور شیخ جیلانی کے برابر یا ان سے بھی بالا تر مرتبہ پر تھے یاد رہے غوث و قطب بھی افراد میں سے ہی ہوتا ہے اور جماعت افراد دائرہ قطب سے خارج ہوتی ہے۔

سیدنا جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا سیدنا اجمیری سے فیض پانا

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلسلہ چشتیہ میں بھی غوث پاک کا ہی فیض ہے۔ لہٰذا غوث پاک اور ان کا سلسلہ افضل ہے جوابا" عرض ہے کہ معاملہ یک طرفہ نہیں بلکہ دو طرفہ ہے اگر خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فیض یافتہ ہیں تو حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ ہیں۔ حقیقت گلزار صابری مولفہ مخدوم زمن شاہ محمد حسن صابری کا ص ۱۰۹ تا ص ۱۱۰ ملاحظہ کیجئے۔ حضرت غوث پاک نے خواجہ بزرگ اجمیری علیہ الرحمتہ شہنشاہ شفاعت امر سے فیض حاصل کیا دعائے حرزیمانی ملقب ٭سیف اللہ و سلطان الاوراد کی اجازت حاصل کی۔ نیز اقتباس الانوار ص ۱۳۵ میں ہے۔ مخصوص ترتیب اسم اعظم جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سینہ ٭سینہ حضرت خواجہ کو پہنچی تھی وہ آپ سے حضرت غوث پاک نے حاصل کی۔ اب آپ کس منہ سے کہیں گے کہ قادری سلسلہ میں چشتیوں کا فیض نہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ غوث پاک اس وقت اپنی عمر کے آخری حصہ میں تھے اور خواجہ اجمیری ابتدائے سلوک میں جو نوجوان عنفوان شباب میں اس مقام کا حامل ہے۔ اس کا منتہی کیسا ہو گا۔

حضرات مشائخ چشت پر افترا

بعض لوگ حضرت عطاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ و حضرت قطب پاک و حضرت مخدوم صابر کلیری کی طرف ایک ایک منقبت منسوب کرتے ہوئے اپنے مقصد پر استدلال کرتے ہیں جبکہ آج تک وہ لوگ ٹھوس تو کجا کمزور سا ثبوت بھی پیش نہیں کر سکے۔ بازار میں ایک دیوان حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمتہ سے منسوب ملتا ہے جس کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ وہ آپ کی طرف غلط طور پر منسوب کیا گیا ہے حقیقت میں یہ دیوان ملا معین الدین فراہی کا ہے۔

مقابیس المجالس ص ۱۵۹ ملفوظات قطب وقت حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ

میں ہے کہ ایک صاحب نے کتاب معارج النبوۃ کا ذکر کیا تو حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ نے فرمایا ملا معین صاحب واعظ کی تصنیف ہے ان کا ایک دیوان بھی ہے جس کا نام دیوان معین ہے اور چھاپہ خانہ والوں نے زیادہ بکری کی خاطر اس دیوان کو شیخ الاسلام خواجہ بزرگ معین الدین قدس سرہ سے منسوب کر دیا ہے حالانکہ اس کے مصنف ملا معین صاحب ہیں۔ سوانح حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر مصنفہ وحید احمد مسعود ص ۲۰۶ میں ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ اجمیری علیہ الرحمتہ کے نام نامی سے منسوب ایک دیوان بازار میں ملتا ہے مگر وہ دیوان مولانا معین الدین فراہی کا ہے جو اپنے زمانہ کے مشہور واعظ تھے۔

اس طرح حضرت خواجہ بختیار کاکی سے بھی ایک دیوان فرضی طور پر منسوب ہے جو ان کے شایان شان نہیں اور تو اور حضرت مخدوم صابر جیسے مجذوب بزرگ بھی شاعر بنا دیئے گئے ہیں۔ حضرت سلطان المشائخ کا صاف و صریح اعلان ہے کہ "نہ میں نے کوئی کتاب لکھی اور نہ میرے پیران سلسلہ نے"۔ حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلی ارشاد فرماتے ہیں۔ میرے پیر و مرشد جناب سلطان الاولیاء قدس سرہ فرماتے تھے میں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اسواسطے کہ شیخ الاسلام حضرت فرید الدین علیہ الرحمتہ اور شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین علیہ الرحمتہ اور باقی خواجگان چشت جو داخل ہمارے شجرہ میں ہیں کسی نے کوئی تصنیف نہیں کی خیر المجالس ص ۴۵۔

ملفوظات حضرت سیدنا شاہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ۔

سیرت خواجہ معین الدین چشتی ص ۲۴۵ تا ص ۲۴۷ میں لکھتے ہیں۔ حضرت والا کے تبحر علمی میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ نیشاپور سمرقند اور بخارا میں اعلیٰ تعلیم پائی اور فضیلت کی سندیں حاصل کی تھیں تبحر علمی کو مد نظر رکھ کر تصنیف و تالیف کا تخیل جمانا قرین عقل ہو سکتا ہے مگر خواجگان چشت کو مخالفت اور پردہ پوشی نے اسم و رسم سے بے گانہ بنا دیا لہٰذا ان کا طریقہ برملا اعلان کر رہا ہے۔

ما آنچہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم   الا حدیث یار کہ تکرار مے کنیم

حدیث یار حاصل علم ٹھہری اور رجوع الی الاصل اس سے مراد لی گئی۔ اس لحاظ سے وہ گفتنی نہیں رہی۔ بلکہ عمل بن کر معمولات میں شامل ہو گئی اور جزو روح بن گئی۔ بات جب ایسی ہو تو ان کا عمل اور طریق کار ہی ان کی تصنیف ہے۔ محبت حق میں یہ صاحبان اس قدر محو ہوئے کہ اخلاق اور اس کے رزائل و فضائل مہلکات و منجیات اور ازیں قبیل تصوف کے دوسرے مسائل پر انہوں نے کوئی کتاب لکھی ہی نہیں قیل و قال کی تصنیف کے متعلق اگرچہ بڑی گنجائش ہے مگر اس کا حاصل وصول کچھ نہیں حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا صاف و صریح ارشاد گرامی اپنی جگہ اٹل ہے کہ من ہیچ کتابی نہ نوشتہ ام زیرا کہ شیخ الاسلام فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ و از خواجگان چشت ہیچ شخصے تصنیف نہ کردہ است۔ مزید لکھتے ہیں دیوان جس کو حضرت والا (خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ) سے نسبت دی جاتی ہے وہ با تحقیق ملا معین کاشفی ہروئی کے جذبات کا آئینہ ہے اور حضرت والا کے واردات جذبات خیالات تعلیم اور طرز سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتا ملا معین نویں صدی ہجری کے مشہور رواعظ تھے ان کی شہرت و عزت معارج النبوۃ کی تصنیف کی وجہ سے ہوئی اب اگر اسی دیوان کو حضرۃ والا سے کوئی تعلق ہے تو اس کی سند ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے حالات سے پیش کرنا چاہیے ظاہر ہے کہ نویں صدی ہجری سے پہلے کسی نے بھولے سے بھی حضرت والا کے کسی دیوان کا ذکر نہیں کیا ہے اور نہ کوئی دیوان ان سے منسوب کیا گیا۔ سیرت خواجہ سید معین الدین چشتی قدس سرہ مصنفہ وحید احمد مسعود ص ۲۴۵ تا ص ۲۴۷۔

حضرات مشائخ کرام کی طرف منسوب کی گئی یہ نظمیں اس قدر مبالغہ آرائی پر مبنی ہیں کہ ان محبوبان خدا کے شایان شان ہی نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی بڑے سے بڑا مدعی آج تک ان کا کوئی اصل پیش کر سکا ہے۔ فاتو برھانکم ان کنتم صادقین۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی مبالغہ آرائی اور مدح سرائی واعظین ہی کا

کام ہے۔ نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان حضرات نے کوئی نظم رسول اللہ ﷺ کی شان میں تو نہ لکھی مگر سب نے ایک ایک مبالغہ آرائی پر مبنی نظم حضرت شیخ کی شان میں لکھنا ضروری خیال کیا تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی مداح کی ذہنی اختراع ہیں جس نے اپنے خود ساختہ مسلک کو تائید دینے کے لئے ان نظموں کو حضرات مشائخ عظام کی ذوات قدسیہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

غالی قادریوں کا غلو

شدید غالی لوگ حضرت شیخ قدس سرہ کی شان میں اس قدر غلو سے کام لیتے ہیں کہ صحابہ کرام وائمہ عظام بلکہ انبیاء کرام کو بھی معاف نہیں کرتے۔ در حقیقت ایسے غالی لوگوں کی تحریریں ہی اس تصنیف کا باعث اصلی بنیں۔ جبکہ بعض قادری علماء کا مبالغہ آمیز کلام بھی ان جہال کی خرابی بربادی بیدینی و زندیقی کا سبب بنا ان زندیقوں کی تردید اہل حق پر فرض و لازم ہے۔ بظاہر یہ صوفیانہ شکل میں ہیں مگر در حقیقت شیطان صفت ہیں۔ من گھڑت حکایات اور کرامات کو ان بزرگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور مسلک کے سخت نقصان کا سبب بن رہے ہیں عام لوگوں کو سنی حنفی قادری کہلا کر دھوکہ دیتے ہیں ان کا افراط و تجاوز اس قدر بڑھ چکا ہے کہ خود قادری علماء بھی گھبرا اٹھے ہیں۔ مفتی اقتدار احمد نعیمی قادری العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ حصہ دوم ص ۳۰۴ میں لکھتے ہیں۔ "ہاں وہ کرامات جو جوش جنون میں بعض خبثاء نے خود گھر بیٹھے بنا کر غوث پاک عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کر دیں اور وہ شریعت کے بھی خلاف ہیں۔ وہ ناقابل قبول ہیں کیونکہ ان کی تائید قرآن و حدیث سے کہیں بھی نہیں ملتی مثلاً" غوث پاک کا روحوں والی زنبیل چھین لینا (معاذ اللہ) اس طرح کی کفریہ فسقیہ باتیں لوگوں کو گستاخ بزرگان بنا دیتیں ہیں اس لئے کہ حضرت ملک الموت عزرائیل علیہ السلام رسل ملائکہ تمام غوثوں قطبوں سے ان کا مقام بلند تر ہے۔ غوث پاک عبدالقادر جیلانی کا مقام و درجہ صرف اپنے وقت اور بعد والے تمام اولیاء اللہ سے

بلند ہے جیسا کہ ہم نے سیرت امام اعظم میں ثابت کر دیا۔ یہ دراز گفتگو مجھے اس لئے کرنا پڑی کہ فی زمانہ جسطرح وہابی دیو بندی اہلسنّت بن کر حضور غوث پاک اور دیگر اولیاء اللہ کی گستاخیاں کرتے پھرتے ہیں اسی طرح بعض شیطان لوگ سنی بن کر صوفیانہ لباس پہن کر غوث پاک کے جھوٹے عاشق بن کر یہاں تک بدعقیدگی کر جاتے ہیں کہ ولی کا درجہ نبی سے بڑھا دیتے ہیں۔ حالانکہ مسلک اہلسنّت میں کوئی ولی کسی نبی سے برابری نہیں کر سکتا۔ غوث پاک عبدالقادر جیلانی اور دیگر تمام غوث و قطب تو تابعین و تبع تابعین کے بعد درجہ رکھتے ہیں۔ وہ سرکاریں ہیں اور یہ غوث قطب ان کے خدام ہیں۔ ان کے خلاف عقیدہ رکھنے والا حاشا حاشا سنی نہیں ہو سکتا۔

نمبر۔ ا نانک داوک ولوں اچا سچا حسبوں نسبوں نبیاں نالوں گھٹ نہ رہیا ہر وصفوں ہر کسبوں

نمبر۔ ۲ کے برساں دے موئے جگائے سکے نیرو گائے کھتے روح فرشتے ہتھوں لکھے لیکھ ہٹائے

نمبر۔۳ نبیاں نوں رب ولوں آندے وحی سلام سنیھے وحی نہ محرم میراں تائیں دے بھید اچھیے

نمبر۔۴ نبیاں تے جد اوکڑ آئی روح میراں داپوہتا مشکل حل کرائی ہردی۔ قرب شہاندا بوہتا

اشعار مذکورہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مفتی اقتدار احمد نعیمی قادری لکھتے ہیں

الجواب

سوال مذکورہ میں سیف الملوک کے جتنے اشعار بھی درج کئے گئے ہیں وہ سب قطعا" قطعا" غلط اور گمراہی ہیں پہلے تین اشعار کا دوسرا مصرعہ غلط اور غیر شرع ہے لیکن چوتھا شعر تو مکمل کفریہ ہے جو مسلمان ان پر عقیدہ رکھے گا یا ان کو صحیح کہے گا وہ ایمان سے خارج ہوگااور پہلے تین اشعار کو ماننے والا گمراہ ہے (تا) اسلئے یہ کلام سخت گمراہی وضلالت ہے اور آخری شعر کفریہ ہے ان اشعار میں دوسرے کسی معنی کی گنجائش نہیں جس نے بھی یہ شعر بنایا ہے وہ اسلام سے دور کی گمراہی میں ہے غوث اعظم حضور سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مسلک اہل سنت بالکل صاف اور واضح ہے۔ کسی ایچ پیچ اور توڑ پھوڑ یا تاویل کی ضرورت نہیں یہ کہ شہنشاہ بغداد اپنے زمانے اور بعد والے تا قیامت اولیاء اللہ غوثوں۔ قطبوں کے سردار ہیں اور پہلے زمانوں کے اولیاء اللہ یعنی اولیاء بنی اسرائیل وغیرہ بھی آپ کا احترام وادب ملحوظ رکھتے ہیں لیکن صحابہ کرام تابعین اور غوث پاک کے اساتذہ اور مشائخ مرشدین رضی اللہ عنہم کا مقام وقرب درجہ بدرجہ فوقیت رکھتا ہے چنانچہ آقاء کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کا ارشاد پاک ہے مشکوۃ شریف ۶۵۴ بروایت بخاری شریف مسلم اور نسائی شریف باب مناقب صحابہ عن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللّٰہ

ﷺ اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم الخ ترجمہ اے قیامت تک کے مسلمانوں میرے صحابہ کی تعظیم کرو کیونکہ وہ تم تمام سے افضل ہیں پھر وہ تمام سے افضل ہیں جو ان سے ملیں یعنی تابعین پھر وہ تمام لوگ تا قیامت سب سے افضل ہیں جو ان سے ملیں یعنی تبع تابعین ان احادیث سے ثابت ہوا کہ تا قیامت کوئی مسلمان غوث وقطب عالم فقیہ صوفی یا قطب الاقطاب کسی صحابی تابعی یا تبع تابعی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا اور جو شخص کسی ولی اللہ یا کسی صوفی یا کسی عالم کا درجہ کسی بھی صحابی وغیرہم سے زیادہ کہتا ہے یا سمجھتا ہے وہ بغیر دلیل بات کرتا ہے اور وہ کم عقل فرمان رسول کریم ﷺ سے مقابلہ کرتا ہے دلیل دوم۔ قلائد الجواہر مترجم اردو مطبوعہ مدینہ کمپنی کراچی ص ۱۸ مصنف عارف باللہ محمد یحیٰی تادفی رحمۃ اللہ علیہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔ غالباً" قدم حقیقی شیخ کی بھی مراد نہیں ہے کیونکہ یہ کئی وجوہ کی بناپر نامناسب معلوم ہوتا ہے ان میں سے ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اس طرح ان اسلاف کا احترام بے معنی ساہو کر رہ جاتا ہے جس پر اساس طریقت قائم ہے۔ اس عبارت سے واضح ہوگا کہ غوث پاک اپنے سلف کا احترام کرتے ہیں یعنی سلف غوث پاک کے اساتذہ جن کی شاگردی غوث اعظم نے کی یا مشائخ جن کی بیعت آپ ہوئے نیز علامہ عسقلانی ودیگر کثیر مشائخ واکابر نے قدمی ھذہ کا مطلب بیان فرماتے ہوئے فرمایا۔ کہ اگر اس کا معنی حقیقی قدم ہے تو ہم زمانہ اور بعد والے اولیاء اللہ مراد ہیں نہ کہ پہلے والے کیونکہ ان میں کچھ تو غوث پاک کے استاد بن کر ظاہری فیض عطا فرماتے رہے اور کچھ بزرگان دین نے غوث پاک کو اپنا مرید بناکر روحانی فیض عطا فرمایا۔ تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے استاد یا مرشد کی گردن پر قدم رکھ کر افضلیت کا دعویٰ کردے (تا)

چوتھی دلیل قلائد الجواہر ص ۸۰ پر ہے کہ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابوبکر ھوار سے بالواسطہ مروی ہے کہ قدمی ھذہ سے مراد اس دور کے تمام اولیاء اللہ ہیں کیونکہ وہ آنے والا (یعنی غوث پاک) اپنے عہد میں یکتاء روزگار ہوگا رہا اعلیٰ حضرت کا یہ شعر

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یاہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا۔

اسکے چار مطلب بیان کیے گئے ہیں نمبرا۔ قبل سے مراد سابقہ امتوں کے اولیاء اللہ ہیں جیسے امت سلیمان کے آصف بن برخیا اور امت موسی و عیسی وغیرہ علیہم السلام کے اولیاء اللہ اصحاب کہف وغیرہ نمبر۲۔ قبل سے مراد صحابہ تابعین تبع تابعین کے بعد وہ اولیاء اللہ ہیں جو آپ کے اساتذہ ومشائخ سے علاوہ ہیں نمبر۳۔ یہاں ادب سے مراد احترام وافضلیت نہیں۔ بلکہ شفقت مراد ہے اور لغت کے اعتبار سے ادب بمعنی شفقت بھی آیا ہے چنانچہ ۔ حاشیہ مشکوۃ شریف ص۳۹۷ کتاب بحوالہ مرقات شرح مشکوۃ شریف میں ہے مرقات جلد نہم ص۴۵ مطبوعہ امدادیہ ملتان پاکستان قیل التعظیم لمن فوقک والرفق لمن دونک پوری عبارت کا ترجمہ اس طرح ہے کہ آداب جمع ہے ادب کی اور ادب کے چند معنی جن میں سے دو یہ ہیں بعض کی طرف سے کہا گیا ہے کہ اپنے سے بڑے کا ادب اس کی تعظیم ہے اور اپنے سے چھوٹے کا ادب اس سے شفقت ونرمی کرنا ہے اور خاصیت کی بنا پر رعایت برتنا ہے۔ یہ تینوں معانی اس شعر کے درست ہیں۔ چوتھا معنی جو بعض ان پڑھ عوام لوگ کہتے ہیں کہ اس شعر کا معنی یہ ہے کہ سرکار بغداد کا درجہ تمام صحابہ تابعین وغیرہ سب سے زیادہ ہے یہ مراد لینا جہالت کے سوا کچھ نہیں کیونکہ مسلک اہل سنت کے خلاف بلکہ قرآن وحدیث وفقہ کے صریحی خلاف ہے بھلا اعلی حضرت مسلک اہل سنت کے خلاف کیسے لکھ سکتے تھے۔ (نا) تو جس کسی کے بھی ہوں ۔ سراسر کفریہ ہیں اور تمام علماء اسلام عربی و عجمی کا اس پر اتفاق ہے جیسا کہ الازہر مصر دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف حجاز قدس افغانستان مفتی کابل اور پاکستان کے بیشتر علماء کرام فقہاء ملت کے فتاوی حاصل ہو چکے ہیں۔ (نا)تو جو بدبخت گمراہ یہ کہے کہ غوث پاک انبیاء سے زیادہ قرب زیادہ محرم راز الہی اور کسی وصف میں کم نہیں وہ نگاہ غوثیت میں مردود کیوں نہ ہوگا۔ اللہ کے یہ پیارے بندے اس طرح کی چاپلوسیوں سے اور بیجا تعریفوں سے خوش نہیں ہوا کرتے بلکہ نگاہ قہر سے ناراض ہوتے ہیں عیسائی حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ کہتے ہیں شیعہ حضرت علی کو رب اور خدا کہتے ہیں۔ تو کیا ان کفریات سے حضرت عیسیٰ علیہ

السلام یا حضرت علی رضی اللہ عنہ خوش ہیں ؟ ہرگز نہیں وہ تو ان چاپلوسوں کو مردود ازلی لائق جہنم سمجھتے ہیں بس اس طرح سمجھ لو کہ اس قسم کے شعر لکھنے والا بھی بارگاہ غوث پاک میں مردود جہنمی ہے۔بلکہ جاہلانہ گستاخی ہے کسی بیٹے کی تعریف کرتے ہوئے کہاجائے کہ یہ اپنے باپ کا بھی باپ ہے تو یہ مدح وثناء نہیں بلکہ احمقانہ پاگلانہ بدتمیزی ہے۔ (تا) ہاں بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج میں گئے تو لامکان پر اوپر نہ چڑھ سکے تب روح غوثپاک نے مشکل حل کرائی اور نبی کریم کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر اوپر پہنچایا میاں محمد صاحب کے اس کفریہ شعر میں اسی جانب اشارہ ہے مگر میں کہتا ہوں اس واقعے کاکوئی ثبوت ؟ نہ اس کا ذکر قرآن مجید میں نہ حدیث شریف میں نہ کسی معتبر کتاب میں نہ صوفیاء کی زبان میں جس زبان اقدس نے بلال رضی اللہ عنہ کی کھڑاؤں کاتذکرہ فرما دیا ان کو اس اہم بات کا تذکرہ کیا مشکل تھا جب براق اور رفرف کا ذکر ملتا ہے تو اس کو کیوں ذکر نہ فرمایا نیز یہ کہنا کہ معاذاللہ نبی کریم چڑھ نہ سکے یہ کفریہ گستاخی ہے صداقت تو یہ ہے کہ نبی کائنات سفر معراج کے لیے براق رفرف کے حاجت مند بھی نہ تھے۔ یہ سواریاں بھی فقط عزت افزائی اور شان شاہانہ کے لیے تھی یہ بناوٹی بات کسی نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے بھی سوالا بیان کی تو اعلیٰ حضرت قبلہ نے عرفان شریعت میں اس کو صرف ممکنات تک تسلیم کیا ہے کہ ایسا ہوسکتا ہے اور غوث پاک کی روح بطور سواری پیش ہوئی ہو تو ممکن ہوسکتی ہے مگر اعلیٰ حضرت جیسے محقق عالم کو بھی اپنی اس ممکن پر کوئی دلیل یا تحریری ثبوت نہ مل سکا ممکن ہونا اور چیز ہے۔ عقائد کی بنیاد ممکنات پر نہیں رکھی جاسکتی ممکن تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آسمان زمین بن جائے اور زمین آسمان بن جائے مگر حقیقت تو ایسی نہیں ہے۔ اہل سنت کا مسلک خود ساختہ تخیلات اور ممکنات پر قائم نہیں ہے۔ بلکہ واقعات یقینیہ اور ٹھوس دلائل ہی مسلک اہل سنت کی بنیاد ہے اور حقیقت واقعی میں یہ ثابت نہیں لہٰذا ایسے تخیلات کو اٹل مذہب عقیدہ اور مسلک بنالینا یا صحیح تسلیم کرلینا اور حتمی یقینی لہجے میں اشعار بنا ڈالنے سراسر جہالت ہے اگر معراج کی رات روح میراں کے اس طرح پہنچنے میں ذرا بھی حقیقت ہوتی تو اشارتاً "کنایتاً" احادیث مبارکہ میں کچھ تو ذکر ہوتا۔ پھر

اس میں کیا حکمت ہے کہ احادیث میں امام اعظم کا کنایہ اور امام مالک کا اشارۃ اور علاقہ ہندوستان کا بشارۃ ذکر ملتا ہے مگر دو باتیں کہیں ثابت نہیں نمبرا۔ امامت علی مرتضیٰ کسی حدیث اور واقعے سے ثابت نہیں نمبر۲۔ غوث پاک کا تذکرہ کسی حدیث پاک سے ثابت نہیں (تا) مگر میں کہتا ہوں کہ روحیں چھیننے کا واقعہ اس لئے بھی غلط ہے کہ جن جاہلوں نے یہ کرامت گھڑی ہے وہ کہتے ہیں کہ روحیں زنبیل یعنی تھیلے میں تھیں۔ حالانکہ قبض ارواح اور روح لے جانے کا جو طریقہ احادیث سے ثابت ومذکورہ ہے وہاں تھیلے کا ذکر نہیں۔ یعنی اسطرح بوری بھر کر نہیں لے جائی جاتیں (تا) بہرکیف سفر معراج میں روح میراں کا پہنچنا تو بالکل ہی بے ثبوت ہے اور یہ انداز بیان تو قطعاً گستاخی ہے (تا) اعلیٰ حضرت نے اس واقع کو ممکن کہتے ہوئے۔ انبیاء کرام کی بارگاہ میں حاضری پر قیاس فرمایا لیکن یہ قیاس مطابقت نہیں رکھتا (تا)

غرضیکہ روح مع الجسد سے مکمل ہونے کے بعد اسی روح الٰہی کی قوت تھی جو حضرت عیسیٰ ابن مریم فرماتے ہیں انی اخلق لکم اور عمل بھی کردکھاتے ہیں اور اسی روح محمدی کی آواز تھی جو حالت سکر میں غوث پاک کی زبان سے ایسے لفظ نکلتے ہیں کہ میں نے نوح علیہ السلام آدم وایوب یوسف علیہم السلام کی مدد کی مگر عالم ارواح میں نہ روح مسیح سے کچھ آواز یا عمل آیا۔ نہ روح غوث پاک کی کوئی آواز تھی۔ روح الٰہی کی ودیعت صرف قوت مسیحیت کے فیضان کے لئے ہوئی اسی طرح روح محمدی کی ودیعت صرف فیضان قطبیت کے لئے ہوئی نہ روح الٰہی حضرت مسیح کی جز بنی نہ روح محمدی غوث اعظم کی جز بنی ہر انسان کی طرح غوث پاک کی اپنی روح علیحدہ ہے اور اس روح نے عالم ارواح میں کوئی کام نہ کیا ہاں البتہ جب تجلی روح الٰہیہ کا غلبہ ہوتا حضرت مسیح سے خدائی کلمات ادا ہوتے اور مسیح علیہ السلام ان کا مظہر بن جاتے بایں طور جب انوار روح محمدی کا غلبہ ہوتا تو غوث پاک کی زبان سے محمدی کلمات ادا ہوتے اور زبان عبدالقادر فقط مظہر کلمات محمدی بن جاتی لیکن چونکہ حضرت عیسیٰ نبی ہیں اور نبی کی طاقت قوت برداشت بے حدو بے شمار ہوتی ہے کوئی فرشتہ کوئی ولی غوث وقطب یاخود غوث پاک بھی اس کی ابتداء تک بھی نہیں پہنچے اس قوت برداشت کی بنا پر

حضرت عیسیٰ پر کبھی حالت سکر طاری نہ ہوئی اس لئے کہ آپ کی زبان پاک سے مستقبل کے کلمات تو ادا ہوئے ماضی کے ادا نہیں ہوتے تھے بخلاف حضور غوث پاک کے کہ آپ غلبہ روح محمدی کو برداشت نہ کرتے ہوئے حالت سکر میں چلے جاتے تھے۔ تب یہ کلمات ادا ہوتے تھے۔ کتاب الجواہر میں جوہر عیسوی کے تحت لکھا ہے کہ بندے کی زبان حالت ضبط میں مستقبل کی بات کرتی ہے اور حالت سکر میں ماضی کی یہ شان قوت سرکار دو عالم ﷺ ہی ہے اور آپ کی ہی قوت برداشت ہے کہ باوجود تجلیات کثیرہ کے نہ سکر ہوتا ہے نہ غشی نہ منہ سے کچھ الفاظ نکلتے ہیں بلکہ پھر بھی ہمہ وقت عرض کرتے ہیں کہ اللہ تو رب ہے میں بندہ نیز حضرت مسیح کو پتہ ہوتا تھا کہ میرے منہ سے کیا لفظ نکل رہے ہیں۔ **مگر غوث پاک کو پتہ نہ ہوتا تھا کہ میرے منہ سے روح محمدی ﷺ کے کلمات نکل رہے ہیں کیونکہ آپ پر سکر ہوتا تھا**حضرت بایزید .سطامی کا سبحانی ما اعظم شانی کہنا۔ یا وادی سینا کے ایک درخت کاانی انا اللّٰہ پکارنا۔ یہ ودیعت نہ تھی بلکہ جز وقتی ظہور روح الٰہیہ تھی۔ اور حضرت بایزید .سطامی پر اس کے ظہور کے وقت قابو نہ رہتا تھا بلکہ حالت سکر غلبہ کرلیتی تھی۔ آپ کو پتہ نہ ہوتا تھا کہ منہ سے کیا ادا ہو رہا ہے۔ اس طرح غوث پاک پر بھی۔ اگر ان الفاظ سے ہی غوث پاک کو روح محمدی ﷺ کا مقام ودرجہ دے دیا جائے تو پھر حضرت مسیح کو بوجہ روح اللہ ہونے کے خدا کا درجہ دینا پڑے گا اور پھر درخت کو آواز انی ان اللّٰہ میں اللہ ہوں۔ اس کو کیا کہا جائے گا؟ ماننا پڑے گا کہ یہ سب فقط مظہر ہیں ان کی اپنی یہ ہمت وجرات نہیں ہے۔ مولاء رومی نے فرمایا شعر۔

چوں روا باشد انا اللہ از درخت کے روا نبود کے گوید نیک بخت

یعنی یہ اولیاء اللہ صرف مثل درخت مظہر ہیں نہ کہ اصل جب عبدالقادر دنیا میں آئے تو مکمل ہوئے اور آپ کو مقام اور مدارج تطبیت دینے کے لئے سردار اولیاء اللہ بنانے کی بنا پر روح محمدی ﷺ انعام واکرام سے ودیعت ہوئی تو آپ فقط اس کا مظہر بن گئے غوث پاک نہ فقط روح کا نام ہے نہ فقط جسم کا بلکہ اسی روح مع الجسد کو جس کو روح

عبدالقادر اور جسم عبدالقادر کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ ہمیشہ جز کا نام اضافت سے لیا جاتا ہے اور کل کا نام بغیر اضافت فقط روح میراں یعنی روح عبدالقادر اس نے عالم ارواح میں کوئی عمل نہیں کیا نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے ہاں روح محمدی کا تصرف اپنے جسم پاک نوری سے ثابت ہے مگر یہ روح محمدی ﷺ اس وقت عالم ارواح میں غوث پاک کو ودیعت نہ ہوئی تھی کیونکہ عالم شہود اور منظر موجودات میں ذات عبدالقادر کا وجود ہی نہ تھا نہ کوئی میراں تھا نہ پیر پیراں بلکہ نہ کوئی صفی تھا نہ خلیل نہ کلیم نہ مسیح صرف کنت نبیا" کی جلوہ گری تھی ﷺ ان دلائل اور حقائق کے ہوتے ہوئے اندھی تقلید وعقیدت میں ایسے کفریہ اشعار بنانا اور قصیدہ روحی بنا کر غوث اعظم کی طرف منسوب کرنا سراسر جھوٹ اور گمراہی ہے۔ اب ہم سیف الملوک کی عزت کا خیال رکھیں یا شان نبوت کا سیف الملوک کی توہین سے بچنا زیادہ ضروری اور فرض ہے یا گستاخی انبیا سے حالت سکر میں واقعی چند کلمات غوث اعظم کے منہ سے نکلے مگر زبان آپ کی تھی۔ بات روح محمدی ﷺ کی تھی۔ آپ کی زبان پر روح محمدی بول رہی تھی غوث پاک نے خود کوئی قصیدہ روحی نہ بنایا۔ جس بد بخت نے بھی بنایا غلطی کی حالت سکر کو ظاہر کرنا شائع کرنا بھی گمراہی ہے (العطایا الاحمدیہ ص ۸۱ تا ص ۹۷ ج ۳)

نبراس شرح شرح العقائد ص ۲۹۷ میں صاحب علم لدنی علامہ عبدالعزیز فرہاروی و للناس فی هذا المقام خرافات کے عنوان سے بعض خرافات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ومنها قول بعض الصوفية انه لم يتصرف فی المبرم احد الا الشيخ عبدالقادر الجيلانی قدس سره العزيز۔

اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے علامہ محمد برخوردار ملتانی محشی فرماتے ہیں۔

وقوله لم يتصرف الخ اقول لقد افرط مريديه فی بيان تصرفاته يقولون تو فی احد خدام الغوث الاعظم وجاء ت زوجته الى الغوث فتضرعت والتجات عليه و طلبت حياة زوجها فتوجه الغوث الى المراقبة فرای فی عالم الباطن ان ملك الموت يصعد الى السماء و معه ارواح المقبوضة فی ذالك اليوم۔

فقال یا ملک الموت قف اعطنی روح خادمی فلان و سماہ باسمہ فقال ملک الموت انی اقبض الارواح بامر الھی واردبھا الی باب عظمۃ کیف یمکن ان اعطیک الروح الذی قبضتہ بامر ربی فکرر الغوث علیہ اعطاء روح خادمہ الیہ فامتنع من اعطائہ و فی یدہ ظرف معنوی کھیئۃ الزنبیل فیہ الارواح المقبوضۃ فی ذالک الیوم فبقوۃ المحبوبیۃ جر الزنبیل واخذہ من یدہ فتفرقت الارواح ورجعت الی ابدانھا فنا جی ملک الموت ربہ فقال یا رب انت اعلم بما جری بینی و بین محبوبک وولیک عبدالقادر فبقوت السلطنۃ والصولۃ اخذ منی ما قبضت من الارواح فی ھذا الیوم فخاطبہ الحق جل جلالہ یا ملک الموت۔

ان الغوث الاعظم محبوبی و مطلوبی لم لا اعطیت روح خادمہ و قدر احت الارواح الکثیرت من قبضتک بسبب روح واحد فتندم ھذا الوقت کما فی تفریح الخاطر لعبد القادر بن محی الدین الا ربلی وقد ملا کتابہ بامثال ھذا الحکایۃ عصمنا اللّٰہ عن الغوایۃ۔

ترجمہ۔ اور لوگوں کی اس مقام میں بہت سی خرافات ہیں ان میں سے بعض صوفیوں کا قول کہ قضائے مبرم میں کسی نے تصرف نہیں کیا مگر شیخ عبدالقادر جیلانی نے۔ میں کہتا ہوں آپ کے مریدین نے آپ کے تصرفات کے بیان میں افراط و تجاوز سے کام لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ غوث پاک کے خدام میں سے کوئی شخص فوت ہو گیا۔ اس کی زوجہ غوث پاک کے پاس آئی۔ عاجزی زاری کی اور اپنے خاوند کی زندگی طلب کی حضرت غوث نے مراقبہ میں عالم باطن کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ ملک الموت آسمان کی طرف جا رہا ہے۔ اور اس دن کی مقبوضہ روحیں اس کے پاس ہیں تو آپ نے کہا کہ اے ملک الموت ٹھہر جا۔ میرے فلاں خادم کی روح مجھے دے دے اور اس کا نام لیا۔ ملک

الموت نے کہا میں امر الٰہی سے ارواح قبض کرتا ہوں اور باب عظمت میں لے جاتا ہوں تو میرے لئے کیسے ممکن ہے کہ وہ روح جسے میں نے امر الٰہی سے قبض کیا ہے تجھے دے دوں غوث پاک نے تکرار کیا کہ میرے خادم کی روح دے دے عزرائیل نے نہ دی اس کے ہاتھ میں ایک معنوی برتن زنبیل کی شکل کا تھا جس میں اس دن کی مقبوضہ ارواح ہیں تو آپ نے قوت محبوبیہ سے زنبیل ملک الموت کے ہاتھ سے چھین لی۔ تو روحیں بکھر کر اپنے بدنوں کی طرف لوٹ گئیں ملک الموت نے اپنے رب کے حضور عرض کی اے رب تو جانتا ہے جو کچھ میرے اور تیرے محبوب اور ولی عبدالقادر کے مابین ہوا ہے۔

اس نے صولت و سلطنت کی قوت سے اس دن کی روحیں چھین لی ہیں۔ اللہ تعالٰی نے اسے فرمایا اے ملک الموت بے شک غوث اعظم میرا مطلوب اور محبوب ہے تو نے اس کے خادم کی روح اسے کیوں نہ دی ایک روح کی وجہ سے کثیر روحیں تیرے قبضے سے نکل گئیں۔ تو ملک الموت پشیمان ہوا جیسے کہ تفریح الخاطر مصنفہ عبدالقادر بن محی الدین اربلی میں ہے اس نے اس قسم کی حکایات سے اپنی کتاب کو بھر دیا ہے۔ اللہ ہمیں گمراہی سے بچائے۔

علامہ محمود الوسی تفسیر روح المعانی ص ۲۷ ج ۳۔ پر لکھتے ہیں۔

و بعض المتوصفة کجهلة الشیعة التزموا ظاهر کل من الکلامین وظنوا۔ ان اولیاء هذه الامة وصدیقیهم اعلٰی کعبا من الانبیاء ولونالو مقام الصدیقیة محتجبین بما روی عن الإمام الربانی سیدی و سندی عبدالقادر الکیلانی قدس سره انه قال یا معشر الانبیاء الفرق بیننا و بینکم بالالقاب و اوتینا مالم توتوه (الی ان قال) وانت تعلم ان التزام ذلک والقول به خرق لاجماع المسلمین و مصادم للادلة القطعیة علی افضلیة الانبیاء علٰی سائر الخلق اجمعین ویوشک ان یکون القول به کفراً" بل قد قیل به۔

(الی ان قال) لنا ان نقول ان ذلک القول صدر عن القائل عند فنائه فی الحقیقة المحمدیة والذات الاحمدیة فاللسان حینئذ لسانہا والقول قولہا۔

ترجمہ:۔ علامہ الوسی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول رب ارنی کیف تحی الموتی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول لو کشفت لی الغطاء ما ازددت یقیناً" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض صوفیوں نے جاہل شیعہ کی طرح ہر دو کلام کے ظاہر کو لازم پکڑا ہے اور گمان کیا ہے کہ اس امت کے اولیاء اور صدیقین انبیاء کرام سے افضل ہیں۔ خواہ مقام صد یقیت کو پالیا ہو۔ امام ربانی سیدنا عبدالقادر جیلانی کے اس قول سے استدلال کرتے ہوئے کہ آپ نے فرمایا کہ اے نبیوں کی جماعت ہمارے اور تمہارے درمیان صرف لقبوں کا فرق ہے حالانکہ ہمیں وہ دیا گیا ہے جو تمہیں نہیں دیا گیا۔ اور تجھے یہ بات معلوم ہے کہ اس کا التزام اور یہ قول اجماع مسلمین کا خرق ہے۔ اور افضلیت انبیاء پر ادلہ قطعیہ کے متصادم ہے اور قریب ہے کہ یہ قول کفر ہو بلکہ ایسا کہا گیا ہے کہ یہ کفر ہے ہم یہ کہیں گے یہ قول قائل سے حقیقت محمدیہ اور ذات احمدیہ میں فناء کے وقت صادر ہوا لہٰذا یہ اسی کی زبان اور اسی کا قول ہے۔ اور یہ آپ کیطرف سے صادر نہیں ہوا۔

اولیاء امت محمدیہ کی جماعت اولین یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی افضلیت برجمیع امت کے دلائل ہم قرآن و سنت سے بقدر کفایت بیان کر چکے

نبی پر غیر نبی کو فضیلت دینا

یہاں ہم نبی پر غیر نبی کو فضیلت دینے کے موضوع پر کچھ حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔

بہار شریعت جلد اول ص ۴۶ میں ہے اور یہ بالاجماع کفر کہ غیر نبی کو نبی سے افضل کہا جائے نیز اسی میں ہے کہ جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔

بہار شریعت ج ۱ ص ۱۳ نیز فرماتے ہیں۔

انبیائے کرام تمام مخلوق یہاں تک کہ رسل ملائکہ سے افضل ہیں۔ ولی

کتنا ہی مرتبے والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل بتائے یا برابر بتائے کافر ہے۔

بہار شریعت ج ۱ ص ۱۵ فاضل کو مفضول کہنا فاضل کی توہین اور ایذاء ہے۔
اور نبی کی توہین و تکذیب کفر ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قادری جزاء اللہ عدوہ ص ۸۵۔
میں لکھتے ہیں جو کسی ولی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ زندیق بے دین اور ملحد دھریہ ہے۔ مواہب شریف میں امام ابن حبان۔ صاحب صحیح مسمی بالتقسیم والا نواع سے نقل فرمایا۔ من ذهب الی ان النبوت مکتسبة لا تنقطع والی ان الولی افضل من النبی فهو زندیق۔ عقائد کی معتبر و مستند اور متداول کتاب شرح العقائد میں ہے۔ فما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولی افضل من النبی كفر وضلال (الی ان قال) ان النبی متصف بالمرتبتین آگے چل کر لکھتے ہیں لا یبلغ ولی درجة الانبیاء۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رد الرفضہ صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں۔
جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بے دین ہے۔
شفاء شریف ص ۳۶۵ میں انہیں اجماعی کفروں کے بیان میں ہے۔
وكذلك نقطع بتكفير غلاة الرافضة في قولهم ان الائمة افضل من الانبیاء اور اس طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں ان غالی رافضیوں کو جو ائمہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ امام اجل نووی کتاب الروضہ میں پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام مطبع مصر ص ۴۴ میں کلام شفاء نقل فرماتے اور مقرر رکھتے ہیں۔ مولانا علی قاری شرح شفاء مطبوع قسطنطنیہ ج ۲ ص ۵۲۶ میں فرماتے ہیں۔ ھذا کفر صریح۔ یہ کھلا کفر ہے۔ منه الروض الازهر شرح فقه اکبر مطبع حنفی ص ۱۴۶ میں ہے: ما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولی افضل من النبی كفر وضلالة والحاد و جهالة۔

وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبے میں بڑھ جائے یہ کفرو ضلالت و بے دینی و جہالت ہے۔

شرح مقاصد مطبوع قسطنطینہ ج ۲ ص ۳۰۵ اور طریقہ محمدیہ علامہ برکوی قلمی آخر فصل اول باب ثانی میں ہے واللفظ لھا ان الاجماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء۔ بے شک مسلمانوں کا اجماع قائم ہے اس پر کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اولیاء عظام سے افضل ہیں۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبع مصر ج ۱ ص ۲۱۵ میں ہے۔
التفضیل علی نبی تفضیل علی کل نبی کسی کو ایک نبی سے افضل کہنا تمام انبیاء سے افضل بتاتا ہے۔ شرح عقائد نسفی مطبع قدیم۔ ص ۱۱۵

طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ ص ۲۱۵ میں ہے۔ واللفظ لھما تفضیل الولی علی النبی مرسلا" اولا" (کفر و ضلال کیف و ھو تحقیر للنبی بالنسبۃ الی الولی الخ باختصارہ۔ ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفرو ضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے کہ ولی سے نبی کے افضل ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے۔

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۷۵ میں ہے۔ النبی افضل من الولی وھوامر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ نبی ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

اعلیٰ حضرت کی ہی ایک اور کتاب ملاحظہ کیجئے غایۃ التحقیق ص ۱۳ اہل سنت والجماعت نصرھم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ' رسل و انبیاء بشر صلوت اللہ و تسلیماتہ علیہم کے بعد خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام مخلوق الہٰی سے افضل ہیں۔ تمام امم اولین و آخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی و عظمت و عزت و جاہت و قبول و کرامت و قرب و ولایت کو نہیں پہنچتا۔

ان الفضل بید اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم (الٰی ان قال) اس مذہب پر آیات قرآن حکیم و احادیث کثیرہ حضور پر نور نبی کریم علیہ وآلہ و صحبہ الصلوۃ والتسلیم و اجماع صحابہ کرام و تابعین عظام و تصریحات اولیاء امت و علماء ملت رضی اللہ علیہم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ و حجج قاطعہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہو سکتا۔

حضرت علامہ محمود الوسی روح المعانی ص ۱۵۰۔ ج۔۶ میں حدیث غبطہ پر تبصرہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ فلا دلیل فیہ علی ان الولایۃ افضل من النبوۃ و قد کفر معتقد ذلک۔

سوالات و جوابات

س :۔ اگر یہ فرمان امر خداوندی کی تعمیل نہ ہوتا بلکہ معاذ اللہ کم حوصلگی کے باعث صادر ہوتا جیسا کہ بعض متصوفین موجودہ زمانہ کا خیال ہے تو پھر آں قطب الوحدت خواجہ خواجگان. معین الحق والدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بروقت صدور فرمان عالی سب سے پہلے سر تسلیم خم نہ فرماتے نیز آپ بھی بایزید بسطامی کی طرح توبہ کر لیتے اور ہمیشہ اس قول پر قائم نہ رہتے۔

ج :۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کے روحانی مربی اور پیر حضرت شیخ حماد قدس سرہ کا وصال ۵۲۵ھ میں ہوا اور آپ کے شیخ و مرشد حضرۃ شیخ ابو سعید مخزومی قدس سرہ کا وصال ۵۲۸ھ میں ہوا انہیں کے وصال کے بعد آپ ان کے ہی مدرسہ میں ان کے سجادہ نشین و جانشین بنے اور یہی دور آپ کے کلام ہذا کا زمانہ صدور ہے اس لئے کہ حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے اس بات کا تعین فرما دیا ہے کہ ان اقوال کا صدور غلبہ سلطان حال و فناء کی ابتداء میں ہوا ہے جبکہ وہ ابھی تک فضاء صحو میں نہ نکلے تھے آپ فرماتے ہیں۔ لبقایا السکر عندھم و انحصارھم فی مضیق سکر الحال وعدم الخروج الٰی فضاء الصحو فی ابتداء امرھم۔ نیز حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی قدس سرہ بوقت صدور کلام ھذا بجسدہ زندہ موجود تھے جنکا سن وصال ۵۳۵ھ ہے۔ لہٰذا یہ بات یقینی ہو گئی کہ کلام ہذا کا صدور سن ۵۳۵ھ سے پہلے پہلے ہوا ہے۔ شہزادہ داراشکوہ قادری مرید و خلیفہ حضرت میاں میر لاہوری علیہ الرحمہ اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء ملفوظات حضرت میاں میر قادری لاہوری مصنفہ ۱۰۵۲ھ کے ص ۱۷ پر لکھتے ہیں خواجگان کے سلسلہ سے خواجہ یوسف ہمدانی۔ جو اس سلسلہ کے سردار ہیں بغداد میں غوث اعظم کی صحبت میں رہے (قادری عموماً" بات الٹ دیتے ہیں یہاں بھی اصل

حقیقت یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کی صحبت میں رہے اور ان سے فیض حاصل کرتے اور اپنی روحانی مشکلات حل کرواتے رہے ملاحظہ کیجئے بہجۃ الاسرار) اور قدمی هذه علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ کی مجلس کے حاضرین میں سے تھے۔ لہٰذا قرین قیاس یہ ہے کہ کلام ہذا ۵۲۸ھ یا ۵۲۹ھ یا ۵۳۰ھ میں ظہور پذیر ہوا اس لئے کہ اس کے بعد کے دور کو غلبہ سلطان حال کا ابتدائی دور قرار نہیں دیا جا سکتا اس لئے کہ ۵۳۰ھ میں آپ کی عمر شریف ساٹھ سال بنتی ہے اب دوسری جانب توجہ مبذول فرمایئے کہ حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ کی ولادت کثیر اور مضبوط روایات کے مطابق ۵۳۷ھ میں ہوئی بعض روایات میں سن ولادت ۵۳۶ھ مذکور ہے ایک نہایت ہی ضعیف روایت ۵۳۰ھ کی بھی ہے اس ساری بحث سے یہ بات آفتاب نیمروز و ماہتاب نیم ماہ کی طرح روشن ہے کہ بوقت صدور ایں کلام حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ کی ولادت بھی نہ ہوئی تھی چہ جائیکہ آپ خراسان یا غزنی کے پہاڑوں کی غاروں میں چلے کاٹ رہے ہوں اور "بل علٰی راسی و عینی" کہیں یہ بات حضرت گیسو دراز علیہ الرحمہ کی طرف منسوب کی گئی ہے مگر ان کی کسی کتاب میں مذکور نہیں نہ ہی آپ کی کسی تصنیف کا نام لطائف الغرائب ہے اس قسم کے عجائبات و غرائبات درحقیقت خود غالی قادری حضرات کے مخترعات ہوتے ہیں اور پھر بلا تحقیق نقل در نقل کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ ۱۵ پندرہ سال تک تو آپ اپنے گھر ہی میں رہے۔ جب والد گرامی کا وصال ہو گیا تو ان کی وراثت میں سے حضرت خواجہ کے حصہ میں باغ وغیرہ مال و اسباب آیا آپ نے اس باغ کی نگہداشت شروع کی اور اس دوران میں ایک دن حضرت ابراہیم قندوزی اسہ جو کہ ایک عظیم الشان مجذوب تھے باغ میں تشریف لائے حضرت خواجہ نے انتہائی ادب و احترام سے ان کی خدمت میں اپنے باغ کے انگور پیش کئے۔ جس پر حضرت ابراہیم قندوزی قدس سرہ نے اپنے منہ میں کھلی رکھ کر چبائی اور حضرت خواجہ کے منہ مبارک میں دے دی جس سے آپ کے دل میں عشق و محبت خداوندی کی آگ مزید بھڑک اٹھی سارا مال و اسباب فروخت کر کے مسکینوں اور درویشوں میں تقسیم کر دیا اور خود

سمرقند و بخارا کی جانب طلب علم کے لئے روانہ ہو گئے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے ملاقات ہوئی اور آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔

یہیں سے ریاضت و مجاہدہ کا دور شروع ہوتا ہے اپ نے تکمیل علوم کے لئے پانچ سال کا عرصہ بھی گزارا ہو تو بھی اس وقت آپ کی عمر شریف بیس سال سے متجاوز تھی جس وقت آپ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے بیعت کی درحقیقت شیخ کامل سے بیعت کے بعد ہی کسی درویش کی اصل روحانی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور روحانی سلسلہ کے ساتھ تعلق بھی زندگی کے اسی حصہ کا ہوتا ہے۔ اڑھائی سال تک آپ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر رہے اس کے بعد آپ کے شیخ نے سیاحت کا حکم دیا تو کس انوکھی شان اور نرالے انداز سے آپ مختلف ملکوں اور شہروں کے اندر اولیاء کرام و مشائخ عظام سے ملاقاتیں کرتے رہے جن میں چھوٹے بھی تھے اور بڑے بھی مبتدی بھی تھے اور متوسط و منتہی بھی مگر جہاں بھی آپ گئے ابر باراں کی طرح سیراب کرتے اور اپنے شیخ کی شان تربیت کے جلوے دکھاتے گئے یہاں تک کہ منتہی لوگوں نے بھی آپ سے اسم اعظم اور اورادو وظائف کی اجازتیں لے کر آپ سے فیض حاصل کیا مثلاً" سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی جن سے حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمہ کی ملاقات ۵۶۱ھ میں ہوئی ۵۶۱ھ کی ابتداء میں حضرت غریب نواز حضرت نجم الدین کبریٰ کے پاس رہے اور اس کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پاس کچھ دیر ٹھہرے رہے جس کی مقدار ۵۷ ستاون دن ذکر کی گئی ہے اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ آپ ماہ صفر اور ماہ ربیع الاول میں حضرت غوث پاک کے پاس ٹھہرے رہے اور ربیع الاول شریف کے آخری دنوں میں یہاں سے روانہ ہوئے جبکہ اسی سال کے ماہ ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو حضرت غوث پاک کا وصال ہوتا ہے۔

صاحب جواہر فریدی لکھتے ہیں "بسیار نعمت و حظوظ از صحبت یکدیگر حاصل نمودند" کہ دونوں نے ایک دوسرے سے بہت سی باطنی و روحانی نعمتیں اور فوائد حاصل کیئے۔

اقتباس الانوار ص ۳۵۲ میں ہے کہ شغل سیر وجود ہفت علم اور شغل سہ پایہ چشتیہ اور اسم اعظم کی ترتیب خاص جو خواجگان چشت اہل بہشت سے حضرت خواجہ اجمیری کو سینہ .سینہ پہنچی تھی وہ آپ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو تلقین فرمائی۔

حقیقت گلزار صابری ص ۱۱۰ میں ہے دونوں حضرات نے بالہام باطنی اور اپنے اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق تکمیل ترکیب تلاوت غوثی معنوی اور قیومی روحی دعائے ماثورہ کی باہم دیگر فرمائی (تا) اور حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری قدس سرہ نے ترکیب تلاوت قیومی و روحی دعائے موصوف کی حضرت سید عبدالقادر جیلانی کو عنایت کی اب دیکھنا یہ ہے کہ ایک ایسا شیخ جس کی ساری زندگی فخرو ادلال اور سکر و حال میں گزری ہے اس کی زندگی کے آخری ایام میں یک لخت تغیر و انقلاب کیوں واقع ہو گیا؟ اس کی زندگی کے آخری ایام میں کس ایسی مقدس ہستی کا فیض ہوا کہ ساری زندگی کے ادلال ناز کو چھوڑ کر مقام عبدیت و نیاز کی طرف آ گئے اس تغیر کی شہادت سب اکابرین دے رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ ایسی مقدس ہستی حضرت خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری قدس سرہ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی آخری دنوں میں انہیں سے صحبت اور انہیں کے فیض کا ذکر ملتا ہے۔ یہ مشائخ چشت اہل بہشت کی ہی برکت تھی اس لئے کہ عجز و نیاز و عبودیت سلسلہ عالیہ چشتیہ کی فطرت میں شامل ہے۔ بصورت تسلیم سر تسلیم خم کرنا بایں وجہ تھا کہ حضرت شیخ مقام فنا میں تھے اور اولیاء کرام کا سر جھکانا کسی اور کے لئے تھا جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام اور درخت کا معاملہ تھا۔

نیز آپ اس وقت کے قطب تھے اور ہر قطب اپنے دور میں متصرف اور اپنے ہمعصر حضرات میں جب تک بوجود ظاہری موجود ہے افضل ہوتا ہے مگر اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آپ اس اظہار میں مامور من اللہ تھے نیز شطحیات کی ذمہ داری خود اصحاب شطح پر ہی ہوتی ہے اگر وہ شطح اسوقت کے اعتبار سے صدق بھی ہو تو اس وقت

کے حضرات کے لئے تسلیم کرنے میں کوئی نقص نہیں نقص تو اظہار شطح میں ہے جس کی تمام تر ذمہ داری شاطح پر ہے نہ غیر پر اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ تسلیم کرنے والا آپ کے دور کے اختتام "وفات" کے بعد بھی آپ سے بالاتر و افضل تر مقام و مرتبہ پر فائز نہیں ہو سکتا یقیناً" ایسا ہو سکتا ہے۔

کما صرح الشیخ ابن العربی۔ نیز ہم مضبوط ترین حوالہ جات سے آپ کا رجوع توبہ و استغفار ثابت کر چکے ہیں لہٰذا اس قول کے از قبیل شطحیات ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہا۔ امرو نہی جدید کا نزول بعد از خاتم النبیین ﷺ کسی پر ہو ہی نہیں سکتا کما سبق تفصیلا"

حاشیہ:۔

1۔ نفحات الانس میں حضرت جامی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ابراہیم قندوزی جلیل القدر مجذوب تھے حضرت غوث پاک کی آرزو تھی کہ ان کے ساتھ ایک شب گزاریں بڑی مشکل کے بعد یہ موقع نصیب ہوا چنانچہ دونوں نے شہر کی جامع مسجد میں قیام کیا نصف شب گزرنے پر کھانے کی فرمائش کی یہ حضرت اول تو کچھ کھاتے نہ تھے اور جب کھانے پر آتے تھے تو بس نہ کرتے تھے۔ حضرت غوث پاک کو ان کی عادت کا علم تھا چنانچہ بڑی دقت سے حد سے زیادہ کھانا فراہم کر کے لائے جب وہ سب کھا چکے تو کہا کہ لیٹ جاؤ سو جاؤ میں کھانا کھا کر ابھی آتا ہوں جب واپس آئے تو حضرت غوث پاک کے سرہانے ایک بڑا پتھر لے کر کھڑے ہو گئے اور کہا جی چاہتا ہے کہ سر کچل دوں مگر تیری ماں ضعیف ہے اسے صدمہ ہو گا کئی مرتبہ اسی طرح کیا جب ایک تہائی رات رہ گئی تو مجذوب نے کہا میں جانتا ہوں تو سو نہیں رہا ہے بس اب سو جا اور میں نیچے کتب خانہ میں جاتا ہوں یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ نیچے سے کچھ کاٹنے چبانے کی آواز آتی رہی صبح کو معلوم ہوا کہ تمام کتابوں کے پٹھے توڑ کر کھا لئے تھے۔

ص ۴۳۔ سیرت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مولفہ وحید احمد مسعود

س :۔ بوجہ کمال اتباع محمدی مثل قولہ علیہ السلام انا سید ولد آدم وغیرہ یہ فرمان صادر ہوا۔

ج :۔ انبیاء و رسل اور ان کے اتباع میں ایک واضح فرق ہے انبیاء پر اظہار فرض ہے کہ ان کا کام تشریع ہے مگر اولیاء پر اخفاء فرض ہے الا بضرورت و مجبوری بقدر ضرورت لہٰذا انبیاء پر غیر انبیاء کا قیاس کرنا ہی باطل ہے چہ جائیکہ بے مثل و بے مثال محبوب خدا سید الانبیاء ﷺ پر کسی کا قیاس کیا جائے۔ کیا کمال اتباع محمدی سیدنا ابو بکر صدیق' سیدنا فاروق اعظم' سیدنا ذوالنورین۔ سیدنا مولائے کائنات' حسنین کریمین رضی اللہ عنھم و دیگر متقدمین اولیاء کرام کو حاصل نہ تھی؟

ان میں سے کسی نے بھی اتنی بڑی شطح کا اظہار نہ فرمایا بلکہ یہ الفاظ تو سید انبیاء نے بھی استعمال نہ فرمائے حالانکہ اما بنعمۃ ربک فحدث کا مھبط و مخاطب تو آپ ہی کی ذات والا صفات تھی بلکہ بارہا بے پناہ عجز و نیاز و عبودیت کا اظہار فرمایا جبکہ حضرت شیخ اپنی شان میں قصیدوں پر قصیدے لکھتے رہے اور ساری زندگی دعاوی طویلہ و عریضہ و کثیرہ کا اظہار فرماتے رہے مگر اپ بوجہ سکر و حال معذور تھے جب اس مقام سے آگے گزرے توبہ و استغفار کی ورنہ اسے زیادہ سے زیادہ مباح کے درجہ میں شمار کرو گے جبکہ متقین کا ورع و تقویٰ تو مباحات میں ہی ہوتا ہے حضرت ابن عربی فرماتے ہیں فالورع ماھو مع المباح ص ۲۴۵ ج ۱

س :۔ مکاشفات غیبیہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکاشفہ نمبر ۱۶ میں ہے۔

اگرچہ دیگراں راہم فضائل و کرامات بسیاراست اما قرب ایشاں باں خصوصیت از ہمہ زیادہ تراست در عروج باں کیفیت کسے بایشاں نمے رسد باصحاب و ائمہ اثنا عشر دریں باب مشارک اند۔ پہلے ذکر ہو چکا کہ اسی امتیاز خصوصی کے باعث آپ نے قدمی ھذہ الخ فرمایا۔

ج :۔ یہاں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے عروج کی بات کر رہے ہیں نزول کی نہیں یہ بات آپ نے اپنے مکتوب نمبر ۲۱۶ ج ۱ میں بھی ذکر فرمائی ہے کہ عروج ایشاں از اکثر بلند تر واقع شدہ است و

درجانب نزول تا مقام روح فرود آمده اند۔ یعنی حضرت شیخ قدس سرہ کا عروج تام تھا لیکن بوقت نزول فقط مقام روح تک نزول ہو سکا۔ یہاں بھی حضرت مجدد نے اسی حقیقت کا ذکر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ عروج میں ائمہ اثنا عشر وغیرہم کے ساتھ مشارک تھے نہ کہ نزول میں جبکہ ائمہ کرام و صحابہ کا نزول بھی تام تھا مگر حضرت شیخ کا نزول صرف مقام روح تک ہو سکا اسی کیفیت عروج (جسے حال' فناء' سکر وغیرہ بھی کہا جاتا ہے) کے بسبب آپ سے یہ قول سرزد ہوا جو حضرات اس کیفیت عروج سے تیزی کے ساتھ گزر کر مقام نزول میں متحکم ہو جاتے ہیں ان حضرات سے ایسے کلمات کایا تو سدور ہوتا ہی نہیں یا بہت کم مقدار میں ہوتا ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ نزول عروج سے افضل ہے لہٰذا افضلیت اسی کو حاصل ہو گی جس کا نزول تام ہو گا۔ ہم غالی لوگوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ حضرت مجدد کا کوئی ایک مکتوب یا ارشاد ایسا پیش کر دکھائیں جس میں آپ نے فرمایا ہو کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا نزول تام تھا یا آپ نزول میں سب سے ممتاز تھے۔

آپ فرماتے ہیں۔

اما قرب ایشاں باں خصوصیت از ہمہ زیادہ است۔ در عروج بآں کیفیت کسے بہ ایشاں نمے رسد باصحاب وائمہ اثنا عشر دریں باب مشارک اند یعنی آپ باب عروج میں صحابہ و ائمہ اثنا عشر کے مشارک ہیں نہ کہ باب نزول میں جس کی حضرت مجدد الف ثانی و شیخ اکبر ابن عربی و عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی و شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہم الرحمتہ نے صراحت فرمائی ہے اسی مقام عروج کی وجہ سے اپ سے یہ کلام سرزد ہوئی اسی مقام کو فنا یاز ہو وادلال و سکر کہا جاتا ہے اسی کو لفظ حال سے بھی تعبیر کر لیتے ہیں یہ مقام بجائے خود ایک رفیع مقام ہے مگر اس سے ارفع تر مقامات بھی موجود ہیں۔ ان مقامات میں سے آخری مقام مقام عبودیت محضہ ہے جس پر حسب تصریح شیخ ابن عربی علیہ الرحمتہ حضرۃ بایزید

بسطامی و حضرت شیخ ابو السعود ابن شبل بغدادی فائز تھے۔ حضرت بایزید آپ سے قبل اور ابو السعود آپ کے بعد ہوئے ہیں۔

س :۔ متاخرین کے عرف و محاورے میں لفظ ولی ماسوائے صحابہ پر بولا جاتا ہے؟

ج :۔ جناب کی متاخرین سے کیا مراد ہے حضرت شیخ اور ان کے ہمعصر یا زمانہ قبل کے لوگ یا بعد کے ہم ان سب حضرات کے ارشادات پیش کر کے آپ کے اس موقف کو ھباء منثورا بنا چکے ہیں ملاحظہ کیجئے کتاب ہذا از ص ۱۱۶ تا ص ۱۳۴ نیز کیا بوقت نزول آیہ کریمہ "الا ان اولیاء اللہ" الخ لفظ ولی کا کوئی مصداق موجود نہ تھا۔

س :۔ جس کثرت کے ساتھ کرامات کا ظہور آپ سے ہوا کسی دوسرے ولی سے نہیں ہوا؟

ج :۔ بکثرت کرامات کا ظہور اس لئے ہوا کہ آپ تا مدت حیات صاحب حال رہے صاحب مقام نہ ہو سکے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں۔

فانه کان صاحب حال موثرة ربانية مدة حياته لم يكن صاحب مقام الفتوحات المکیہ ص ۸۰ ج ۲ نیز فرماتے ہیں فان الكامل كلما علا في المقام نقص في الحال ص ۳۹۱ ج ۲۔ بلا شبہ کامل جس قدر مقام میں بلند ہو جاتا ہے حال میں اسی قدر کم ہو جاتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں فالحال في هذه الدار الدنيا نقص ص ۳۵۸۔ ج۔۲ نیز فرماتے ہیں۔ اصحاب الاحوال محجوبون ص ۵۰۲ ج ۱۔ فرماتے ہیں حکم صاحب الحال حكم المجنون الذی ارتفع عنه القلم ص ۳۵۸۔ ج ۔۲۔ لہٰذا بکثرت ظہور کرامات دلیل افضلیت نہیں بلکہ اعلیٰ تر مقام عبودیت محضہ کی نسبت سے دلیل مفضولیت ہے۔ نیز آپ سے کسی ایسی عجیب و غریب کرامت کا صدور نہیں ہو سکا

جس کا ظہور کسی اور سے نہ ہو سکا ہو مثلاً" آپ سے شطحیات کا صدور ہوا تو بعض دیگر اولیاء سے بھی یہ ظہور پذیر ہوئیں آپ نے مردہ زندہ کیا تو دیگر اولیاء نے بھی ایسا کر دکھایا مثلاً" حضرت بایزید بسطامی' حضرت ذوالنون مصری' حضرت خواجہ بزرگ اجمیری' حضرت محبوب الہی علیہم الرحمتہ بلکہ بعض حضرات نے قم باذن اللّٰہ کی بجائے قم باذنی کہہ کر مردہ زندہ کر دیا۔

حضرت محبوب الہی کے پہنے ہوئے کپڑے سے کستوری سے بڑھکر خشبو آتی تھی جو دھو دینے یا مدت مدیدہ گذر جانے کے باوجود بھی زائل نہ ہو سکتی۔

خانہ کعبہ شریف حضرت خواجہ بزرگ اجمیری کا طواف کرتا تھا۔

بلکہ بعض دیگر کاملین سے ایسی خصوصی کرامات کا ظہور ہوا جنکا ظہور حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی سے نہ ہو سکا۔

مثلاً" حضرت سیدنا خواجہ شاہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی نے سورج روک دیا۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے پیدا ہوتے ہی سر سجدہ میں رکھ کر اللہ اللہ کہنا شروع کر دیا حضرۃ خضر سیدنا محبوب الہی قدس سرہ کے باورچی خانہ کی نگرانی فرماتے اور حاضرین مجلس سماع کی نعلین کی حفاظت فرماتے۔

حضرۃ خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور آپ ہی کے فیض نظر سے ۹۹ لاکھ انسان دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

اور بعد از وصال اپ کی جبین اطہر پر قدرتی غیبی نورانی قلم سے برنگ نور سبز "ھذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ" کے الفاظ لکھ دیئے گئے۔ سبع سنابل و دیگر کتب سیر۔

حضرت خواجہ ... ہروی قدس سرہ کو بذریعہ الہام بتایا گیا کہ شیخ

معین الدین کا میری بارگاہ میں وہ مقام ہے کہ اگر تمام اولیاء قیامت تک پرواز کریں تو اس کے پہلے قدم تک نہ پہنچ سکیں مقابیس المجالس ص ۲۴۸ تذکرہ اولیاء ھند میں ہے کہ فرمایا جس ولی اللہ کو بھی میں نے ذوق و شوق عبدیت و محبت کی دولت سے نوازا ہے معین الدین کے صدقے اور وسیلے سے نوازا ہے۔

س :۔ آپ نے فرمایا افلت شموس الاولین و شمسنا الخ؟

ج :۔ اس کا صحیح مفہوم یہی ہے کہ "شمس سے مراد شریعت مصطفیٰ اور حقیقت محمدیہ و فیضان احمدیہ ہے یعنی دوسرے انبیاء کی شرائع منسوخ ہو چکی ہیں مگر ہمارے نبی پاک ﷺ کی شریعت کبھی منسوخ نہ ہو گی اس کا یہ معنی و مفہوم بیان کرنا ھرگز ھرگز مناسب نہیں کہ امت محمدیہ کے دیگر اولیائے کاملین بمعہ صحابہ و ائمہ کرام کا فیض ختم ہو چکا ہے۔ اور صرف حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہی جاری ہے یقیناً" تمام سلاسل حقہ کا فیض جاری و ساری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا فیض جاری ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امام الاولیا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ' سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ' سیدنا ابراھیم بن ادھم' سیدنا خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت قطب پاک رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ و غیرھم اکابر اولیاء کرام کا فیض جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ اس شعر کا جو مفہوم ہم نے بیان کیا ہے تقریباً" یہی مفہوم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی ذکر فرمایا ہے ملاحظہ کیجئے فیوض الحرمین ص ۳۰۔

س :۔ حضرت ابن عربی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے اما عبدالقادر فکان مامورا" بالتصرف (تا) ھذا ھوالظن بامثالہ اور یہ قول بھی تصرف میں داخل ہے۔

ج :۔ حضرت ابن عربی علیہ الرحمتہ اپنے اس پہلے ظنی قول کو بعد کے حتمی

ارشادات سے منسوخ فرما چکے دیکھئے کتاب ہذا کا ص ۷۶، ص ۷۹

نیز آپ کے دوسرے ارشادات کے پیش نظر یہاں تصرف سے مراد تصرف باطنی ہوگا نہ کہ دعاوی لسانی۔

س :۔ قران کریم میں ہے اما بنعمة ربک فحدث اور یہ بھی تحدیث نعمت ہے۔

ج :۔ امت کے حق میں تحدیث نعمت کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ اپنی شان میں قصائد پہ قصائد لکھتے رہو اور دوسروں پر اظہار فخر و زھو کرتے رہو اس لئے کہ امثال و اشکال پر اظہار فخر و زھو امر الٰہی وجوبی پہ موقوف ہے جو کہ انبیاء کے ساتھ ہی خاص ہے کما حقق سابقا فی مقامات شتی۔ البتہ اولیاء کرام بوجہ سکر و حال معذور ہیں کما قال الشیخ شھاب الدین السھروردی "کلام السکاری یحمل" امت کے حق میں تحدیث نعمت کا یہ معنی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عطا فرمایا ہے تو اس کو راہ خدا میں خرچ کرے اور اچھا لباس پہن لے، علم دیا ہے تو اس پر عمل کرے دوسروں کو سکھائے۔

ں :۔ رئیس المکاشفین شیخ اکبر قدس سرہ باب نمبر ۷۳ میں بعد ذکر اقسام اولیاء اللہ فرماتے ہیں ومنھم رضی اللّٰہ عنھم رجل واحد وقدتکون امرة فی کل زمان آیته وھو القاھر فوق عبادہ له الا ستطالة علی کل شیی سوا اللّٰہ شھم شجاع مقدام کثیر الدعوی بحق یقول حقا و یحکم عدلا کان صاحب ھذ المقام شیخنا عبدالقادر الجیلی ببغداد کانت له الصولة والا ستطالة بحق علی الخلق کان کبیر الشان۔

یعنی اولیاء میں سے ایک ولی ایسا ہوتا ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے ہر چیز پر غالب اور متصرف رہتا ہے اور پر زور دعاوی کرتا ہے مگر اس کا

دعوی اور بول بالا سچا ہی ہوتا ہے ایسا ہی حکم اس کا عدل و انصاف سے ہوتا ہے اس مقام کے صاحب بغداد میں عالی جناب ہمارے شیخ عبدالقادر جیلی گویا آیت وھو القاھر فوق عبادہ کے مظہر تھے۔ حضرت شیخ اکبر کی تصریح ہذا سے نتائج ذیل ثابت ہوئے۔

عالی جناب رضی اللہ عنہ نہ صرف مقام غوثیت کے مالک تھے بلکہ اس سے بھی بالا تر تھے آپ ہر شیئی پر سوائے خدائے عز و جل کے غالب و متصرف تھے ایسا شخص لاف زن و کم ظرف نہیں ہوتا بلکہ سچا اور صاحب تمکین ہوتا ہے۔

ج :۔ سائل نے حضرت شیخ اکبر کی عبارت کے ترجمہ اور نتائج میں انتہائی بددیانتی و دھوکہ دہی کا مظاہرہ کیا ہے پھر اپنی ان لغویات میں وزن پیدا کرنے کے لئے حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کی طرف منسوب کر دیا ناظرین گرامی قدر ہم یہ کیسے تسلیم کر لیں کہ پیر صاحب علیہ الرحمہ عربی عبارت کا صحیح ترجمہ بھی نہیں کر پائے تھے عمداً" تحریف کا تو ہم آپ کے بارے تصور بھی نہیں کر سکتے۔ نیز پیر صاحب کی اپنی دستی تحریر کی فوٹو کاپی خود اس صاحب نے اپنی کتاب میں دی ہے جو پڑھی جا سکتی ہے اس میں ان خود ساختہ باتوں میں سے کوئی بھی موجود نہیں سچ ہے کہ

دروغ گورا حافظہ نباشد

حضرت پیر صاحب کے ملفوظات بلکہ فتاوی جات میں کس قدر تحریف سے کام لیا گیا اور یہ کس حد تک ناقابل اعتماد ہیں یہ بات جاننے کے لئے خود حضرت پیر صاحب کے ہی معتمد مرید علامہ حافظ عطا محمد بندیالوی مدظلہ کی کتاب سیف العطاء کا مطالعہ کافی ہے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ فتاویٰ مہریہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ بعد کے مفتیوں نے فتاویٰ جمع کیا ہے اور یہ لغزشیں ان جمع کنندہ مفتیوں سے سرزد ہوئی ہیں۔ ص ۹۱ یہ کاتب کی غلطی ہے یا جامع فتاویٰ نے عمداً" اعلی حضرت

کو بدنام کرنے کی لئے یہ خیانت کی ہے ص ۲۴۴ ان تمام امور سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملفوظ نمبر ۱۸۱ جعلی ہے۔ اور اگر اسے آپ کا ملفوظ تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس میں قطع و برید کی گئی ہے۔

جس صاحب نے یہ ملفوظات جمع کیے اس نے ملفوظ کے ضروری اجزاء منضم کر لئے عفااللّٰہ عنہ ص ۱۶۱۔ ۴۶۱ پر عنوان قائم فرمایا۔

جامع فتاویٰ کا ظلم عظیم۔ لکھتے ہیں لہٰذا ان حقائق کی بنیاد پر بندہ کو یقین ہے کہ فتاویٰ مصریہ کا یہ فتویٰ جس میں مذکورہ عربی عبارت موجود ہے یہ اعلیٰ حضرت کی تحریر نہیں بلکہ بعد کے کسی مفتی (جامع) کی تحریر ہے جو یا تو اس سے سہواً" لکھی گئی یا پھر اس نے اعلیٰ حصرت کو بدنام کرنے کے لئے عمداً" اس فعل شنیع کا ارتکاب کیا۔ ص ۱۸۱۔ اس فقیر کا یہ ظن درست نکلا کہ جامع فتاویٰ نے خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ ص ۲۴۴۔ کسی محرم راز نے تحریف اور تبدیلی کی ص ۲۴۴۔ اللہ تعالیٰ جامع فتاویٰ کو معاف فرمائے اس نے یہ بہت بڑی خیانت کی ص ۲۴۶۔ کسی محرف اور خائن نے استفتاء کی عبارت سے ڈھونڈ قوم کا لفظ عمداً" حذف کر ڈالا ص ۲۴۸)

اب اصل سوال پر نظر ڈالیئے حضرت شیخ اکبر کی عربی عبارت میں فی کل زمان اور قد تکون امرۃ کے الفاظ موجود ہیں جن کا ترجمہ ہی نہیں کیا گیا اس سے مترجم نے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایسا ولی صرف ایک ہی ہوتا ہے جو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں حالانکہ یہ تحریف صریح ہے حضرت شیخ اکبر تو صاف صاف فرما رہے ہیں کہ ایسا ایک شخص جو ھوالقاھر فوق عبادہ کا مظہر ہوتا ہے ہر زمانہ میں ہوتا ہے اور کسی زمانہ میں مرد کی بجائے کوئی عورت ھوالقاھر فوق عبادہ کا مظہر ہوتی ہے۔ سائل لکھتا ہے محمد اوانی المعروف بابن قائد افراد میں سے تھے اور جناب غوث پاک کے اصحاب اور خدام میں سے تھے لہٰذا آپ غوثیت سے بھی بالا تر تھے غوثیت سے بالاتر کس مقام پر تھے اس کی بھی اس غالی نے

صراحت کی ہے لکھتا ہے غوث اعظم دنیا کے تمام اولیاء اللہ کے سردار اور نبوت کے بعد ولایت کے اس مقام اقصیٰ پر فائز ہیں جہاں اور کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوئی دیکھا آپ نے اب نہ صحابہ مستثنٰی رہے نہ ائمہ نہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نہ مولیٰ علی نہ حسن مجتبیٰ نہ حسین شہید کربلا نہ حضرت فاطمۃ الزہراء سیدۃ النساء نہ سیدہ عائشۃ الصدیقہ محبوبہ محبوب خدا۔

جناب عالی، کسی کے اصحاب و مریدین میں سے کسی شخص کا افراد میں سے ہو جانا اس بات کی دلیل نہیں کہ اسے نبوت کے بعد ولایت کا سب سے اعلیٰ ترین مرتبہ حاصل ہو یوں تو حضرات مشائخ کے خدام و اصحاب میں اغواث و اقطاب بھی ہوتے ہیں مثلاً" حضرت خواجہ بزرگ اجمیری کے اصحاب و احباب میں قطب الاقطاب بختیار کاکی تھے حضرت قطب الاقطاب کے اصحاب میں فرد الافراد قطب اعظم حضرت گنج شکر تھے حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں حضرت محبوب الٰہی جیسے غوث اعظم اور حضرت صابر جیسے مخدوم العالم حضرت شاہ جمال جیسے قطب عالم تھے۔ کسی شیخ کامل کی صحبت کا مقصد اصلی ہوتا ہی یہ ہے کہ قرب الٰہی کی مختلف منازل طے ہوں اور ان منازل میں سے ایک منزل فردیت ہے تو مشائخ کے خدام و مریدین غوثیت قطبیت اور محبوبیت کی منازل طے کرتے رہتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی خود جن کے مرید و خلیفہ تھے ان مشائخ کا مرتبہ و مقام تو پھر نبوت و رسالت کے برابر ہونا چاہئے ایسے لغو نتائج پیر صاحب علیہ الرحمۃ سے متوقع نہیں نیز پیر صاحب ایسا شخص بھلا یہ جاہلانہ بات کر سکتا ہے کہ عرفاً لفظ ولی کا اطلاق صحابہ و ائمہ پر نہیں ہوتا کیا آپ کو ولی کی تعریف بھی معلوم نہ تھی؟ ہم بے شمار دلائل و حوالہ جات سے سائل کے اس موقف کی تردید کر چکے ہیں ملاحظہ فرمایئے کتاب ہذا کا ص ۱۴۱۔ لکھتا ہے آپ ہر شئے پر سوائے خدائے عز و جل کے غالب و متصرف تھے یعنی سب انبیاء و رسل پر بھی غالب و متصرف تھے حتیٰ کہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی احمق کے

ذہن میں لفظ کل کا معنی اکثر استعمال ہوتا ہے ہی نہیں کہتا ہے ایسا شخص لاف زن و کم ظرف نہیں ہوتا یعنی اس شخص کے ماسوا اولیاء کرام جن سے شطحیات کا ظہور ہوا ہے کم ظرف و لاف زن ہیں کیوں جناب آپ لوگ حضرت شیخ کی آڑ میں تمام اولیاء کاملین کے گستاخ ہیں یا نہیں؟ لکھتا ہے کہ حضرت شیخ اکبر کے زمانہ میں اس تصرف کا مالک ایک ولی تھا مگر حضرت شیخ میں علاوہ مقام ہذا کے اور وجوہ فضیلت بھی موجود تھے ہم کہتے ہیں اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ ہر زمانہ میں اس تصرف کا مالک حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے کم درجہ ہی ہو نہ ہی شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے وہ تو اپنے زمانہ کے صرف ایک شخص کی بات کر رہے ہیں۔

س :۔ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی سیدنا عبدالقادر سے مستفیض ہیں۔ ملاحظہ ہو نظام القلوب۔

ج :۔ جناب کیا مستیفض ہونا دلیل مفضولیت ہے؟ خواہ افادہ عالم رویا میں ہو اور آپ اسے تسلیم کرتے ہیں فرمایئے حضرت شیخ عبدالقادر کے مشائخ جن سے اپ نے حین حیات اور عالم بیداری میں بیعت کی مرید بنے فیض لیا خلافت حاصل کی کیا آپ انہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے افضل تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا محبوب الٰہی کا معاملہ تو صرف معاملہ یعنی ایک خواب سے متعلق ہے (غالباً" صاحب بہادر معاملہ کے معاملہ سے غافل اور اس کے مفہوم سے جاہل ہیں) مگر حضرت شیخ کے مشائخ تو عالم بیداری میں ظاہر و باہر فیض دیتے رہے کیا آپ ان حضرات کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے افضل مانتے ہیں یا حضرت شیخ کو ان کے پیروں کی گردنوں پر چڑھا دیتے ہو۔ فماھو جوابکم فھو جوابنا۔

س :۔ محبوبیت قادریہ عالمگیر ہے اور محبوبیت نظامیہ کئی قطعات ارض تک نہیں پہنچی؟

ج :۔ کیا محبوبیت قطعات ارض کے ساتھ ماپی جاتی ہے اگر آپ کا یہ معیار

تسلیم کر لیا جائے تو آپ انبیاء کرام کے بارے میں کیا فرمائیں گے جن کا نام بھی کسی کو معلوم نہیں کیا وہ محبوبیت خدا سے بالکل فارغ البال ہیں نبی تو کجا وہ تو ولیوں سے بھی بہت پیچھے رہ گئے نیز جناب متعین تو فرمائیں کہ محبوبیت نظامیہ کس قطعہ ارض میں نہیں پہنچی جہاں محبوبیت قادریہ لنگر انداز ہے۔

س :۔ مقام جذب و محبوبیت سے جتنا تناسب لفظ سبحان کو ہے لفظ الہ کو نہیں اور نہ لفظ الہ ذات بحت پر دال ہے۔

ج :۔ لفظ سبحان کو مقام جذب سے تناسب ہے اور لفظ الہ کو مقام عبدیت سے اور یہ بات مسلم ہے کہ مقام عبدیت سب مقاموں سے اعلیٰ تر ہے۔ نیز کلمہ اللہ علم ذات جامع۔ لجمیع صفات الکمال ہے مہر منیر ص ۲۷۴ پر ہے۔ لفظ الٰہیہ اللہ کی طرف منسوب ہے جو ذات کے مراتب ثلاثہ میں مرتبہ ثانیہ کا نام ہے۔ پہلا مرتبہ ہے ذات بحت جسے ہویت صرفہ بھی کہتے ہیں۔ دوسرا مرتبہ ہے ذات بحیثیت اسماء و صفات اجمالا جسے احدیت الجمع بھی کہتے ہیں۔ تیسرا مرتبہ ہے۔ ذات بحیثیت اسماء و صفات تفصیلاً" جسے واحدیت سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

س :۔ له الاستطالة علی کل شیئی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا انبیاء پر بھی تصرف تھا مفضول کا فاضل پر تصرف مثل تصرف جرائیل بر آنحضرت ﷺ واقعی اور مسلم امر ہے۔

ج :۔ اس غیر ضروری ولا یعنی گفتگو کی بجائے یہ کیوں نہ کہہ دیا جائے کہ یہاں لفظ کل اکثری ہے کلی نہیں اگر افراد دائرہ قطب سے خارج ہو سکتے ہیں تو انبیاء کیوں نہ خارج از تصرف قطب ہونگے کسی امر کے امکان اور وقوع میں بڑا فرق اور فاصلہ ہوتا ہے۔ جرائیل کا تصرف تو وقوع پذیر ہوا جس کا ثبوت موجود ہے مگر حضرت شیخ کا تصرف کس نبی پر ہوا کیا اس کا بھی کوئی ثبوت ہے؟ جبکہ جرائیل باوجود مفضول ہونے کے رسول ہیں۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تو آپ کی روحانی تربیت فرماتے رہے جیسے کہ بہت

سے دیگر اولیاء کرام کی بھی آپ نے روحانی تربیت فرمائی۔

حضرت سیدنا ابن عربی قدس سرہ فرماتے ہیں ماکل ممکن واقع۔ ہر ممکن وقوع پذیر نہیں ہوتا۔

حاشیہ:۔

اے حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث دارالعلوم سیال شریف سائل کے استدلال پر اعتراض قائم فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اقول هذا محل تامل لان جبرائیل علیه السلام کان رسولا قبل ذلک والنبی صلی اللّٰه علیه و آله وسلم نبیّ ء بعد ذلک الضم والتصرف فی الباطن واعطی الرسالة بعد ذلک والمصرح فی کتب القوم ان رسل البشر افضل من رسل الملائکة والظاہر ان ہذا بعد تقریر هم علی منصب الرسالة لا بعد الولادة فتفکر حق التفکر لان الکلام ههنا فی احکام هذه النشأة لا النشأة النورانیة السابقة علی المخلوقات۔

س :۔ مخزن اسرار میں ہے کہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ کم بخت مجھے ولی اللہ ہی تسلیم نہیں کرتے ورنہ حضرت غوث اعظم کا قدم میری گردن پر بھی تسلیم کرتے اور حضرت خواجہ تونسوی یہ پڑھا کرتے تھے

؎ بر پیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی۔

ج :۔ کم بخت متعصب خود اپنی ہی تصنیفات میں ایک جھوٹی بات لکھ دیتے ہیں اور پھر خود ہی حوالہ پیش کرنے لگتے ہیں۔ ہم حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ العزیز کے اپنے ملفوظات اور آپ کے اعاظم خلفاء کے ملفوظات سے مضبوط ترین حوالہ جات پیش کر چکے ہیں جو ان افتراء ات و اختراعات کے بالکل برعکس ہیں۔ لہٰذا ان جعلی باتوں کی آپ کے اپنے ارشادات کے مقابلہ میں پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں۔ بدبختو بھلا غور تو

کرو حضرت خواجہ تونسوی علیہ الرحمتہ اپنے مشائخ کی بے ادبی برداشت کر سکتے ہیں؟

اولیاء عظام کے خلاف ایسے گستاخانہ غلو آپ کے ہی نصیب میں ہیں۔

فلعنة اللّٰه علی الکاذبین۔ متعصب لوگ درحقیقت اس فارمولا پر عمل کرتے ہیں کہ جھوٹ اس کثرت سے بولو کہ سچ معلوم ہونے لگے اس موضوع پر ان کے بڑے بڑے کذب صریح ایسے فعل شنیع کو شیر مادر کی طرح ہضم کر جاتے ہیں۔

فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ مؤلف مخزن اسرار نور محمد کلا چوی اور اس کا طائفہ تو اس بات کا قائل ہے کہ حضرت شیخ کا قدم انبیاء و رسل کی گردن پر بھی ہے۔ العیاذ باللّٰه ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰه۔

س :۔ حضرت محبوب الٰہی حج کے دوران بغداد حاضر ہوئے اور حضرت غوث پاک کی دربار کے سجادہ نشین سید محمد عمر کے ہاتھ پر قادری سلسلہ میں بیعت کی۔

ج :۔ متعصب قادری حضرات نے جو بڑے بڑے اور وزنی جھوٹ تراشے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ یہ لوگ اس موضوع پر جھوٹ بولتے ذرا شرم محسوس نہیں کرتے حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ اپنے شیخ شیخ کبیر حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رضی اللہ عنہما کے عاشق صادق اور محب مخلص تھے فوائد الفواد شریف اور سیر الاولیاء کا ایک ایک لفظ آپ کے سچے اور پکے عشق و محبت کا شاہد عدل ہے۔ ایسا صادق الارادت مرید یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ کسی دوسرے سے بیعت کرے چہ جائیکہ عملاً" ایسا کرے تاوفات آپ کا یہ والہانہ و مخلصانہ عشق و محبت جوان ہی ہوتا گیا۔ آپ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے ارشادات ملاحظہ فرمایئے جن کے ایک ایک لفظ سے آپ

کی شیفتگی و فریفتگی کی چاشنی ٹپک رہی ہے۔ نیز آپ کا جج کے بارے میں بیان جو آئندہ اوراق میں آ رہا ہے نے اس جھوٹ کی ہنڈیا کو چوراہے میں پھوڑ دیا ہے۔

نیز یہ تاریخی حقیقت ہے کہ سیدنا محبوب الٰہی برصغیر پاک و ہند سے باہر نکلے ہی نہیں نہ ہی آپ نے حج کیا ہے (نظامی بنسری) تو بغداد جا کر بیعت کیسے کی۔ اس عظیم جھوٹ پر آپ لوگوں کو یہی اعلیٰ تمغہ دیا جا سکتا ہے۔ قبول فرمایئے۔ فلعنة اللّٰه علی الکاذبین سنئے حضرت محبوب الٰہی کے ارشادات بعدازاں فرمود کہ اگر مریدے خواہد ٭تجدید بیعت کند و شیخ حاضر نباشد جامۂ شیخ پیش نہد باں جامہ بیعت کند دریں میاں فرمود کہ عجب ندارم کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز بارہا چنیں کردہ باشد و من ہمچنیں میکنم لختیے سخن در حسن اعتقاد افتاد فرمود کہ من از شیخ رفیع الدین کہ شیخ الاسلام اودھ بود شنودم او گفت کہ مرا قرابتی بود کہ او مرید خواجہ اجل شیرازی بودہ است رحمۃ اللہ علیہ وقتے آں مریدرا باتہامے گرفتند و درمعرض قتل آوردند سیافی کہ اور اگر دن خواست زند اور اہمچناں باستانید کہ روئے او جانب قبلہ باشد مرید خواست کہ روئے جانب قبلہ خود کند مگر دراں جہت گورے پیرے او پس پشت او میشد برفور روئے سوئے گورے پیرے خود کرد سیاف گفت کہ دریں محل روئے جانب قبلہ باید کرد تو چرا روئے گردانیدی مرید گفت من روئے سوئے قبلہ خود کردم تو درکار خود باش از نسبت ایں حکایت فرمود کہ من وقتے درسفر بودم تشنگی اثر کرد برلب آب گیرے رسیدم ازا سپ فرود آمدم و خواستم تاقدرے آب برگیرم و بخورم دل من بکی آورد و صفرا غالب شد دراں حال کہ بے خود میشد ہمیں برزبان مے آمد کہ شیخ شیخ بعد ازاں ساعتے باہوش باز آمدم الغرض بعد ازاں مرا وثوقے تمام شد برعاقبت کار خود کہ درخاتمت کارہم امیدے آں باشد کہ ایں کس برباد ایشاں برود انشاء اللہ تعالیٰ ص ۹۹ فوائد الفواد شریف اس کے بعد فرمایا کہ اگر کوئی مرید تجدید بیعت کرنا چاہے اور شیخ موجود نہ ہوں تو شیخ کا لباس سامنے رکھ کر اس لباس کے ساتھ بیعت کرے اسی اثنا میں فرمایا کہ تعجب نہیں کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے بارہا اسی طرح

کیا ہو اور میں بھی اسی طرح کرتا ہوں پھر حسن اعتقاد کی بات چلی فرمایا کہ۔ میں نے شیخ رفیع الدین سے جو کہ اودھ کے شیخ الاسلام تھے سنا اس نے کہا کہ میرا ایک رشتہ دار تھا جو کہ خواجہ اجل شیرازی کا مرید تھا رحمۃ اللہ علیہ کسی وقت اس مرید کو کسی تہمت میں گرفتار کر لیا اور مقام قتل میں لائے جلاد نے اسے اس طرح کھڑا کیا کہ منہ قبلہ کی جانب ہو مرید نے چاہا کہ اپنے قبلہ کی جانب منہ کرے مگر قبلہ کی طرف منہ کرنے کی صورت میں اس کے پیر کی قبر پس پشت ہوتی تھی فوری طور پر اپنے پیر کی قبر کی طرف منہ کر لیا جلاد نے کہا اس مقام میں قبلہ کی جانب منہ کرنا چاہئے تو نے کس لیئے منہ پھیر لیا ہے مرید نے کہا میں نے اپنے قبلہ کی جانب منہ کر لیا ہے تو اپنا کام کر اسی حکایت کی نسبت سے فرمایا کہ میں کسی وقت سفر میں تھا ایک دن لمبی منزل میں میں نے بہت تکلیف دیکھی اگرچہ میں سوار تھا مگر تشنگی اثر کر گئی کنواں پر پہنچا گھوڑے سے نیچے اترا چاہا کہ کچھ پانی پی لوں میرا دل کمزوری لایا اور صفراء غالب ہو گیا جب میں بے ہوش ہو گیا تو میری زبان پر یہی الفاظ جاری ہوئے کہ شیخ شیخ کچھ وقت کے بعد ہوش آئی الغرض اس کے بعد اپنی عاقبت کار کے بارے میں مکمل وثوق حاصل ہو گیا کہ بوقت خاتمہ بھی اس بات کی امید ہے کہ یہ شخص ان کی یاد پر ہی جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

لختے سخن در عوارف شیخ شہاب الدین افتاد قدس اللہ سرہ العزیز فرمود کہ من پنج باب از عوارف پیش شیخ کبیر فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز گزرانده ام بعد ازاں فرمود کہ آنچہ بیان بود کہ ایشاں میکردند انچناں خود ہر گزاز کسے دیگر نیاید بار ہا در ذوق بیان ایشاں مردم چناں فرو میشد کہ تمنا بردہ شدے اگر ہمیں زمان مردم بمیرد نیکو باشد فوائد الفواد شریف۔ ص ۲۸۔

ایک بار شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف لطیف عوارف المعارف شریف کے بارے میں بات ہوئی فرمایا کہ میں نے

شیخ کبیر فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز سے عوارف کے پانچ باب پڑھے ہیں پھر فرمایا کہ وہ کیسا بیان تھا جو یہ کرتے تھے ایسا بیان کوئی دوسرا ہرگز نہیں کر سکتا۔ بارہا لوگ ان کے بیان کے ذوق میں اس طرح مست ہو جاتے کہ تمنا ہوتی کہ اگر اس وقت مرجائیں تو اچھا ہو۔

بعد ازاں خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر فرمود کہ من ھر بارکہ سماع شنیدہ ام و ھر صفت کہ از گوئندہ در سماع شنیدہ ام الی یومنا بحق خرقہ شیخ کہ آں ہمہ بر اوصاف و اخلاق شیخ حمل کردہ ام تا وقتے در حالت حیات شیخ قدس اللہ سرہ العزیز در جمع بودم گویندہ ایں بیت می گفت

؎ مخرام بدیں صفت مباوا کز چشم بدت رسد گزندے

و مرا اخلاق پسندیدہ و اوصاف شیخ و کمال بزرگی و غایت فضل و لطافت ایشاں یاد آمد چناں رقت در گرفت کہ در صفت نیاید قوال خواستکہ تاابیات دیگر گوید من ہمیں ے گویا نیدم خواجہ ذکر اللہ بالخیر چوں بریں حرف رسید درگریہ شد و فرمود کہ بعد ازاں لبسے بر نیامد کہ ایشاں رحلت فرمودند فوائد الفواد شریف ص ۱۲۹۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں نے جب بھی سماع سنا ہے اور گانے والے سے سماع کے اندر آج تک جو صفت بھی سنی ہے بحق خرقہ شیخ وہ تمام شیخ کے اخلاق و اوصاف پر حمل کیا ہے یہاں تک کہ شیخ کی حالت حیات میں قدس اللہ سرہ العزیز میں ایک جماعت میں تھا کہنے والے نے یہ بیت کہا آپ اس ناز و انداز سے نہ ٹہلیں کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ آپ کو چشم بد سے کوئی گزند پہنچے مجھے شیخ کے اخلاق پسندیدہ اور اوصاف مبارک کمال بزرگی۔ غایت فضل و لطافت یاد آئی رقت نے اس طرح اپنی گرفت میں لیا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ قوال نے چاہا کہ اور بیت پڑھے مگر میں یہی پڑھاتا رہا۔ حضرت خواجہ محبوب الٰہی ذکر اللہ بالخیر جب اس بات پر پہنچے تو رونے لگے اور فرمایا کہ اس کے بعد زیادہ وقت نہیں گزرا کہ وہ رحلت فرما گئے۔

فرماتے ہیں کہ میں بارہ سال یا کچھ کم و بیش کا تھا نعت بھی پڑھا کرتا
تھا ایک آدمی جسے ابو بکر خراط اور ابو بکر قوال بھی کہا کرتے تھے میرے استاد
کی خدمت میں آیا شاید وہ ملتان کی طرف سے آیا تھا اس نے بیان کیا کہ
میں نے شیخ بہاؤالدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سماع کیا ہے اور کسی وقت میں
نے اپ کی خدمت میں یہ اشعار پڑھے۔

بکل صبح و کل اشراق
تبکیک عینی بدمع مشاق
لقد لسعت حیته الهوی کبدی
فلا طبیب لها ولا راق
الا الحبیب الذی شغفت به
فعنده رقیتی و تریاق

ان ابیات کا فارسی ترجمہ یہ ہے۔

از مار غمش گزیدہ دارم جگرے
کورا نکند ہیچ فسونے اثرے
جز دوست کہ من شیفتہ عشق ویم
افسون علاج من چہ داند دگرے

اس کے بعد اس نے شیخ بہاؤ الدین ذکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بیان کرنے شروع
کیے کہ وہاں ذکر اس طرح ہوتا ہے اور عبادت ایسے اور راویوں جو لونڈیاں آٹا پیستی ہیں
وہ بھی ذکر کرتیں ہیں یہ اور اس جیسی اور بھی بہت باتیں بیان کیں لیکن ان باتوں کا
میرے دل پر کوئی اثر نہ ہوا اس کے بعد اس نے کہا کہ میں اجودہن آیا وہاں میں نے
ایک بادشاہ روحانیت کو دیکھا ایسے اور ایسے الغرض جب شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہ
العزیز کے مناقب میرے کانوں میں پڑے تو میرے دل میں حضرت کی سچی محبت و
ارادت متمکن ہو گئی یہاں تک کہ میں ہر نماز کے بعد دس بار شیخ فرید الدین اور دس
بار مولنا فرید الدین کا وظیفہ پڑھتا۔ پھر یہ محبت یہاں تک پہنچی کہ میرے سب دوستوں

کو یہ بات معلوم ہو گئی۔ چنانچہ اگر مجھ سے کوئی بات پوچھتے اور چاہتے کہ کسی کی قسم دیں تو کہتے کہ شیخ فرید کی قسم۔ فوائد الفواد شریف ص ۲۵۴۔

بعد ازاں خواجہ ذکر اللہ بالخیر فرمودکہ وقتے شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز میفرمود کہ یکے بود بامن پیوند کردہ بود چوں از من برفت چند گاہ مزاج او برقرار بود بازازاں بگشت و یکے دیگر ہم بود کہ از من دور برفت و دیرے ہما نجابود اگرچہ تادیرے مزاج او برقرار بود بعد از دیرے ہم بگشت آنگہ روئے سوئے دعا گوئے کرد و اشارت سوئے من کرد و گفت کہ ایں مرد کہ تابمن پیوستہ است ہم براں مزاج است و ہیچ نگشتہ است خواجہ ذکر اللہ بالخیرچوں بریں حرف رسید بگریست وہم درگریہ برلفظ مبارک راند کہ تا امروز محبت ایشاں برقرار است بلکہ مزید برمزید میشود والحمد للہ رب العلمین۔

اس کے بعد خواجہ محبوب الٰہی ذکر اللہ بالخیر نے فرمایا کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک شخص جو میرے ساتھ متعلق ہوا جب میرے پاس سے چلا گیا تو کچھ وقت تک اس کا مزاج برقرار رہا پھر متغیر ہو گیا۔ ایک دوسرا شخص تھا جو مجھ سے دور چلا گیا دیر تک وہیں رہا اگرچہ تا دیر اس کا مزاج برقرار تھا مگر کچھ دیر کے بعد اس کے مزاج میں بھی تبدیلی ہو گئی اب دعا گو کی طرف رخ انور کیا اور میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ جب سے میرے ساتھ وابستہ ہے اسی مزاج پر ہے اور بالکل تبدیل نہیں ہوا۔ خواجہ ذکر اللہ بالخیر جب اس بات پر پہنچے تو رونے لگے اور حالت گریہ میں ہی زبان مبارک سے فرمایا کہ آج تک ان کی محبت برقرار ہے بلکہ مزید برمزید ہو رہی ہے والحمد للہ رب العلمین ایک بار کسی بات پر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا حضرت محبوب الٰہی لکھتے ہیں ہر چند کہ من معذرت میکردم اثر بے رضائی را ہمچنان در شیخ میدیدم چوں ازاں جابر خاستم ندانستم کہ چہ کنم یعنی ہر چند کہ میں نے معذرت کی اس کے باوجود شیخ میں ناراضگی کا اثر تھا جب وہاں سے اٹھا تو مجھے معلوم نہ ہوا کہ کیا کروں مباوا ہیچ کس را آن چناں روز وآں چناں غمکہ مرا دراں روز بود گریہ در من افتاد مضطرب و حیران بیروں آمدم تا برسیدم برسر

چاہے خواستم کہ خود را دراں چاہ اندازم باز تامل کردم و باخود گفتم کہ گدائے مردہ مردہ گیر اما ایں بدنامی مباداکہ باز گردد دریں حیرت و حسرت سرا سیمہ وار بجانب صحرائے بیروں رفتم و باخود گریہ و زاری میکردم خداواند تا آں ساعت ایں کس راچہ حال بود ایسا دن اور ایسا غم جو مجھے اس دن تھا کسی کو نہ ہو میں رو رہا تھا مضطرب اور حیران ہو کر باہر نکلا ایک کنویں پر آیا چاہاکہ اپنے آپ کو کنوئیں میں ڈال دوں پھر تامل کیا اور اپنے آپ کو کہاکہ گدا مرنے والا تو مرجائے گا مگر یہ بدنامی ایسا نہ ہوکہ واپس پلٹے اس حیرت و حسرت میں پریشان حال صحراء کی جانب چلا گیا اور گریہ و زاری کرتا رہا خدا ہی جانتا ہے کہ اس وقت اس شخص کا کیا حال تھا آخر کار صاحبزادہ شیخ شہاب الدین نے حضرت کی طرف سے بہتر انداز میں معذرت پیش کی تو حضور بابا صاحب نے اپنے صاحبزادے کو بلانے کے لئے بھیجا حضرت محبوب الٰہی بیان فرماتے ہیں کہ بیا مدم و سردر قدم مبارک آوردم آنگہ خوشنودشد۔ میں آیا اور آپ کے قدموں میں سر رکھ دیا اس وقت آپ خوش ہو گئے دوسرے دن مجھے بلایا اور بہت زیادہ شفقت و مرحمت فرمائی اور کہا ایں ہمہ برائے کمال حال تو میکردم کہ میں نے یہ سب تیرے کمال حال کے لئے کیا ہے اور یہ الفاظ بھی میں نے اس دن اپ کی زبان مبارک سے سنے کہ "پیر مشاطہ مرید باشد" پیر مرید کے لئے کنگھی کی طرح ہوتا ہے اس وقت مجھے خلعت عنایت فرمائی اور کسوت خاص سے مشرف فرمایا الحمد للہ رب العلمین۔ فوائد الفواد شریف کے ص ۴۲ میں ہے کہ مولانا بدر الدین اسحاق نے فرمایاکہ ایں آداب کہ تو نگاہ میداری از ما ہیچ کس را میسر نہ میشود کہ یہ آداب جن کی اپ حفاظت رکھتے ہیں ہم میں سے کسی کو میسر نہیں۔ حسن علی بجزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ چھت کے اوپر تشریف فرما تھے دروازے کے قریب ایک سیڑھی تھی جب میں نے زمین خدمت چومی تو آپ نے اشارہ فرمایاکہ وہیں نرد بان کے پاس بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ جب بھی دروازے کے ایک حصے کو ہوا کھینچتی تو وہ بند ہو جاتا تھا بندہ نے اس دروازے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا تاکہ ٹھہرا رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے بندہ کی طرف نظر کی دیکھا کہ دروازہ پکڑے ہوئے ہے فرمایا چھوڑتے کیوں

نہیں بندہ نے سر زمین پر رکھا اور کہا کہ میں نے یہ دروازہ پکڑا ہوا ہے۔ تبسم فرمایا اور کہا کہ تو نے یہ دروازہ پکڑا ہے اور محکم پکڑا ہے بعد ازاں زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ ہر دری اور ہر سری نہ ہو جاؤ یک در گیرید و محکم گیرید۔ ایک دروازہ پکڑو اور مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔

فوائد الفواد شریف ص ۲۶۴ میں ہے۔ سخن در طائفہ ست اعتقاد افتاد و درباب کسانے کہ بزیارت کعبہ روند چوں باز آیند بکار دنیا مشغول شوند بندہ عرض داشت کرد کہ بندہ را عجب از طائفہ آید کہ بخدمت مخدوم پیوند کردہ باشند و باز بطرفے روند آں زماں کہ ایں سخن عرض افتاد ملیح کہ یارے بندہ است حاضر بود بندہ عرض داشت کرد کہ ایں شکستہ ازیں ملیح کہ یار من است وقتے سخنے شنیدہ است و آں در دل من کار کردہ است و آں سخن این است کہ او گفتہ است کہ حج کسے رود کہ اورا پیر نباشد خواجہ ذکر اللہ بالخیر چوں ایں سخن بشنید چشم پر آب کرد و ایں مصرعہ بر زبان مبارک راند

؎ آں راہ بسوئے کعبہ برد و ایں بسوئے دوست

ست اعتقاد طائفہ کے بارے میں بات چلی اور ایسے لوگوں کے بارے میں جو کعبے کی زیارت کے لئے جاتے ہیں جب واپس آتے ہیں تو کار دنیا میں مشغول ہو جاتے ہیں بندہ نے عرض کی کہ مجھے اس طائفہ پر تعجب آتا ہے جو خدمت مخدوم سے وابستہ ہیں اور پھر کسی اور طرف چلے جاتے ہیں جس وقت میں نے یہ بات پیش کی ملیح جو بندہ کا دوست ہے حاضر تھا۔ بندہ نے عرض کی کہ اس شکستہ نے اس ملیح سے جو میرا دوست ہے کسی وقت ایک بات سنی ہے اور اس بات نے میرے دل میں اثر کیا ہے وہ بات یہ ہے کہ اس نے کہا ہے کہ حج کے لئے وہ جائے جس کا پیر موجود نہ ہو خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے جب یہ بات سنی چشم مبارک پر آب کی اور یہ مصرعہ زبان مبارک پر جاری فرمایا۔

؎ وہ راستہ کعبہ کی طرف لے جاتا ہے اور یہ دوست کی طرف

بعد ازاں فرمود کہ بعد از نقل شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز مرا اشتیاق حج عظیم غالب شد گفتم بارے دراجود ہن بروم بزیارت شیخ القصہ چوں بزیارت

شیخ الاسلام رسیدم آں مقصود مراحاصل شد مع شیئے زائد بارے دیگر ہمیں ہوس باعث آمد باز بزیارت شیخ رفتم آں غرض حاصل شد۔ بعد اس کے فرمایا کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز کے انتقال کے بعد مجھ پر حج کا شوق بہت غالب ہو گیا میں نے کہا ایک بار شیخ کی زیارت کے لئے اجو دھن جاتا ہوں القصہ جب زیارت شیخ کے لئے پہنچا تو وہ مقصود مجھے حاصل ہو گیا۔ مع شے زائد کے بارے دگر یہی خواہش پیدا ہوئی پھر زیارت شیخ کے لئے گیا تو وہ غرض حاصل ہو گئی۔ حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ پہلے ہی روز جب میں نے دست بوسی کی دولت حاصل کی سب سے پہلی بات جو شیخ سے سنی یہ تھی کہ آپ نے فرمایا۔

سہ اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ۔ سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ۔ فوائد الفواد ص ۵۰ نیز فرماتے ہیں حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ من از خدا خواستہ ام کہ ھر چہ تواز خدا خواہی بیابی ص ۱۰۰۔ فوائد الفواد شریف ص ۸۳ میں فرماتے ہیں۔

از جمع زروسیم کار آنست کہ از و بدیگرے منفعت برسد ہم دریں میان فرمود کہ مرا خود در مبدا حال دل برجمع کردن چیزے بنود و ہرگز در طلب دنیا بنودم بعد ازاں خود پیوند بخدمت شیخ الاسلام فرید الدین شدو پیوند بجائے شد کہ ایشاں را دو کون در نظر نیامدے و ترک یک بارگی داشتند۔

یعنی سونا چاندی کے جمع کرنے سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کو نفع پہنچے اسی اثناء میں فرمایا کہ میرا خود ابتدائے حال میں کسی چیز کے جمع کرنے کو دل نہ چاہتا تھا اور ہرگز طلب دنیا میں نہ تھا اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر کی بارگاہ سے وابستگی ہو گئی اور وابستگی ایسی جگہ ہوئی کہ دو جہاں ان کی نظر میں نہ آتے اور آپ نے مکمل طور پر ترک کیا ہوا تھا۔

امیر حسن سجزی لکھتے ہیں کمینہ را از چند گاہ سخنے در خاطر بود آں روز عرضہ افتاد و آں سخن ایں بود کہ اگر مریدے باشد کہ پنج وقت نماز میگزار و اندک ور دے میخواند اما محبت شیخ در دل او بسیار باشد و اعتقاد او بخدمت پیر بیک بارگی راسخ و مریدے دیگر باشد کہ اور اطاعت بسیار باشد و تسبیح و اور ادبے اندازہ و حج کردہ اما در محبت شیخ

قصورے باشد و در اعتقاد فتورے میان ایں ھردو مرتبہ کدام بیشترباشد فرمود آنکہ محب و معتقد شیخ است بعد ازاں بر لفظ مبارک راند کہ آنکہ محب و معتقد شیخ است یک وقت او برابر ہمہ اوقات آں متعبد است بسبب اعتقاد شرف دارد۔

بندہ حقیر کے دل میں ایک بات تھی اس دن پیش کرنے کا موقع ملا اور وہ بات یہ کہ اگر کوئی ایسا مرید ہو جو پانچ وقت نماز پڑھتا ہے اور تھوڑی مقدار میں ورد بھی پڑھتا ہے لیکن اس کے دل میں شیخ کی محبت زیادہ اور پیر کے ساتھ اعتقاد راسخ ہے اور ایک دوسرا مرید ہے جس کی طاعت بہت زیادہ تسبیح اور اوراد بے اندازہ حج بھی کر چکا ہے مگر محبت شیخ میں قصور اور اعتقاد میں فتور ہے ان ھردو میں سے کون بہتر ہے فرمایا وہ جو محب و معتقد شیخ ہے بعد ازیں زبان مبارک سے ارشاد فرمایا جو محب و معتقد شیخ ہے اس کا ایک وقت متعبد کے تمام اوقات کے برابر ہے بسبب اعتقاد شرف رکھتا ہے۔

س :۔ شب معراج حاضر ہو کر اپنی گردن حضور علیہ السلام کے نیچے رکھ دی اور آپ کو مکان اعلیٰ لا مکان میں لے جا کر مقام قاب قوسین اور ادنیٰ تک پہنچایا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر۔

ج :۔ جناب عالی! واقعہ معراج حضور ﷺ کی ظاہری حیات اور آپ کے زمانہ مقدسہ کا واقعہ ہے۔ آپنے اپنی حیات مبارکہ کے اندر جو کچھ فرمایا ہے وہ حدیث مرفوع ہے تو یہ حدیث مرفوع کتب حدیث میں سے کس میں موجود ہے اس حدیث کا تو کتب موضوعات میں بھی نام و نشان تک نہیں ملتا۔ اور نہ ہی اس کی کوئی سند ہے نہ قوی نہ ضعیف پتہ ہے ایسی باتیں بنانے والوں کے بارے نبی اکرم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں۔

من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار۔

جو مجھ پر عمداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

اس وعید شدید نبوی اور عذاب عظیم خداوندی کا نشانہ کیوں بنتے

ہو ایسے غلو سے توبہ و استغفار کرو تاکہ عذاب الٰہی سے بچ سکو۔

حضور اکرم سید عالم ﷺ کی طرف نسبت کرنے کے لئے ثبوت چاہئے۔ بے ثبوت نسبت جائز نہیں۔ اثبات وقوع اور قول بالوقوع تا وقتے کہ نقل ثابت نہ ہو۔ جزاف و بے اصل ہے۔ کتب حدیث میں عدم ذکر اور عدم وجود سند ہی عدم جواز نسبت کے لئے کافی ہے۔ مسلم شریف میں ہے۔

لولا الاسناد لقال من شاء بما شاء۔ حضرت امیر معاویہ فرماتے ہیں بلغنی ان رجالا منکم یتحدثون احادیث لیست فی کتاب اللّٰہ ولاتو ثرعن رسول اللّٰہ فاولٰئک جہالکم فایاکم والا مانی التی تضل اھلھا۔ بخاری شریف ص ۲۹۸ جلد نمبر ا۔ یہاں امکان یا عدم استحالہ کا سہارا لینے کی چنداں ضرورت نہیں کہ امکان و وقوع دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ و یابعد مابین المنزلتین۔ یہاں قادری حضرات ایک حدیث پاک پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر اس حدیث پاک میں ارواح جمیع مومنین کی بیت المعمور میں حاضری کا ذکر ہے۔ نہ تو وہ صرف قادری حضرات کے ساتھ خاص ہے اور نہ ہی اس میں گردن پر قدم رکھنے یا میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر فرمانے کا ذکر ہے۔ لہٰذا جس قدر حدیث پاک میں مذکور ہے اس پر اپنی طرف سے اضافہ کرنا قطعاً" جائز نہ ہو گا۔ اس روایت کا ذکر مسلم مشائخ کرام کی کسی کتاب میں بھی نہیں ملتا۔ نیز اس روایت کا تعلق صرف فضائل سے نہیں بلکہ اس کو امر الٰہی قرار دیا جا رہا ہے۔ کہ جس کا اظہار و اعلان جناب غوث پاک پر اور تسلیم ساری امت پر لازم و واجب ہے۔ جو ایسا نہ کرے گا نہ صرف یہ کہ قرب الٰہی و ولایت خداوندی سے محروم رہے گا۔ بلکہ غضب الٰہی کا شکار ہو جائے گا۔ جناب والا اگر معاملہ اسی طرح ہوتا تو سبحان الذی اسرٰی بعبدہ کے ساتھ ایک اور آیتہ کریمہ نازل کر

دی جاتی ورنہ کم از کم اپنی امت مرحومہ پر رحیم و کریم نبی امی فداہ ابی و امی ﷺ بے شمار احادیث مبارکہ میں اپنی امت کو آگاہ بلکہ متنبہ فرماتے اس لئے کہ آپ تو آئے ہی قرب خداوندی عطا کرنے کے لئے ہیں۔ اور آپ کی ذات کریمہ میں شفقت بھی بدرجہ اتم موجود ہے۔ مگر تعجب خیز امر یہ ہے کہ جہاں سرکار دو عالم ﷺ نے ہزار ہا ائندہ آنے والے لوگوں اور واقعات کے بارے میں امت کو خبردار فرمایا۔ وہاں حضرت شیخ کا ذکر تو کجا اشارہ تک نہ فرمایا آخر کلام یہ کہ بالفرض اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی مفہوم وہی ہو گا جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے جسے ہم بے شمار دلائل و براہین سے ثابت کر چکے ہیں۔ بصورت دیگر آپ کو سب صحابہ و آئمہ سے بھی افضل ماننا پڑے گا حالانکہ یہ بات دلائل شرعیہ کے خلاف ہے۔

والحق احق ان یتبع۔ واللّٰہ یھدی من یشاء الی صرٰاط مستقیم

حاشیہ:۔

ا۔ ایک شخص کو راستہ کی سواری بنایا جاتا ہے (تفریح) دوسرا منزل مقصود پر میزبانی کرتا ہے۔

دونوں میں افضل کون ہے فیصلہ خود فرمائیں، سنیئے۔

شب معراج شکر کی دعوت من جانب خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت رسالت پناہ ﷺ معراج کو گئے اور عرش عظیم پر پہنچے تو آپ کے سامنے شکر کا ایک خوانچہ لا کر رکھا گیا اور حکم ہوا اس میں سے کچھ قبول کر لیں کیونکہ یہ ایک عارف کا خزانہ ہے جو آپ کی امت میں ہو گا اور اس کا نام فرید الدین ہو گا اور اس کی روح نے یہ شکر آپ کی مہمانی کے لئے بھیجی ہے۔ چنانچہ سرور عالم ﷺ نے دعوت قبول فرمائی اور قدرے شکر اٹھا کر تناول فرمائی اور باقی اپنے ساتھ دنیا میں لے آئے اور اصحاب میں تقسیم کر دی یہی وجہ ہے کہ آپ پیدائش کے بعد سارے عالم میں گنج شکر کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اقتباس الانوار ص ۴۴۱۔

اگر آپ لوگوں کو ایسی بے سند روایات پسند ہیں تو اسے بھی قبول فرمائیے۔

س:۔ آپ پر کسی کو قیاس نہ کرو نہ کسی پر آپ کو قیاس کرو آپ خود فرماتے ہیں۔

لا تقیسونی علی احد ولا تقیسوا علی احدا۔

ج:۔ ہاں تاجدار دو جہاں ﷺ پر آپ کو قیاس کرتے رہو اس کی آپ کو کھلی چھٹی اور آزادی ہونی چاہئے۔

اللہ کے بندو! یوں تو ہر ولی اللہ ہی بے مثال ہوتا ہے نہ اس سے قبل کوئی اس جیسا ہوتا ہے نہ بعد میں بلکہ ہر انسان شکل و صورت خدوخال عادات و اطوار میں ہر دوسرے شخص سے ممتاز ہوتا ہے اور یہی کمال قدرت باری تعالیٰ ہے ذات حق کے وصل کی راہیں بعدد انفاس الخلائق ہیں۔

ہر گدارا برورت ناز دگر۔

اور ہر ولی اللہ کو کوئی نہ کوئی خصوصیت بھی حاصل ہوتی ہے۔ بایں وجہ ہر ولی اللہ و ہر قطب بے مثل و بے مثال ہوتا ہے۔ حضرت سیدی علی وفا قدس سرہ فرماتے ہیں۔ لکل زمان واحد لا مثل لہ فی علمہ و حکمتہ من اہل زمانہ ولا ممن ھو فی زمان سابق علی زمانہ لانہ سبقہ زمان آخر ولسان ھذا الواحد یقول لتلا مذتہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس لا نھم اخذو اعن امام لم یتقدمہ مثلہ ولم یعاصرہ نظیرہ وان للماموم حکم امامہ فان قال لھم ذلک بلسانہ فذلک منہ حق و صدق۔

حضرت سیدنا امام شعرانی تبصرہ فرماتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں۔ ان لکل زمان ختما بقرینۃ قولہ فیما سبق لکل ولی خضر واللہ اعلم الطبقات الکبریٰ للشعرانی۔ ص

۳۰۔۳۴۔ ج۔۲

س:۔ حضرت خضر کا فرمان ہے۔ ما اتخذ اللّٰہ ولیا کان اویکون الا وھو متادب معہ الی یوم القیامۃ۔

ج:۔ یہ ادب درحقیقت ذات حق کی نسبت کا ہوتا ہے اور فاضل و مفضول سب ہی ہر اس شخص کا احترام کرتے ہیں جسے نسبت ولایت حق حاصل ہو تو اس کلام کا مفہوم صرف اتنا بنا کہ آپ واقعی ولی اللہ ہیں۔ اسی مقام پر ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو ایک ولیہ کا ادب کرنے کا حکم دیا جب آپ نے اسے پاؤں کے ساتھ بیدار کرنے کا ارادہ فرمایا۔ بہجۃ کے الفاظ یہ ہیں۔

تادب مع من نحبہ تو واضح ہوا کہ ضروری نہیں کہ ادب کرنے والا مفضول اور جس کا ادب کیا گیا ہے افضل ہی ہو بلکہ اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ واضح ارشادات سیدنا خضر علیہ السلام نے دوسرے اولیاء کے بارے میں فرمائے ہیں۔ حضرت بشر حافی کے حق میں فرمایا۔

ماترک بشر الحافی بعدہ مثلہ فتوحات مکیہ۔ رسالہ قشیریہ الحاوی للفتاویٰ نیز حضرت سیدنا محبوب الٰہی کی شان بیان فرماتے ہوئے فرمایا زیر آسمان کوئی ولی اللہ قطب کبار وحدت حضرت سلطان سید نظام الدین البدایونی جیسا نہ آیا نہ آئے گا۔ دقائق المعانی۔ سید محمد مکی قدس سرہ نیز حضور کی نیابت میں رحمتہ للعالمین کا مظہر تام بنایا گیا سیرت نظامیہ ص ۵۷۔

س:۔ آپ راکب بردوش اولیاء تھے؟

ج:۔ راکب صرف آپ ہی نہیں آپ کے علاوہ بھی بہت سے اولیاء کرام طائفہ راکبین میں شامل ہیں اور اولیاء راکبین کی ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر نے طائفہ راکبین کے دو

طبقے ذکر فرمائے ہیں فرماتے ہیں۔ الباب الثلاثون فی معرفة الطبقة الاولٰی والثانية من الاقطاب الرکبان آپ فرماتے ہیں طائفة الرکبان کے طبقہ اولٰی میں وہ اقطاب آتے ہیں۔

جو اخفیاء ابریاء اور عبودۃ و عجز و نیاز کو لازم پکڑے ہوئے ہوتے ہیں فرماتے ہیں وکان ابو السعود منهم۔ فرماتے ہیں فنطق ابو السعود بلسان الطبقة الاولٰی من طائفة الرکبان۔ اور بحسب تصریحات شیخ در مقامات مختلفہ فتوحات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تامدت حیات طائفہ الرکبان کے طبقہ ثانیہ سے متعلق رہے نہ طبقہ اولٰی سے۔

س:۔ حضرت خواجہ بزرگ اجمیری غریب نواز قدس سرہ العزیز شافعی المسلک تھے۔

ج:۔ حضرت سیدنا غوث الاعظم ابراہیم بن ادھم قدس سرہ سے لے کر تمام مشائخ چشت اہل بہشت مسلکاً حنفی تھے اگرچہ ان میں سے بعض مجتهد فی المذہب کے درجہ پر فائز تھے حضرت خواجہ خواجگان اجمیری قدس سرہ بھی حنفی المسلک تھے۔

مولانا سید عبدالبنی قادری نے حضرت عبداللہ افغانی قصوری کا قصیدہ نقل فرمایا لکھتے ہیں۔

سلسہ چشت مذہب نعمان
در سلاسل مذاہب آمد جان
بلکہ ایں سلسلہ ز نعمان است
پور ادہم مرید ایشان است

شیخ محمد اکرم قدوسی انوار الاقتباس ص ۴۴ پر بحوالہ لطائف اشرفیہ لکھتے ہیں "

اسی طرح حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین بدایونی قدس سرہ اور ہمارے سلسلہ چشتیہ کے دیگر مشائخ امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کے مذہب پر تھے اور اپنے اپ کو اس مذہب

سے منسوب کرتے تھے چنانچہ میں بھی اسی مذہب پر ہوں البتہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ پہلے حنفی تھے پھر شافعی بنے اور اس کے بعد حنبلی مذہب اختیار کر لیا ازاں بعد تارک تقلید ہو گئے۔

علامہ برخور دار علیہ الرحمتہ برحاشیہ نبراس شرح شرح العقائد ص ۱۱۰ لکھتے ہیں

و منهم الشيخ السيد عبدالقادر الجيلانی كان حنفيا ثم تحول شافعيا ثم صار حنبليا ثم رفض التقليد۔ قال الشيخ عبدالحق المحدث كان يفتي بين الشافعية والحنبلية۔

س:۔ چشتی مشائخ حصول دنیا کے لئے وظائف پڑھتے ہیں۔

ج:۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

چشتی مشائخ حصول دنیا کے لئے نہیں بلکہ دفع دنیا کے لئے وظائف پڑھتے ہیں۔ اس بیہودہ اعتراض کے جواب میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں۔

؎ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

حقیقت یہ ہے کہ ایسا کہنا بلکہ سوچنا بھی حقائق اور تاریخ کے سامنے منہ چڑانے کے مترادف ہے۔ کوئی شخص واقعی اللہ والا ہو تو وہ اولیاء کی قدسی جماعت کے بارے ایسی کوئی بات نہ سوچ سکتا ہے نہ کہہ سکتا ہے۔

اس لاف کی تردید کے لئے حضرت محبوب الٰہی کا یہ فرمان ہی کافی ہے۔ فرماتے ہیں۔ "ہم دریں میان فرمود کہ مراخود در مبداء حال دل برجمع کردن چیزے بنود و ہرگز درطلب دنیا نہ بودم بعد ازاں پیوند بخدمت شیخ الاسلام فرید الدین شد و پیوند بجائے شد کہ ایشاں را دوکون در نظر نیا مدے و ترک یکبارگی داشتند فوائد الفواد۔ ص ۸۳

نیز فرماتے ہیں "دریں میان خواجہ ذکر اللہ بالخیر چشم پر آب کرد و برلفظ مبارک راند کہ بسوز اول شیخ الاسلامی را و پس خانقاہ را و بعد ازاں خود را فوائد الفواد ص ۳۹۔

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت خواجہ ذکریا ملتانی علیہ الرحمتہ کے

متعلق حضرت بابا صاحب سے کہا شیخ کے پاس مال بہت ہے لیکن وہ یہ کہتے ہیں دینے کی اجازت نہیں شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین نے جب یہ بات سنی تو آپ نے تبسم فرمایا اور کہا یہ بات یوں ہی من سمجھوتہ ہے اور بہانہ ہے اگر آں شیخ مرا وکیل خرچ کند من در دوسہ روز خزانہ او خالی کنم و یکدرم بے اذن نہ دہم انوار الفرید ص ۳۰۷ از فوائد الفواد شریف ص ۲۱۱۔

اگر شیخ مجھے وکیل خرچ بنا دیں تو دو تین دن میں ان کا تمام خزانہ خالی کر دونگا اور بے اجازت ایک درم بھی کسی کو نہ دو نگا (یعنی حکم شریعت کے مطابق خرچ کرونگا۔)

جب حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا کا انتقال ہوا تو بروایت مولانا جمال سہروردی سات لڑکوں میں سے ہر ایک کے حصہ میں علاوہ سامان و اجناس کے سات سات لاکھ روپے آئے تھے۔ ص ۳۰۷ انوار الفرید بحوالہ سیر العارفین۔ ص ۱۲۷۔

سلطان ناصر الدین غازی کی طرف سے الغ خاں نقد روپیہ اور چار گاؤں کی جاگیر کا فرمان لے کر حاضر ہوا آپ نے نقد روپیہ مستحق فقراء میں تقسیم فرما دیا اور فرمان یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اس کے خواہشمند بہت موجود ہیں ان کو دے دو مجھے اس کی ضرورت نہیں شاہ مارا دیمہ دہد منت نہد۔ رازق مارا رزق بے منت دہد انوار الفرید ص ۲۰ از سیر الاولیاء۔

آپ فقر و زہد کے پادشاہ تھے اور سنت نبوی آپ کی ہر ہر ادا سے ہویدا تھی۔ یہی طریق آپ کے سلسہ عالیہ چشتیہ کے تمام مشائخ کرام کا تھا بھلا ایسے بادشاہان روحانیت پر اس طرح طعن و تشنیع کوئی صاحب عقل سلیم و فہم مستقیم کر سکتا ہے ہرگز نہیں کرے تو کوئی تاریخ اور روحانیت سے نابلد شخص ہی کرے۔

س:۔ حضرت باہو سلطان صاحب نے کہا ہے کہ اگر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر میرے زمانہ میں ہوتے تو میں انہیں بغیر اس قدر زہد کے منزل مقصود پر

پہنچا دیتا۔

ج:۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی بات حضرت سلطان باہو کہہ ہی نہیں سکتے اگر بالفرض انہوں نے کوئی ایسی بات کہی بھی ہے تو عالم سکر میں کہی ہو گی جس میں وہ معذور ہیں ورنہ کہاں زہد الانبیاء گنج شکر کی ذات گرامی اور کہاں حضرت باہو سلطان۔

؎ ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

؎ چہ نسبت خاک را بعالم پاک

زمیں را باسما نسبت نباشد۔ فلک باعرش کے وارد مساوات حقیقت یہ ہے کہ حضرت باہو سلطان کی تو حضرت فرد الافراد قطب الاعظم گنج شکر رضی اللہ عنہ کے ادنیٰ غلاموں سے بھی کوئی نسبت نہیں بنتی۔ حضرت شیخ الاسلام سیالوی نے پہلے دو جوابوں کے بعد فرمایا۔ "کہاں تخنہ اور کہاں بھنویں"۔

روایت حضرت خواجہ محمد فخر الدین سیالوی مدظلہ برادر حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمتہ

س:۔ سلسلہ قادریہ سب سلاسل سے افضل ہے اس لئے کہ غوث پاک نے قدمی ھذہ الخ فرمایا ہے۔ اور آپ سب مشائخ و اولیاء سے افضل ہیں لہٰذا آپ کا سلسلہ سب سلاسل سے افضل ہے۔

ج:۔ قدمی ھذہ کے بارے تفصیلی بحث آپ ملاحظہ فرما چکے تو جس قول پر دعویٰ افضلیت مبنی تھا وہ بنیاد ہی باقی نہ رہی کہ صاحب قول نے خود رجوع فرما لیا۔

تو دعویٰ افضلیت خود بخود ختم ہو گیا۔ نیز کسی ایک فرد کے افضل ہو جانے سے اگر وہ سارا سلسلہ افضل ہو جاتا ہے تو قادری حضرات کو تسلیم کرنا ہو گا کہ سلسلہ نقشبندیہ سلسلہ قادریہ سے افضل ہے اس لیئے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ابتداء سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے جو کہ باتفاق اہل سنت سب اولیاء امت سے افضل ہیں۔ نقشبندی مشائخ فرماتے ہیں۔

اول ما آخر ہر منتہی ز آخر ما جیب تمنا تہی

نیز:۔ ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را اور اس کی انتہاء حضرت مجدد الف ثانی کی بشارت کے مطابق امام مھدی پر ہو گی۔

س:۔ دوسرے سلاسل کا مرید اگر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہو جائے تو یہ تجدید بیعت ہو گی اور اس کی روحانی ترقی کا سبب بنے گی لیکن اگر قادری سلسلہ کا مرید کسی دوسرے سلسلہ میں بیعت کر لے تو یہ مردود طریقت اور مغضوب طریقت ہو گا۔ العیاذ باللہ۔

ج:۔ اس دعویٰ کی بنیاد بھی دعویٰ افضلیت شیخ برجمیع اولیاء اولین و آخرین پر ہے جس کی تردید میں ہم دلائل قاھرہ و حجج باہرہ پیش کر چکے ہیں۔

البتہ ہمارا جوابی دعویٰ بدستور باقی ہے جسے کوئی غالی تا قیامت توڑ نہیں سکے گا۔ یعنی سب قادریوں کو سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہو جانا چاہئے اسلئے کہ

نمبر ا:۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ باتفاق امت جمیع اولیاء سے افضل ہیں لہٰذا سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہو جانا تجدید بھی ہو گی اور باعث ترقی بھی۔

نمبر ۲:۔ جس قادری کو بھی فیض غوثیہ ملے گا بوساطت حضرت مجدد الف ثانی ہی ملے گا تو براہ راست حضرت مجدد الف ثانی کے دامن سے وابستہ ہو کر ہی فیض غوثیہ کیوں نہ حاصل کر لیا جائے۔

نمبر ۳:۔ یا سلسلہ چشتیہ میں مرید ہو جانا چاہئے کہ بقول آپ کے برصغیر حضور غوث پاک نے خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہٗ کو دیا ہے۔ لہٰذا یہاں جسے بھی فیض غوثیہ ملے گا آپ کی ہی وساطت سے ملے گا۔ کیا آپ کو غوث پاک کی تقسیم بھی پسند نہیں۔ جیسے وہابیہ براہ راست اللہ سے لینا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ پاک نے ہی حضور علیہ السلام کو قاسم مقرر فرمایا ہے۔

س:۔ اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید یہ نعرہ بدعت ہے۔

ج:۔ یہ نعرہ اس قدر جامع نعرہ ہے کہ کوئی دوسرا نعرہ اتنا جامع ہو ہی نہیں سکتا۔

ہم اللہ کہہ کر خدا کی ذات اس جلّ کی واحدانیت اور اس کی تمام صفات کمال کا اقرار و اعلان کرتے ہیں محمد ﷺ کہہ کر ہم حضور اکرم ﷺ کی رسالت اور آپ کا قابل تعریف ہونا بیان کرتے ہیں۔ چار یار کہہ کر ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم خلفائے راشدین اربعہ کو ماننے والے ہیں۔ اور حاجی خواجہ قطب فرید کہہ کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم اولیاء کرام کو بھی ماننے والے ہیں اور حضرت بابائے اولیاء گنج شکر کے دامن سے وابستہ ہیں۔

نیز اگر یہ نعرہ بدعت ہے تو نعرہ غوثیہ کیا سنت سے ثابت ہے؟

س:۔ سارے سلاسل یا تو ختم ہو چکے تھے یا معمولی طور پر چل رہے تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے سب سلاسل کو نئے سرے سے زندگی بخش دی۔

ج:۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ ابو یعقوب یوسف ہمدانی قدس سرہ جیسے بزرگ موجود تھے جن سے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی فیض حاصل کرتے رہے روحانی مشکلات حل کرواتے رہے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں حبیب رحمان سیدنا خواجہ عثمان جیسے شیخ کامل بقول خواجہ بزرگ اجمیری قدس سرہ اکمل الا کملین روز گار اور خواجہ خواجگان نائب رسول اللہ و عطائے رسول اللہ ﷺ فی الہند حبیب اللہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ جیسے مرید موجود تھے جو مقام ادلال و ناز میں پھنسے ہوئے لوگوں کو نکال کر مقام عبدیت و نیاز پر پہنچا دیتے اور نگاہ کرم سے نناویں لاکھ انسانوں کو دولت ایمان سے مالا مال کر دیتے ہیں تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ دیگر سلاسل ختم ہو چکے تھے یا معمولی چل رہے تھے۔

س:۔ سلسلہ نقشبندیہ کو نقشبندیہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ کے دل پر اسم اللہ منقش نہیں ہوتا تھا حضرت

خضر کے حکم سے حضرت غوث پاک کی طرف توجہ کی جب غوث پاک نے توجہ فرمائی تو آپ کے دل پر اسم اللہ نقش ہو گیا۔

ج:۔ یہ بہت بڑی گستاخی اور دریدہ دہنی ہے۔ اکابر مشائخ مادرزاد اولیاء اللہ ہوتے ہیں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپ کے دل پر اسم اللہ نقش نہ ہو۔

اولا آپ کو نقشبند اس وجہ سے کہتے تھے کہ ایکا قالین سازی کا بہت بڑا کاروبار تھا اور ان پر بہترین نقش و نگار بنائے جاتے تھے۔ ثانیا آپ لوگوں کے دلوں پر اسم اللہ نقش کر دیتے تھے بایں وجہ اپ کو نقشبند کہا جاتا تھا۔ تاریخ اولیاء ص ۸۰۔

س:۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بعد از وفات بھی تصرف کرتے ہیں۔

ج:۔ حضرت اشرف جہانگیر سمنانی کچھو چھوی بانی سلسلہ اشرفیہ چشتیہ نظامیہ فرماتے ہیں لیکن تصرف در مشائخ ہند تواں دانست کہ تصرف کیاں در ممات باقی است تفریق کردن دریں مشائخ خالی از بے ادبی نیست خصوصا" بخوانوادہ چشت اہل بہشت جعل اللہ الجنتہ مثو اہم کہ پیران ما باشند اما بیشتر ازیں خاندان شریف و دو دمان لطیف را تصرف در مکان فانی باقی است خصوصا حضرت سیدی شیخ نظام الدین حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی حضرت خواجہ معین الدین سنجری رحمہم اللہ اجمعین۔ لطائف اشرفی ص ۴۷۔

مشائخ ہند میں سے بہت سے مشائخ کا تصرف بعد از وفات موجود ہے ان مشائخ کرام میں تفریق کرنا بے ادبی سے خالی نہیں خصوصا" خوانوادہ چشت اہل بہشت جعل اللہ الجنتہ مثوا ہم جو کہ ہمارے پیر ہیں اس خاندان شریف اور دو دمان لطیف میں سے زیادہ تر حضرات کا تصرف مکان فانی میں باقی ہے خصوصا" حضرت سیدی شیخ نظام الدین حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی حضرت خواجہ معین الدین سنجری

رحمہم اللہ اجمعین۔ لہٰذا تصرف بعد از وفات صرف حضرت شیخ پر منحصر نہیں ہمارے مشائخ کرام بھی اپنی قبور شریفہ کے اندر زندوں کی طرح تصرف فرما رہے ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کی مزار شریف پر حاضری کے وقت حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے قلب شریف میں خیال آیا کہ حضرت کو میری حاضری کا علم ہے؟ تو فوراً" قبر شریف سے آواز آئی۔

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آیم بجاں گر تو آئی زتن

س ← آپ نے کتاب کی ابتداء میں بحوالہ لطائف اشرفیہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی بانی سلسلہ اشرفیہ کافرمان تحریر کیا ہے کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کو ایک غوث اعظم کی توجہ فیض و برکت اور دعا سے غوثیت عظمیٰ ملی یہ بات واضح کی جائے کہ وہ غوث اعظم کون تھے؟

ج ← ان لوگوں کی طرف سے اس غوث اعظم کو پردہ خفا میں رکھنے کی بہت بڑی اور شعوری کوششیں کی گئی ہیں۔ مگر **بفضلہ** و کرمہ تعالیٰ اب حجاب اٹھتا ہے۔

سنیے وہ غوث اعظم جنہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرھما کو غوث بنایا تھا وہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ سیدنا ابو یعقوب یوسف ہمدانی تھے۔ ملا سے فرمایئے۔ جامع کرامات الاولیاء حضرت علامہ یوسف نبہانی کا صہ۵۲۹ فرماتے ہیں۔

و الشیخ یوسف ہمدانی ہذا ہو الغوث الذی توجہ الیہ الشیخ عبدالقادر الجیلانی و ابن السقا و ابن ابی عصرون (عبداللّٰہ) فی القصتہ المشھورہ کما ذکر ذلک ابن خلقان فی تاریخہ فی ترجمتہ۔

تو ثابت ہوا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور اس کے عظیم شیخ کا سلسلہ عالیہ قادریہ اور اسکے بانی پر عظیم احسان ہے کہ اس سلسلہ کے شیخ طریقت شیخ عبدالقادر جیلانی کو غوث اعظم ہی ایک نقشبندی غوث اعظم نے بنایا۔ اور پھر حضرت شیخ جیلانی کے بعد قادری حضرات کے عقیدہ کے مطابق سلسلہ قادریہ میں کوئی غوث اعظم پیدا ہی نہ ہوسکا۔

دوسرا احسان عظیم سلسلہ عالیہ چشتیہ کا ہے اس لئے کہ خواجہ بزرگ چشتی اجمیری قدس سرہ نے مقام غوثیت کے باوجود ساری زندگی ادلال و حال میں الجھے ہوئے اور رکے ہوئے حضرت شیخ جیلانی علیہ الرحمہ کو مقام ادلال سے نکال کر عالم روحانیت کے عظیم تر

منصب و مرتبہ مقام عبودیت محضہ تک پہنچا دیا جیسا کہ ناظرین ابتدائے سوالات و جوابات میں ملاحظہ فرما چکے۔

اگرچہ زندگی نے اس قدر وفا نہ کی کہ آپ اس منصب و مقام کی تکمیل کرپاتے یعنی آپ کا نزول فقط مقام روح تک ہوسکا جیسا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے صراحت فرمائی ہے۔ جبکہ مقام روح سے اعلیٰ مقام سر مقام سر سے اعلیٰ خفی مقام خفی سے اعلیٰ مقام اخفیٰ ہے۔ نیز حضرت ابن عربی قادری نے بھی اس کی نشاندہی

با ایں الفاظ فرمائی کہ حضرت شیخ قدس سرہ رجال ظاہر میں سے تھے اور رجال ظاہر سے افضل رجال باطن اور رجال باطن سے افضل رجال حد اور رجال حد سے افضل رجال مطلع ہیں۔

س ← اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا قادری **تخصیصات** کے قائل نہیں ہیں۔

ج ← باوجود شدت جذبات محبت و محویت در قادریت کے بالآخر آپ نے بھی نہ صرف **تخصیصات** کو تسلیم کیا بلکہ بیان بھی کردیا۔ حدائق بخشش میں

؎ سید جید ھر دھر الخ

پر حاشیہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والمعنی اطلاق التفضیل الا من خص بدلیل کما حققنا فی المجیر المعظم۔

ناظرین کرام **الا من خص بدلیل** پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ یعنی اولیاء کرام میں سے جس کی بھی کسی بھی دلیل کے ساتھ تخصیص کردی گئی وہ مستثنیٰ ہے ورنہ عام اولیاء کرام پر **تفضیل** میں اطلاق ہے۔ یہ قاعدہ و قانون نہ صرف متقدمین و متاخرین بلکہ آپ کے ہم عصر اولیاء کیلئے بھی درست اور ان پر بھی صادق ہوگا۔ آپ کے ہم عصر اولیاء میں سے بھی جس جس کی بھی تخصیص کردی گئی اور کسی بھی دلیل کے ساتھ کردی گئی وہ مستثنیٰ ہونگے البتہ عام اولیاء اس میں شامل رہیں گے۔ اسی طرح متاخرین و متقدمین سے بھی مخصوص حضرات مستثنیٰ رہیں گے۔ اس لئے کہ ان مخصوص حضرات میں سے بہت سے اولیاء آپ سے افضل بھی ہیں۔ من کا عموم اور دلیل کی تنکیر اس مفہوم کے شاہد عدل ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تخصیص کیسے ہوگی۔ تو جناب گرامی یہ قول نص قرآنی نہیں کہ اس میں تخصیص کے لئے کسی نص کی ضرورت ہو۔ یہ ایک اللہ کے ولی کا قول ہے لہٰذا اس میں تخصیصات بھی اولیاء اللہ کے ارشادات سے ہونگی۔ **تخصیصات** کے بارے میں آپ پوری امت کے مسلمہ اولیاء اللہ کے فرمانات ملاحظہ فرماچکے ہیں۔ جن کا خلاصہ معلوم کرنے کے لئے تھوڑی سی تمہیدی گفتگو

کی ضرورت ہے وہو ہذا مجموعی طور پر اس سے متعلق تین بحثیں ہیں۔

نمبر۱ بحث وضع راس

نمبر۲ بحث ولایت باطنیہ (قطبیت)

نمبر۳ بحث افضلیت

بحث نمبر۱ میں حق یہ ہے کہ واضعین رؤس صرف وہ لوگ تھے جو بوقت صدور قول ہذا **بجسد** ہم زندہ موجود تھے نہ متقدمین نہ متاخرین۔ چونکہ اس قول کا ظہور مقام فنا میں ہوا لہٰذا واضعین کا وضع راس اس ذات کیلئے تھا جس میں آپکو فناء تام حاصل ہوا تھا۔ اس اعتبار سے یہ نہ کسی کی افضلیت کی دلیل ہے نہ مفضولیت کی۔

بحث نمبر۲ میں حق یہ ہے کہ بعض اولیاء کرام سے ایسے اقوال غلبہ سلطان حال وفنا تام (قطبیت) کی ابتداء میں سرزد ہوجاتے ہیں اور ایسے اقوال کے صدور و ظہور سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس شخص کی قطبیت کی ابتداء ہوگئی ہے۔ آپکی ولایت و حاکمیت باطنیہ (قطبیت) کا دور اس منصب پر قیام کی ابتداء سے آپکے وصال تک کا زمانہ ہے۔

بحث نمبر۳ میں حق یہ ہے کہ آپ اپنے ہمعصر و متقدمین و متاخرین اولیاء میں سے بعض سے افضل اور بعض سے مفضول تھے۔ یعنی متقدمین و متاخرین و ہمعصر حضرات میں سے بعض اولیاء کرام آپ سے افضل بھی تھے۔ اولیاء کرام کے فرمودات کا خلاصہ ملاحظہ فرمایئے۔

جن بزرگوں نے یہ فرمایا کہ یہ صرف اس وقت کی بات ہے انکی مراد یہ ہے کہ وضع راس صرف ان اولیاء کی طرف سے ہوا جو بوقت صدور **بجسد** ہم اس دار دنیا

میں زندہ موجود تھے اور جن حضرات نے یہ فرمایا کہ اس قول کا تعلق صرف آپکے زمانہ سے ہے انکی مراد یہ ہے کہ آپ کا یہ قول وال برحاکمیت باطنیہ (قطبیت) ہے۔ ایسے قول کے صدور سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس شخص کی قطبیت کی ابتداء ہوگئی ہے یعنی آپ اس دور کے والی (حاکم قطب) اور دوسرے اولیاء ماسوائے افراد کے آپ کے ماتحت تھے جب یہ دور اختتام پذیر ہوا تو حاکم بھی تبدیل ہوگیا اور حکومت بھی بدل گئی۔ ہرنئے دور کا نیا حاکم (قطب) اور نئی حکومت ہوتی ہے۔ ایسے اقوال بعض اولیاء سے ابتداء قطبیت میں بوجہ فناء تام سرزد ہوجاتے ہیں جو ان کی قطبیت پر دلالت کرتے ہیں البتہ ہر دور کے افراد دائرہ حکومت قطب سے خارج ہوتے ہیں اور ان میں کوئی قطب وقت سے افضل بھی ہوسکتا ہے۔ افراد میں سے کوئی شخص بوجہ مرید و تلمیذ ہونے کے سر جھکائے تو یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس وقت وہ مقام فردیت تک رسائی حاصل نہ کرسکا ہو۔

مقام مدح میں اطلاقات کا استعمال خصوصاً اشعار کے اندر بکثرت جاری و ساری ہے مگر ایسے اطلاقات میں ہمیشہ **تقییدات و تحدیدات** ملحوظ و مقصود ہوتی ہیں خواہ متکلم انہیں بیان کرے یا نہ ۔ مثلاً اعلیٰ حضرت کے ہی دو اور شعر ملاحظہ فرمایئے۔

نامدز سلف عدیل عبدالقادر ناید نخلف بدیل عبدالقادر

مثلش گراز اہل قرب جوئی گوئی عبدالقادر مثیل عبدالقادر

یہاں لفظ "سلف اور اہل قرب" میں بظاہر سرکار دو عالم ﷺ سمیت سبھی اسلاف و قرب خداوندی پانے والے داخل و شامل نظر آتے ہیں۔ مگر ایسا ہرگز مراد و مقصود نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا بظاہر قیود و حدود نہ بھی بیان کی جائیں تو بھی لازمی طور پر مقصود و مراد

ہوتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی النبی الاکرم وعلی آلہ و اصحابہ وبارک وسلم

تم الجزء الاول من الکتاب بعون الملک الوهاب وهو الموفق للصواب والیه المرجع والماب و صلی اللہ علی النبی الامی العبد الاواب وعلی آله والاصحاب

پاکستان کا معیاری دینی ادارہ

جامعہ ایک ادارہ ایک تحریک ہے۔ جامعہ علوم ظاہری و روحانیہ کے لیے مینارہ نور ہے۔ جامعہ کا قیام قطب وقت فرید العصر حضرت خواجہ میاں علی محمد خان چشتی نظامی علیہ الرحمۃ آف بستی شریف کے روحانی اشارہ سے ہوا۔ جامعہ کا افتتاح فخر الاولیاء بدر الاصفیاء حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۸ء میں اپنی بابرکت دعا سے فرمایا۔ جامعہ کی جامع مسجد اولیاء کا سنگ بنیاد شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے جامعہ کے سالانہ اجلاس میں شمولیت کے وقت رکھا اور اپنے خطاب میں جامعہ کے عروج ترقی کے لیے بشارتوں سے نوازا۔ جامعہ کے بانی و مہتمم پیر طریقت رہبر شریعت شیخ الحدیث والتفسیر شمس الفقہاء حضرت علامہ ابو الحامد محمد احمد فریدی دامت برکاتہم العالیہ کی انتھک محنت اور شب و روز کی خدمات سے آج بحمد اللہ اس منزل تک پہنچ چکا ہے کہ ایک ایکڑ اراضی سے زائد پر محیط ہے جامعہ اس وقت تقریباً چالیس کمرہ جات پر مشتمل ہے درمیان میں ایک خوبصورت ڈبل سٹوری جامع مسجد ہے جو گنبد خضراء کا سا منظر پیش کرتی ہے۔ سامنے ایک خوبصورت گراسی لان ہے۔ اس وقت اڑھائی سو رہائشی طلباء زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں جن کے قیام و طعام اور کتب کا جامعہ ذمہ دار ہے۔ طلباء سے کسی قسم کی کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی اور نہ ہی جامعہ کے اپنے کوئی ذرائع آمدن ہیں۔ یہ ادارہ محض اللہ کے فضل اور محبان دین و ملت کے تعاون سے ترقی کی طرف گامزن ہے۔ جامعہ میں ناظرہ سے لے کر حفظ و قراءۃ اور فارسی سے لے کر دورہ حدیث شریف (ایم اے عربی اسلامیات) نیز فاضل عربی فارسی اور اردو کا مکمل انتظام ہے طلباء کو اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ اس وقت جامعہ کو طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مزید کمرہ جات کی ضرورت ہے۔ محبان دین و ملت سے التماس ہے کہ وہ جامعہ میں قابل دید حسین منظر کا چشم دید نظارہ کر کے حب خدا و حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عملی ثبوت دیں!

ترسیل اعانت کا پتہ

شمس الفقہاء حضرت مولانا ابو الحامد محمد احمد فریدی نظامی بانی و مہتمم،

دار العلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیر پور ضلع اوکاڑا فون ۱۱۰۹-۷ کوڈ ۰۴۴۴۹

منجانب تنظیم غلامان شمس الفقہاء بصیر پور ضلع اوکاڑا پاکستان

جامعہ ایک ادارہ ایک تحریک ہے، جامعہ علوم ظاہرہ و روحانیہ کے لیے مینارۂ نور ہے۔ جامعہ کا قیام قطب وقت فرید العصر حضرت خواجہ میاں علی محمد خان چشتی نظامی علیہ الرحمۃ آف بستی شریف کے روحانی اشارہ سے ہوا جامعہ کا افتتاح فخر الاولیاء بدر الاصفیاء حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۸ء میں اپنی بابرکت دعا سے فرمایا۔ جامعہ کی جامع مسجد اولیاء کا سنگ بنیاد شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے جامعہ کے سالانہ اجلاس میں شمولیت کے وقت رکھا اور اپنے خطاب میں جامعہ کے عروج ترقی کے لیے بشارتوں سے نوازا۔ جامعہ کے بانی و مہتمم پیر طریقت رہبر شریعت شیخ الحدیث والتفسیر شمس الفقہا حضرت علامہ ابوالحامد **محمد احمد** فریدی دامت برکاتہم العالیہ کی انتھک محنت اور شب و روز کی خدمات سے آج بحمداللہ اس منزل تک پہنچ چکا ہے کہ ایک ایکڑ اراضی سے زائد پر محیط ہے جامعہ اس وقت تقریباً چالیس کمرہ جات پر مشتمل ہے درمیان میں ایک خوبصورت ڈبل سٹوری جامع مسجد ہے جو گنبد خضرا کا سا منظر پیش کرتی ہے۔ سامنے ایک خوبصورت گراسی لان ہے۔ اس وقت اڑھائی سو رہائشی طلباء زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں جن کے قیام و طعام اور کتب کا جامعہ ذمہ دار ہے۔ طلباء سے کسی قسم کی کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی اور نہ ہی جامعہ کے اپنے کوئی ذرائع آمدن ہیں۔ یہ ادارہ محض اللہ کے فضل اور محبان دین و ملت کے تعاون سے ترقی کی طرف گامزن ہے۔ جامعہ میں ناظرہ سے لے کر حفظ و قرأۃ اور فارسی سے لے کر دورہ حدیث شریف (ایم اے عربی اسلامیات) نیز فاضل عربی فارسی اور اردو کا مکمل انتظام ہے طلباء کو اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ اس وقت جامعہ کو طلبار کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مزید کمرہ جات کی ضرورت ہے۔ محبان دین و ملت سے **التماس** ہے کہ وہ جامعہ میں قابل دید حسین منظر کا چشم دید نظارہ کر کے حب خدا و حب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عملی ثبوت دیں!

ترسیل اعانت
کا پتہ

شمس الفقہاء حضرت مولانا ابوالحامد محمد احمد فریدی نظامی بانی و مہتمم،
دارالعلوم جامعہ فریدیہ نظامیہ بصیرپور ضلع اوکاڑا فون ۰۹-۱۱۰۹-۷ کوڈ ۰۴۴۴۹

منجانب **تنظیم غلامان شمس الفقہاء بصیرپور ضلع اوکاڑا پاکستان**